پیغام مدینہ

جلد اول

ندیم ایاز

مکتبہ دارالرحیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ،اللہ تعالی کے خصوصی فضل وکرم سے آج اس کتاب کی پہلی جلد کی تکمیل ہوئی میں نے خود اپنے لئے اس کتاب کو بہت مفید پایااور کیوں نہ ہو کہ یہ تو صاف اور واضح پیغامات پر مبنی ہے جن کا سمجھنا ہر خاص وعام کے لئے بالکل آسان ہے۔پھر بھی کسی جگہ مشکل پیش آئے تواپنے محلے کے علماء سے پوچھ لیا کریں یا مجھ سے واٹس ایپ نمبر پہ رابطہ کریں۔یہ سب کام اس نیت سے کیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔یہ کتاب علماء، طلباءاور عوام سب کے لئے مفید ہے۔شیخ کامران یاسین صاحب سے باقاعدہ اجازت لے کر یہ مضامینislamfort.comویب سائٹ سے ہو بہو لئے گئے ہیں(مضامین کی فہرست کتاب کے آخر میں موجود ہے)پھر بھی علماء سے درخواست ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی بھی قسم کی غلطی ہوئی ہو تو مجھے ضرور آگاہ کرلیں تاکہ آیندہ اسے غلطیوں سے پاک کر کے مزید بہتر بنایا جاسکے۔میں اپنے بھن بھائیوں اور شاگردوں سے خصوصی طور پر اور تمام مسلمانوں سے عمومی طور پہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں اور بیوی بچوں سے بھی مطالعہ کروائیں۔سکول کالج اور کمپنیوں کے انتظامیہ سے درخواست ہے کہ کچھ وقت درس قران وحدیث کے لئے بھی دے دیں طلباءاور ملازمین کے مثبت کردار کی تعمیر میں یہ ایک اہم پیش رفت ہوگی۔یہ کتاب ایک آسان اور قابل فہم مجموعہ ہے یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے کسی خاص مسلک،فرقے یا تنظیم کی کتاب نہیں ہے۔اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو تمام مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور صدقہ جاریہ بنادے آمین۔اللہ تعالی سے میرے لئے،میرے والدین،بیوی بچوں اور بہن بھائیوں کے لئے دعا کیجئے۔کہ اللہ تعالی ہمیں دنیااور آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے۔تمام عالم اسلام کو بلکہ تمام انسانیت کو دعا میں یاد رکھا کریں اللہ تعالی سے آپ کے لئے دعا گو ہوں۔جزاک اللہ خیرا

قاری شیخ ندیم ایاز حفظہ اللہ تعالی
20 ستمبر 2021 کراچی
whatsapp00923172134743
Peaceofmindna.com website
Peaceofmind.na facebook page

مختصر تعارف

میں نے قرآن کریم قاری نورالامین صاحب کے پاس حفظ کیا آخری 4 پارے بنوری ٹاون میں ۱۱ دن میں حفظ کئے۔ حفظ دور قاری ظاہر صاحب کے پاس کیا، درس نظامی کی کتابیں شیخ عبدالوکیل صاحب، عنایت اللہ صاحب، شیر عالم صاحب، روح الامین صاحب، عبدالروف صاحب، ھاشم صاحب اور صدر الشھید صاحب اور بھی علماء سے کتابیں پڑھیں میں ان سب کے لئے دعا گو ہوں۔

دورہ تفسیر القرآن شیخ عبدالسلام رحمہ اللہ، شیخ امین اللہ صاحب، شیخ افضل خان شاہ پور شیخ، شیخ طیب صاحب، شیخ امیر حسین باچا صاحب، شیخ ولی اللہ رحمہ اللہ اور شیخ روح الامین صاحب سے کئے۔

اتحاد المدارس مردان اور وفاق المدارس السلفیہ فیصل آباد سے درس نظامی کے امتحانات دیئے۔ تجوید اور حفظ کی بھی وفاق سے امتحان دیئے اور سب کے سند حاصل کئے۔ ادیب عربی کا امتحان دیا اور سند حاصل کی۔

تقابل ادیان کے تمام کورسز کئے۔ میٹرک میں سکول میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ہمارے گاوں میں میٹرک کا جو سب سے پہلا بیچ پاس ہوا اس میں میرے والد صاحب رحمہ اللہ تعالی نے پہلی پوزیشن لی تھی اور اب بھی ان کا نام سکول میں پوزیشن لینے والوں کی لسٹ میں اول لکھا ہوا ہے۔ میں نے علم نفسیات میں بی ایس کیا، پاکستان انسٹیٹیوٹ آف مینجمنٹ سے انڈسٹریل اینڈ ارگنائزیشنل سائکالوجی میں ڈپلومہ کیا، ہیپی لائف سائکولوجیکل سروسز سے چھ مہینے کا کورس کلینیکل سائکالوجی میں کیا۔ کمپلیمینٹری تھراپیز میں ڈپلومہ سری لنکا سے، این ایل پی اور ہپناسز کورسز سر ارسلان لاڑیک اور سر سدید مرزا کے ذریعے امریکن بورڈ آف نیورولنگویسٹک پروگرامنگ سے کیا، پریسٹن یونیورسٹی سے ڈاکٹر عمران صاحب سے این ایل پی کے ایک سالہ کورس میں داخلہ لیا لیکن ایک سیمیسٹر کے بعد مکمل نہیں کر سکا۔ ایم فل نفسیات میں داخلہ ہوا ایک سیمیسٹر کے بعد وہ بھی پورا نہ کر سکا یہ میری زندگی کا تاریک پہلو ہے کہ کچھ کاموں میں میں نے استقامت اختیار نہیں کی۔ اب بھی میں ایک تین سالہ کورس کر رہا ہوں جس کا دوسرا سال جاری ہے اب دیکھنا ہے کہ یہ مکمل کرتا ہوں یا نہیں؟ اللہ تعالی توفیق عطا فرمائے آمین۔

کئی آن لائن کورسز مکمل کئے اور ایک خاصی تعداد میں سیمینارز اور ورکشاپس اٹینڈ کئے۔

عمرہ کے سفر میں جدہ، مکہ۔ مدینہ اور خیبر کے علاقوں کی زیارت نصیب ہوئی الحمد للہ۔ دبئ کے سفر میں ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کے تین روزہ پیس کانفرنس میں شرکت کی اور مختلف خوبصورت مقامات اور خصوصا ابو ظھبی کی مشہور شیخ زید مسجد جانا ہوا۔

13 مرتبہ خود دورہ تفسیر القرآن کے درس دئے مختلف مقامات پر۔ اس کے علاوہ روزانہ کے دروس اور جمعہ کے خطبات اللہ تعالی کی توفیق سے بے شمار ہیں۔ مسجد ابراہیم میں پورے دس سال خطابت اور درس کے فرائض سرانجام دیئے۔

بہت سے طلباء اور طالبات نے مجھ سے قرآن و حدیث سیکھا میں ان سب کے لئے دعا گو ہوں یہ سب میرے اور میرے اساتذہ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

تالیفات

(1) قرآنی دعائیں

(2)اللہ کے بندے مادہ پرست نہیں ہوتے

(3)اصلاح النساء

(4)طرق التفسیر

(5)قرآن مجید کی تفسیر کے اقسام

(6)المناھج المختلفۃ للمفسرین

(7)الکبائر التی ذکرھا الإمام الذھبي

(8)اسلام سائنس اور الحاد

(9)ملحدین کے پچاس اعتراضات کے جوابات

(10)ملحدین کی اصلاح

(11)خدا کے بارے میں ملحدین کی پریشانی کا علاج

(12)پاکستان میں اسلامی دستور کے لیے علماء کے 22 متفقہ نکات

(13)أسھل طریقۃ لحفظ القرآن الکریم

(14)صحیفہ ہمام بن منبہ

(15)المعجم الصغیر للطبرانی

(16)پیغام مدینہ جلد اول

(17)پیغام مدینہ جلد دوم

(18)پیغام مدینہ جلد سوم

(19)پیغام مدینہ جلد چہارم

(20)پیغام مدینہ جلد پنجم

(21)پیغام مدینہ جلد ششم

(22)پیغام مکہ جلد اول

(23)مقالات حصن المسلم جلد اول

(24)مقالات سیرت جلد اول

(25)مقالات سیرت جلد دوم

(26)مقالات سیرت جلد سوم

(27)

(1)فضیلۃ الشیخ جسٹس ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم حفظہ اللہ

(1)رمضان تمام عبادتوں کا سنگم

پہلا خطبہ:

یقیناً تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اس کی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد کے طلب گار ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش بھی اسی سے مانگتے ہیں، نفسانی اور بُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت عنایت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ

کردے اس کا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، اور صحابہ کرام پر ڈھیروں درود و سلامتی نازل فرمائے

حمد و صلاۃ کے بعد: اللہ کے بندو! اللہ سے کماحقّہ ڈور اور اسلام کو مضبوطی سے تھام لو۔

مسلمانو!

دن اور رات تیزی سے گزر رہے ہیں، ان کے پیچھے مہینے بھی چلتے جا رہے ہیں اسی اثنا لوگ اللہ کی جانب بڑھ بھی رہے ہیں، اور وہاں سب لوگ جلد ہی اپنی کارکردگی دیکھ لیں گے

یہ اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے کہ لوگوں کے لیے نیکیوں کی بہاریں مقرر فرمائیں، اس ضمن میں کچھ ایام، راتوں اور لمحات کو خصوصی مقام سے نوازا؛ صرف اس لیے کہ لوگوں کے جذبات کو مہمیز ملے اور بڑھنے والے مزید آگے بڑھیں۔

جب بھی ماہ رمضان کا چاند طلوع ہوتا ہے تو ہمارے لیے ہمیشہ بابرکت گھڑیاں لاتا ہے، مسلمان ماہ رمضان کا انتہائی مسرت اور خوشی کے ساتھ استقبال کرتے ہیں، ان کے دل فرحت سے معمور ہوتے ہیں، کیونکہ ماہ رمضان میں قبولیت کی گھڑی کسی بندے کو مل جائے تو وہ سعادت اور رضائے الہی کے بلند درجات پالیتا ہے۔

اس وقت یہ معزز اور محترم ترین مہینہ شروع ہو چکا ہے، اللہ تعالی نے نیکیوں کی اس بہار کو خصوصی شرف اور فضیلت عطا کی ہے کہ اس مہینے میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی، اسی میں قرآن مجید نازل ہوا، اللہ تعالی نے اس کے روزے فرض فرمائے۔

ماہ رمضان کی ایک ایک گھڑی بابرکت ہے، اس مہینے کا ہر لمحہ خیر و بھلائی سے بھرپور ہے، اس مہینے میں خیرات کا تسلسل جاری رہتا ہے، برکتیں عام ہوتی ہیں، یہ دوسروں کے کام آنے اور صدقہ خیرات کرنے کا موسم ہے، یہ مہینہ حصول مغفرت اور گناہوں کو ختم کروانے کا مہینہ ہے، دن صیام میں اور رات قیام میں گزرتی ہے، یہ مہینہ قرآن اور نماز سے آباد ہوتا ہے، اس مہینے میں جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے، اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے جو اس سے محروم ہو گیا وہی حقیقی معنوں میں محروم ہے۔

ماہ رمضان نیکیوں کی دوڑ میں آگے نکلنے کا وسیع میدان ہے، یہ مہینہ نفس کو ہمہ قسم کی آلائش اور بیماریوں سے پاک صاف کرنے کا مہینہ ہے، یہ انتہائی معزز مہینہ ہے اس مہینے میں اعمال کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے، اس ماہ میں گناہوں اور خطاؤں کو معاف کر دیا جاتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(پانچوں نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک درمیان میں ہونے والے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے) مسلم

اس مہینے میں مسلمان اسلام کے ایک رکن کی ادائیگی کرتے ہیں، درحقیقت یہ مہینہ اس دین کی عظمت اور مسلمانوں کی باہمی یگانگت کی عملی منظر کشی کرتا ہے، اس مہینے میں واضح طور پر اللہ تعالی کا فرمان عملًا دیکھنے میں آتا ہے کہ:

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ

الأنبياء:92
بیشک یہ ہے تمہاری امت جو ایک ہی امت ہے اور میں ہی تمہارا رب ہوں، اس لیے میری عبادت کرو۔

نیکیوں کی اس بہار کو غنیمت سمجھنا بھی اللہ تعالی کی طرف سے خصوصی توفیق ہوتی ہے، اللہ تعالی جسے چاہتا ہے اس توفیق سے نوازتا ہے، ماہ رمضان میں ساری کی ساری بنیادی عبادات یکجا ہو جاتی ہیں، چنانچہ نماز اللہ تعالی اور بندے کے درمیان ناتا اور رابطہ ہے، مسلمان کی زندگی سے نماز کبھی بھی غائب نہیں ہوتی، مرد کے لیے باجماعت نماز ادا کرنا فرض ہے جو مرد کی گھر یا بازار میں ادا کی ہوئی نماز سے 27 درجے افضل ہوتی ہے، مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے کہ روزے کے ساتھ نفل نمازوں کا بھی خصوصی اہتمام کرے اور رات کے وقت زیادہ سے زیادہ قیام کرے؛ کیونکہ: (جو شخص رمضان میں ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ قیام کرے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) متفق علیہ

اور اسی طرح فرمایا: (اور جو شخص امام کے ساتھ قیام کرے یہاں تک کہ وہ [نماز مکمل کر کے] چلا جائے، تو اس کے لیے رات بھر کا قیام لکھ دیا جاتا ہے) ترمذی

زکاۃ اور نفل صدقہ خیرات؛ دولت کو پاک کرتے ہیں اور ان میں اضافے کا باعث بھی بنتے ہیں، یہ دریا دلی اور دل کی صفائی کا ذریعہ ہیں، زکاۃ کی ادائیگی کا اثر شخصیت، دولت اور اولاد سب پر یکساں پڑتا ہے، زکاۃ بلاؤں کو ٹالتی ہے اور خوشیاں سمیٹتی ہے، اللہ کے بندوں پر جو سخاوت کرے تو اللہ تعالی اس پر سخاوت فرماتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ تعالی فرماتا ہے: ابن آدم، تم [میری راہ میں] خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا) متفق علیہ

روزِ قیامت ہر شخص اپنے صدقے کے سائے تلے ہوگا، اس لیے صدقہ لازمی کرو چاہیے معمولی ہی کیوں نہ ہو، صدقہ کرتے ہوئے خوشی سے دو اور غریبوں کے دکھ درد بانٹو، روزہ افطار کروانے والے کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا روزے دار کو ملتا ہے، آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ تھی کہ آپ بہت زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے، آپ کو خرچ کرتے ہوئے غربت یا تنگی کا ڈر نہیں ہوتا تھا، کسی کو دیتے تو دریا دلی کے ساتھ دیتے اور کسی کو

نوازتے تو کھل کر عنایت فرماتے تھے، آپ نے کبھی کسی سائل کو خالی واپس نہیں موڑا، آپ سے کچھ بھی مانگا گیا آپ نے کبھی انکار نہیں کیا، آپ ﷺ ماہ رمضان میں خصوصی جود وسخا کا مظاہرہ فرماتے، اسی لیے آپ ماہ رمضان میں تیز اندھیری کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔

روزہ اس فضیلت والے مہینے میں انتہائی عظیم عبادت ہے، اس مہینے میں مسلمان روزہ رکھ کر تقوی کی نعمت حاصل کرتے ہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

البقرة:183

اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے لکھ دیئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر لکھے گئے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

روزے کا ثواب بے حد وحساب ملے گا، اللہ تعالی کا حدیث قدسی میں فرمان ہے: (روزے کے علاوہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے؛ کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا) متفق علیہ

اسی طرح فرمایا: (جو شخص رمضان میں ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ روزہ رکھے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) متفق علیہ

روزہ؛ روزے داروں اور برائی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (روزہ [گناہوں کے سامنے] ڈھال ہے) ترمذی

ماہ رمضان میں عمرہ بہت بڑی غنیمت ہے؛ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: (رمضان کا عمرہ [ثواب میں] حج کے برابر ہوتا ہے) متفق علیہ

قرآن کریم اللہ تعالی کا کلام ہے اور اللہ تعالی کی لوگوں پر حجت ہے، قرآن کریم سرچشمہ حکمت اور رسالت نبوی کی نشانی ہے، اللہ تعالی کی جانب قرآن کریم کے علاوہ کوئی راستہ نہیں جاتا، قرآن کریم کے بغیر ہمارے لیے نجات ممکن نہیں، یہ بصیرت اور بصارت دونوں کے لیے نور ہے، قرآن کے قریب ہونے والا صاحب شرف بن جاتا ہے، اس پر عمل پیرا شخص معزز ہو جاتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت ثواب کے ساتھ رہنمائی بھی ہے، قرآن کریم کا مطالعہ علم اور ثابت قدمی کا باعث ہے، قرآن کریم پر عمل تحفظ اور امان کا باعث ہے، قرآن کریم کی تعلیم اور قرآن کی جانب دعوت نیک لوگوں کے سر کا تاج ہے، ماہ رمضان میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کی ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے، رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت، تدبر، تعلیم و تعلم، اور اس پر عمل کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے؛ کیونکہ قرآن کریم کا نزول اسی مہینے میں ہوا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

البقرة:185

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا قرآن لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور اس میں ہدایت کی حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں

جبریل علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کی ہر رمضان میں ایک بار دہرائی کرتے تھے، اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو بار قرآن کریم کی دہرائی فرمائی۔

دعا ایک مستقل عبادت ہے، دعا سے مشقت کے بغیر فائدہ حاصل ہو جاتا ہے، دعا ایسا منافع ہے جس میں کبھی نقصان نہیں ہوتا، دعا کی بدولت خوشیاں ملتی ہیں، دعائیں بلائیں ٹالتی ہیں، دعا کرنے والا کبھی تباہ حال نہیں ہوتا، دعا کے ذریعے انسان اپنی تمنا اور مطلوب پا لیتا ہے، چنانچہ کس قدر نا ممکن چیزیں بھی دعا کے ذریعے ممکن ہو گئیں! کتنی مشکل چیزیں آسان ہو گئیں! کتنی ہی مشکلیں رفع ہوئیں!؟

قبولیت کے قریب ترین ایسی دعائیں ہوتی ہیں جو رات کے آخری حصے میں مانگی جائیں، اگر کوئی بندہ اپنے پروردگار کے سامنے گڑگڑائے تو اللہ تعالی اس کی ضرورت پوری فرما دیتا ہے، جب انسان بھوکا ہو تو دل گداز اور صاف ہوتا ہے، نیز روزے دار کی دعا رد نہیں کی جاتی، ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''روزے دار دن ہو یا رات عبادت میں ہی رہتا ہے، روزے دار کی دعائیں دوران روزہ اور افطاری کے وقت قبول کی جاتی ہیں، روزے دار دن میں روزہ رکھ کر صبر کرتا ہے اور رات کو کھا پی کر شکر کرتا ہے'' اس لیے کامیاب وہی ہے جو زیادہ سے زیادہ آسمان کا دروازہ کھٹکھٹائے، اور رمضان کے شب و روز میں اپنے لیے نیکیاں جمع کر لے۔

ذکر الہی بھی عظیم لیکن آسان ترین عبادت ہے، اللہ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالی بھی یاد رکھتا ہے۔ نیز اگر انسان اپنی زبان کو ذکر الہی میں مشغول نہ رکھے تو اسے فضول یا گناہوں میں مشغول کر دیتا ہے۔

دین برتاؤ اور تعامل کا نام ہے، ساری مخلوقات میں سے اچھے سلوک کا حقدار وہ ہے جس کے حقوق اللہ تعالی نے اپنے حقوق کے ساتھ ملا کر بیان کئے ہیں، اس لیے والدین تمہارے لیے جنت بھی ہیں اور جہنم بھی، تمہارے حسن اخلاق پر تمہارے والدین کا سب سے زیادہ حق ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اس شخص کا ستیاناس ہو جائے، اس شخص کا پھر ستیاناس ہو جائے، اس شخص کا پھر ستیاناس ہو جائے)'' کہا گیا: کس کا؟ اللہ کے رسول!'' آپ نے فرمایا: (جو اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور جنت میں داخل نہ ہو پائے) مسلم

(رشتہ داری عرش کے ساتھ چمٹی ہوئی کہتی ہے: جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑ دے، اور جو مجھے توڑے اللہ اسے توڑ دے) متفق علیہ

اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ: (جس شخص کو اچھا لگے کہ اس کے رزق میں فراخی کر دی جائے، یا اس کی عمر میں اضافہ کر دیا جائے تو وہ صلہ رحمی کرے) متفق علیہ

والدین کی کامل اطاعت میں یہ بھی شامل ہے کہ انہیں کسی بھی ایسی چیز سے مکمل تحفظ فراہم کیا جائے جن سے ان کی ہتک عزت ہو یا ان کا دل ٹوٹے۔

روزے دار کو اپنی عبادت کا سب سے زیادہ خیال ہوتا ہے، وہ روزے کو توڑنے والی تمام اشیا سے محفوظ بناتا ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو بیہودہ باتیں مت کرے نہ ہی شور و غل مچائے، اور اگر کوئی اسے گالی گلوچ دے یا لڑے تو اسے کہہ دے: میرا روزہ ہے۔) متفق علیہ

سلف صالحین رحمہم اللہ جمیعا کی یہ عادت تھی کہ جب وہ روزہ رکھتے تو مسجدوں میں بیٹھے رہتے اور کہتے کہ: ''اس طرح ہم اپنے روزے کا تحفظ کریں گے اور کسی کی غیبت بھی نہیں کریں گے''

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''روزے دار کو اپنی زبان کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے، اور زبان درازی نہ کیا کرے''

ان تمام تر تفصیلات کے بعد، مسلمانو!

نیکی کی تکمیل اسی وقت ہوتی ہے جب محبت کے ساتھ ادا کی جائے، ایسی محبت جو انسان کو خلوص اور صدق دل پر ابھارے اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع بھی کرے۔

کوئی بھی عمل اس وقت تک نیکی نہیں بن سکتا جب تک اس کی بنیاد ایمان نہ ہو بطور عادت یا خواہش کے کیا ہوا عمل عبادت نہیں ہوتا، اسی طرح شہرت اور ریاکاری کے لیے کیا گیا عمل بھی عبادت نہیں بنتا، عمل اسی وقت عبادت بنے گا جب حصول ثواب اور رضائے الٰہی اس کا ہدف ہو، چنانچہ جس وقت کسی بھی عمل میں ایمان اور ثواب کی امید یکجا ہو جائے تو وہ قبولیت کا درجہ پا لیتا ہے اور مغفرت کا باعث بنتا ہے۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ

آل عمران: 133

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلیے قرآن مجید کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو ذکر حکیم کی آیات سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، تم بھی اسی سے بخشش مانگو، بیشک وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں کہ اس نے ہم پر احسان کیا، اسی کے شکر گزار بھی ہیں کہ اس نے ہمیں نیکی کی توفیق دی، میں اس کی عظمت اور شان کا اقرار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں وہ یکتا اور اکیلا ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر ڈھیروں رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرمائے۔

مسلمانو!

دنیا تو اپنی خوشیوں اور غموں کے ساتھ ختم ہو ہی جائے گی، عمریں لمبی ہوں یا چھوٹی یہ بھی گزر جائیں گی، پھر آخر کار سب اپنے پروردگار سے ملیں گے، اس وقت مال یا اولاد کچھ کام نہیں آئیں گے، ماسوائے اس شخص کے جو اللہ تعالی کے پاس قلب سلیم لے کر آئے گا؛ اس لیے ماہ رمضان کا استقبال سچی توبہ کے ساتھ کرو، ابھی سے عزم مصمم کر لو کہ اس کے اوقات و لمحات کو نیکیوں سے بھر پور رکھو گے؛ کیونکہ زندگی تو محدود سانسوں کا نام ہے، فضیلت والے ان اوقات کو غنیمت سمجھیں، نیکیاں کرتے چلے جائیں اور پر امید رہیں۔

حقیقی دھوکا زدہ شخص تو وہ ہے جو رمضان تو پالے لیکن اسے بخشا نہ جائے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اس شخص کا ستیاناس ہو جائے جس کی زندگی میں رمضان آئے اور اسے پروانہ مغفرت ملنے سے پہلے چلا جائے) ترمذی

اسی طرح فرمایا: (جو شخص خلاف شریعت بات کہنے یا اس پر عمل کرنے باز نہ آئے تو اللہ تعالی کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔) متفق علیہ

اصلاح قلب کے لیے اللہ کا ذکر اور قرآن کریم کے ساتھ مضبوط تعلق مفید ترین وسائل ہیں، اسی طرح قیام اللیل اور نیک لوگوں کی صحبت بھی کار گر ثابت ہوتے ہیں۔

یہ بات جان لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب: 56

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

اللھم صل وسلم وبارک علی نبینا محمد، یااللہ! حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے والے خلفائے راشدین: ابو بکر، عمر، عثمان، علی سمیت بقیہ تمام صحابہ سے راضی ہو جا؛ یااللہ! اپنے رحم وکرم اور جود وسخا کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یااکرم الاکرمین!

یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، شرک اور مشرکوں کو ذلیل فرما، یااللہ! دین کے دشمنوں کو نیست و نابود فرما، یااللہ! اس ملک کو اور مسلمانوں کے تمام ممالک کو خوشحال اور امن کا گہوارہ بنادے۔

یااللہ! ہمارے روزے اور قیام قبول فرما، یااللہ! ہمیں کردار اور گفتار میں اخلاص عطا فرما۔

یااللہ! ہمیں دنیااور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

یااللہ! ظاہری اور باطنی ہمہ قسم کے فتنوں سے ہمیں محفوظ فرما۔

یااللہ! ہمارے حکمران کو تیری رہنمائی کے مطابق توفیق عطا فرما، اور ان کے سارے اعمال تیری رضا کیلیے مختص فرما، یااللہ! تمام مسلم حکمرانوں کو تیری کتاب پر عمل کرنے اور نفاذِ شریعت کی توفیق عطا فرما، یاذاالجلال والاکرام!

اللہ کے بندو!
إِنَّ اللَّـهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل:90
اللہ تعالی تمہیں عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں وعظ کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

تم عظمت والے جلیل القدر اللہ کا ذکر کرو تو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا، اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرو تو وہ تمہیں اور زیادہ دے گا، یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، تم جو بھی کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہے

ترجمہ: شفقت الرحمن مغل

(2)موسمیاتی تبدیلیاں اور بیت المقدس

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحمٰن بعیجان حفظہ اللہ

"یقیناً تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کے حکم سے زمانہ چل رہا ہے، اسی کے حکم سے صدیاں تسلسل کے ساتھ گزرتی جا رہی ہیں، وہی رات کو دن پر اور دن کو رات پر غلاف بنا دیتا ہے، اسی نے سورج کو ضیا اور چاند کو منور بنایا، اسی نے ان کی منزلیں بنائیں تا کہ تم سالوں کا اور دیگر امور کا حساب رکھ سکو، میں اسی کی حمد بیان کرتا ہوں وہی ثنا اور تعریف کا اہل ہے، میں اس کی بے شمار اور لا تعداد نعمتوں پر شکر بجالاتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبودِ بر حق نہیں، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ نے لوگوں کو رضائے الٰہی کی دعوت دی، اللہ تعالی نے آپ کو ہدایت اور دین اسلام دے کر بھیجا تا کہ تمام ادیان پر اسلام کو غالب کر دے، چاہے یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار گزرے، اللہ تعالی آپ پر آپ کی آل، صحابہ کرام، آپ کی ہدایات اور سنتوں پر چلنے والوں پر روزِ قیامت تک ڈھیروں رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرمائے۔

اللہ کے بندو!

میں تمہیں اور اپنے آپ کو خلوت اور جلوت میں تقوی الٰہی کی نصیحت کرتا ہوں، کیونکہ تقوی ہی فانی دنیا میں باعث نجات اور سرمدی آخرت میں کامیابی کا ضامن ہے۔

مسلم اقوام!

زمانے کے آنے جانے، موسموں اور مہینوں کے گزرنے اور دن رات کے تسلسل میں نصیحتیں، عبرتیں، یاد دہانیاں اور نشانیاں ہیں۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

آل عمران–190

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور شب وروز کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

اللہ کے بندوں!

سال کے بدلتے موسم، جھلسا دینے والی گرمی اور ہڈیو میں گھس جانے والی سردی؛ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی حکمت اور منصوبہ بندی کے تحت معینہ مدت تک کے لیے ہے۔

آپ سب موسم سرما میں داخل ہو چکے ہو، یہ مومنوں کی بہار، متقی اور عبادات گزاروں کے لیے گلزار ہے، محنت کرنے والوں کے لیے میدان عمل بھی ہے،اللہ تعالی نے ان ایام کی راتوں کو قیام کرنے والوں کے لیے لمبا کر دیا ہے چنانچہ ان کی حالت یہ ہے کہ :

قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ (17) وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

الذاریات 18/17
وہ رات میں کم ہی سوتے ہیں[17]اور سحری کے وقت میں استغفار کرتے ہیں۔

نیز ان دنوں کو اللہ تعالی نے روزہ رکھنے والوں کے لیے مختصر بنا دیا؛ جس کی وجہ سے کامیابی کے متلاشی لوگوں کے لیے یہ کسی غنیمت سے کم نہیں، لہذا ان میں بڑھ چڑھ کر روزے رکھنے چاہییں۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا

الفرقان–62
اور وہی ذات ہے جس نے رات اور دن کو آگے پیچھے آنے والا بنایا،اس کے لیے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے یا شکر گزار بننا چاہتا ہے۔

اس لیے تم بھی اپنے لیے نیکیاں کرو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم پر بھی رحم کیا جائے، نیز ایسے قیمتی مواقع ضائع مت کرو؛ کیونکہ تم سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس لیے تم بھی اپنے لیے نیکیاں کرو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم پر بھی رحم کیا جائے، نیز ایسے قیمتی مواقع ضائع مت کرو؛ کیونکہ تم سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

جب تمہارے حق میں ہوائیں چلیں تو انہیں غنیمت سمجھو؛ کیونکہ ہوا نے لازمی تھمنا ہے۔ان موقعوں میں عمدہ کارکردگی سے غافل مت رہنا؛ کیونکہ نہیں معلوم کہ کون سی گھڑی سراپا سکون بن جائے

اللہ کے بندوں!

لوگ گرمی کی لواور تپتی دھوپ سے بچتے ہیں تو اسی طرح سردی کی یخ بستہ ہواؤں سے بچنے کے لیے موٹے لباس اور چادریں اوڑھ لیتے ہیں، اس بدلتی صورت حال میں عقلمندوں کے لیے بہت بڑی نصیحت اور عبرت ہے؛ کیونکہ تڑاکے کی گرمی اور شدید سردی جہنم کے دو سانسوں کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب شدید گرمی ہو تو نماز کو قدرے ٹھنڈے وقت میں پڑھو؛ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لو کی وجہ سے ہے) نیز ایک اور حدیث میں ہے کہ: (جہنم نے اپنے پروردگار کو شکایت کی اور کہا: "پروردگار! میرا وجود ایک دوسرے کو کھا رہا ہے" تو اللہ تعالی نے جہنم کو دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس سردی میں اور دوسرا سانس گرمی میں، تو جو شدت کی گرمی یا سخت ترین سردی محسوس کرتے ہوئے اسی وجہ سے ہوتی ہے) متفق علیہ

تو اللہ کے بندو! تمہارا اس جہنم کے بارے میں کیا تصور ہے؟ یہ جہنم اللہ تعالی کی دہکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی، اس آگ سے انتہائی بڑے بڑے شعلے نکلیں گے ان کا حجم بڑے بڑے محلات جتنا ہو گا، ان کا رنگ زرد سیاہی مائل اونٹوں جیسا ہو گا، یہ آگ گوشت اور ہڈی کسی چیز کو نہیں چھوڑے گی بلکہ چمڑی کو تباہ کر کے رکھ دے گی، اس آگ کو ہزار سال بھڑکایا گیا کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا، پھر مزید ہزار سال اسے جلایا گیا تو وہ سفید ہو گئی اور اس کے بعد بھی مزید ہزار سال دہکایا گیا تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا، تو اب یہ آگ کالی سیاہ ہے، اس کے انگارے روشنی نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے شعلے بجھتے ہیں، اس لیے اس آگ سے بچ جاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔

مسلم اقوام!

نظام کائنات ایک محکم دستور کے مطابق چل رہا ہے، اللہ تعالی کے فیصلے اس دستور میں اٹل ہوتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالی ان فیصلوں کے ذریعے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے، اور جسے چاہتا ہے نقصان پہنچا دیتا ہے، تو درحقیقت یہ ساری کائنات اللہ تعالی کی مشیت کے تابع ہیں، اس کائنات میں کسی بھی چیز کی کوئی مرضی، یا تدبیر نہیں چلتی، فرمانِ باری تعالی ہے:

ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ

فاطر–13

یہی ہے تمہارا پروردگار اسی کے لیے بادشاہت ہے، اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تو قطمیر کے بھی مالک نہیں ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کی طوفان کے ذریعے مدد فرمائی اور اسی طوفان سے ان کی قوم کو غرق کر دیا، ایمان والوں کو آپ کے ساتھ بچا لیا۔

ایسے ہی اللہ تعالی نے سمندر میں موسی علیہ السلام کو گزار کر فتح یاب فرمایا اور فرعون وہیں پر اپنے لاؤلشکر سمیت غرق ہو گیا۔

اسی طرح اللہ تعالی نے ہود علیہ السلام کی قوم کو تیز آندھی کے ذریعے تباہ کیا؛ یہ ایسی تباہ کن اندھیری تھی کہ جس چیز سے گزرتی تو اسے بوسیدہ بنا ڈالتی۔

ایسے ہی صالح علیہ السلام کی اللہ تعالی نے مدد فرمائی تو دیکھتے ہی دیکھتے ان کی قوم کو ایک چیخ کے ذریعے تباہ کر دیا اور وہ کھڑے ہونے کی صلاحیت بھی نہ رکھ پائے نہ ہی اور کوئی ان کی مدد نہیں کر سکا۔

اس لیے اس کائنات میں رونما ہونے والی تمام تر تبدیلیاں اللہ تعالی کے ہاتھ اور اختیار میں ہیں، نیز ان اختیارات میں اس کا کوئی شریک بھی نہیں۔

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ

النور—42
اور اللہ تعالی کے لیے ہی ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ تعالی کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کے بندو!

سردی میں یخ بستہ موسم مشقت کا باعث ہے، چنانچہ اس مشقت کو شرعی احکام نے نظر انداز نہیں کیا، بلکہ سردی کے پیش نظر جرابوں پر مسح کرنے کی رخصت عطا فرمائی، بلکہ پانی سے وضو کرنے میں نقصان کا خدشہ ہو تو تیمم کی اجازت بھی دی، اسی طرح اگر قحط سالی ہو تو بارش کے نماز استسقا بتلائی اور ضرورت پڑے تو بارش تھمنے کی دعائیں بھی سکھلائیں۔

ان تمام امور سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی مشقت پیدا ہو رہی ہو تو وہاں قدرے آسانی والے احکامات لاگو ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے دینی معاملات میں تشدد نہیں رکھا، تاہم یہ بھی واضح ہے کہ یہ رخصتیں عیاشی اور آوارگی کے لیے نہیں ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنے نبی کے لیے کرۂ ارضی کا درمیانی خطہ اس لیے اختیار فرمایا کہ یہاں جنوبی قطب کی انتہا درجے کی گرمی بھی ہے اور شمالی قطب کی یخ بستہ سردی بھی، ان زمینی حقائق کا تقاضا یہ تھا کہ یہاں کے لوگ طبعی اور ماحولیاتی تبدیلیوں کے ساتھ اپنے آپ کو ڈھال لیں، اور پھر گرم یا سرد دونوں قسم کے خطوں میں جا کر اسلام کا پیغام پہنچائیں۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو سخت گرمی اور سردی دونوں کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دلاتے تھے، بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی تربیت بھی دیتے، آپ ﷺ انہیں تاکید فرماتے کہ جتنی محنت اتنی اجرت پاؤگے، کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑے گا، جنت کو مشقتوں سے گھیرا گیا ہے جبکہ جہنم کو شہوتوں سے گھیرا گیا ہے، نیز ناز و نخرے کے ساتھ نعمتیں نہیں ملتیں۔

اللہ کے بندوں!

اللہ تعالی نے ہم پر بے شمار نعمتیں کی ہیں، ہم پر ظاہری اور باطنی نعمتوں کے دریا بہا دیئے ہیں، یہ سب اللہ تعالی کا کرم، فضل اور رحم ہے۔ اللہ تعالی نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اس لیے ہمیں اپنے آپ کو آسانی ہو یا مشکل، تنگی ہو یا فراخی، خوش حالی ہو یا بدحالی ہر حال میں صرف اسی کی اطاعت کے لیے مگن کرنا ہوگا۔

یہ بھی ہم پر لازمی ہے کہ ہم اللہ کی نعمتوں کو اسی کی اطاعت میں استعمال کریں، ہم کوشش کریں کہ ان نعمتوں کو اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے معاون بنائیں، تاکہ یہ چیزیں ہمارے جنت میں جانے کا باعث بن جائیں۔

اللہ کے بندوں!

نیکی کرنے والے کو بری موت سے بچا لیا جاتا ہے۔ آزمائشوں اور بلاؤں کو ٹالنے کا سب سے کارآمد ذریعہ اور برکت و اضافے کا سبب یہ ہے کہ غریب لوگوں کی غم خواری کریں؛ خصوصاً ایسے وقت میں جب سردی کا موسم آ چکا ہو؛ اس لیے اپنے ضرورت مند بھائیوں کی خبر گیری کریں، سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کی خبر لیں، پھر اپنے پڑوسیوں کو دیکھیں، اپنے ہم وطنوں کا خیال کریں، اور پھر اس طرح جو قریب تر ہو اس کی مدد کریں۔ نیکی کے اس کام میں کسی بھی چھوٹی نیکی کو حقیر مت جانیں۔

مسلم اقوام!

اپنے ملک اور دیگر اسلامی ممالک کا دفاع یقینی طور پر اسلام، مسلمانوں اور مسلمانوں کے مال و جان کا دفاع ہے، سب مسلمان ایک عمارت کی مانند ہیں، سب مسلمان ایک امت اور ایک جان ہیں، اگر اس جان کے کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم ہی بخار اور بے خوابی کی سی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس لیے مسلمانوں کے کسی بھی حصے اور ملک کے خلاف کوئی بھی جارحانہ اقدام تمام کے تمام مسلمانوں کے حقوق کی پامالی ہو گی، اور بیت المقدس نزول وحی کی جگہ ہے، یہاں انبیائے اور رسول مبعوث ہوئے، یہ مسلمانوں کا قبلہ ہے ایک مدت تک مسلمان بیت المقدس کی جانب متوجہ ہو کر نماز ادا کرتے رہے ہیں، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے اسرا ہے، یہاں آپ کا محراب ہے جہاں آپ نے انبیائے کرام کی امامت کروائی۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

الاسراء–1

پاک ہے وہ جو رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد اقصی تک لے گیا جس کے ارد گرد ہم نے بہت برکت رکھی ہے، تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

ہم اللہ تعالی کے وعدوں پر مطمئن ہیں؛ اس لیے دشمن جس قدر بھی مسلط ہو جائیں، فتح ڈٹ جانے والے مؤمنوں کی ہم نوا ہو گی، اور بیت المقدس کا رب اس کی ضرور حفاظت فرمائے گا۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (105) إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ

الانبیاء–106/105

ہم زبور میں پند و نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے [105] بیشک اس میں عبادات گزاروں کے لیے واضح پیغام ہے۔

یا اللہ! بیت المقدس شریف کی حفاظت فرما، یا اللہ! بیت المقدس اسلام اور مسلمانوں کے حوالے فرما، یا اللہ! بیت المقدس اسلام اور مسلمانوں کے حوالے فرما، یا اللہ! بیت المقدس کو مکاروں کی مکاری اور غاصبوں کی جارحیت سے محفوظ فرما، یا رب العالمین!

یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما۔ یا اللہ! اپنے موحد بندوں کی مدد فرما۔ یا اللہ! اس ملک کو اور تمام مسلم ممالک کو پر امن اور مستحکم بنا۔

آمین یا رب العالمین!!

(3)استغفار! اہمیت، آداب اور مسنون الفاظ

فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر علی بن عبد الرحمن الحذیفی حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، وہی رحمن ورحیم اور علیم وحکیم ہے، عظیم فضل والا ہے، میں اسی کی حمد وثنا بجالاتا ہوں اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبودِ برحق نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، معزز عرش اسی کا ہے، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی اور سربراہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ بہت ہی اعلی اخلاق کے مالک تھے، یا اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد پر، انکی آل اور صراطِ مستقیم کی دعوت دینے والے ہدایت یافتہ صحابہ کرام پر سلامتی، برکتیں، اور رحمتیں نازل فرما۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

رضائے الہی کے مطابق عمل کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو، حرام کاموں کو چھوڑ دو، تاکہ تم رضائے الہی اور اس کی جنت پا سکو، نیز غضب وعذاب الہی سے نجات حاصل کر سکو۔

مسلمانوں!

اللہ تعالی نے فضل وکرم اور جود وسخا کرتے ہوئے ہمارے لیے نیکی اور عبادات کے بہت سے دروازے کھول رکھے ہیں، مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان نیکی کے کسی بھی دروازے سے داخل ہو کر اطاعت گزار بنے؛ اس کے بدلے میں اللہ تعالی دنیا وآخرت سنوار کر درجات بلند فرما دے، چنانچہ اللہ تعالی اسے دنیا میں سکھ وسعادت والی زندگی بخشے گا، اور مرنے کے بعد دائمی نعمتیں اور رضائے الہی حاصل کرے گا، فرمانِ باری تعالی ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

البقرة–148

نیکیوں کی طرف بڑھ چڑھ کر حصہ لو، تم جہاں بھی ہوگے اللہ تعالی تم سب کو اکٹھا کر لے گا، بیشک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

نیز اللہ تعالی نے تمام لوگوں کیلیے نمونہ وقدوہ بننے والے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بارے میں فرمایا:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ

الانبیاء–90

بیشک وہ نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے، اور وہ ہمیں امید اور خوف کے ساتھ پکارتے اور ہم سے خوب ڈرتے تھے۔

نیز نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟: روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو ایسے بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو ختم کر دیتا ہے، اور قیام اللیل) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ[16] فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

السجدة–17/16

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں[16] کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ انکی آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا کچھ چیزیں ان کے لئے چھپا رکھی گئی ہیں یہ ان کاموں کا بدلہ ہو گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

پھر آپ نے فرمایا: (کیا میں تمہیں اصل ہدف، ہدف کا ستون اور اس کی چوٹی کے بارے میں نہ بتلاؤں؟) میں نے کہا: "کیوں نہیں؟" تو آپ نے فرمایا: (اصل ہدف: اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے، اور اس کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے) ترمذی نے اسے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔

نیکیوں میں اضافے اور گناہوں کو مٹانے کا ایک طریقہ استغفار ہے، چنانچہ بخشش کی دعا انبیاء والمرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی عادت مبارکہ ہے، اللہ تعالی نے بشریت کے والدین- ان دونوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمتیں، اور برکتیں نازل ہوں- کے بارے میں فرمایا:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

الاعراف–23

[حوا اور آدم] دونوں نے کہا: ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم ڈھایا، اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اور نوح علیہ السلام کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

نوح–28

میرے پروردگار! مجھے، میرے والدین، اور میرے گھر میں داخل ہونے والے مومن مرد و خواتین تمام کو بخش دے۔

اور ابراہیم علیہ السلام کی بات حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

ابراھیم–41

ہمارے پروردگار! مجھے، میرے والدین، اور تمام مومنین کو حساب کے دن بخش دینا۔

اور موسی علیہ السلام کا مقولہ نقل کرتے ہوئے فرمایا:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

الاعراف–151

میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے، اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما، تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

ایسے ہی فرمایا:

وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ

ص–24

داؤد علیہ السلام سمجھ گئے کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے، تو پھر اپنے رب سے استغفار کرنے لگے اور عاجزی کرتے ہوئے گر پڑے اور پوری طرح رجوع کیا۔

اور نبی ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

محمد–19

یہ بات جان لیں! اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اور اپنے تسامحات سمیت سب مومن مرد وخواتین کیلیے اللہ تعالی سے بخشش مانگیں۔

اور آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے، حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کی گزشتہ وپیوستہ تمام لغزشیں معاف فرما دی ہیں، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: ''ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک ہی مجلس میں سو سے زیادہ مرتبہ استغفار کے یہ الفاظ شمار کر لیتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

[میرے پروردگار! مجھے بخش دے، اور میری توبہ قبول فرما، بیشک تو توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے] ابو داود، ترمذی اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ وفات سے پہلے اکثر اوقات یہ فرمایا کرتے تھے:

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

[اللہ اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، میں اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔] بخاری و مسلم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو (أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ) [میں اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں] کہتے ہوئے نہیں سنا'' نسائی

آپ ﷺ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد تین بار کہا کرتے تھے: ''أَسْتَغْفِرُ اللهَ'' [میں اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں] مسلم نے اسے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس کے بعد نماز کے بعد والے اذکار فرماتے۔

استغفار نیک لوگوں کی عادت، متقی لوگوں کا عمل اور مومنوں کا اوڑھنا بچھونا ہے، اللہ تعالی نے انہی کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا:

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ

آل عمران–193

ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بخش دے، اور ہماری برائیاں مٹا دے، اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دینا۔

اسی طرح فرمایا:

اَلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ [16] الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ

آل عمران–17/16

وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لا چکے اس لئے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا[16] وہ صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: ''مومنین رات کی نماز اتنی لمبی کرتے ہیں کہ سحری کا وقت شروع ہو جائے، اور پھر استغفار میں مشغول ہو جاتے ہیں''۔

ایسے ہی فرمایا:

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ

آل عمران–135

ایسے لوگوں سے جب کوئی برا کام ہو جاتا ہے یا وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے اور وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں، اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کر سکے ؟ اور وہ دیدہ دانستہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے

ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''گناہوں سے استغفار کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں کو مٹانے کی درخواست اللہ تعالی سے کریں، انسان کو استغفار کی بہت زیادہ ضرورت ہے؛ کیونکہ انسان دن رات گناہوں میں ملوّث رہتا ہے، اور قرآن مجید میں توبہ واستغفار کا ذکر بار بار آیا ہے، نیز انسان کو کثرت سے استغفار کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے'' ختم شد

اللہ سے گناہوں کی بخشش طلب کرنے پر اللہ کی طرف سے اسے قبول کرنے اور گناہ بخش دینے کا وعدہ ہے۔

اسی طرح کسی مخصوص گناہ سے توبہ کرنے کی بھی شرعاً اجازت ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: (جب انسان کوئی گناہ کر لے اور پھر کہے: "یا اللہ! مجھ سے گناہ ہو گیا ہے، تو میرا گناہ معاف کر دے" تو اللہ تعالی فرماتا ہے: "میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا رب گناہ بخشتا بھی ہے اور ان پر پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندے کو معاف کیا") بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔

اسی طرح مطلق طور پر گناہوں کی بخشش مانگنا بھی شرعی طور پر درست ہے، چنانچہ اس کیلیے "رَبِّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ" [پروردگار! مجھے بخش دے اور رحم فرما] کہہ سکتا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی نے حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

المؤمنون–118

اور آپ کہیں: میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور رحم فرما، تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اور نبی ﷺ نو مسلم افراد کو دعا کرنے کیلیے مخصوص الفاظ سکھاتے ہوئے فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَاهْدِنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ

[میرے پروردگار! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت، عافیت اور رزق سے نواز] اسے مسلم نے طارق بن اُشیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح انسان اپنے سارے گناہوں کی بخشش بھی اللہ تعالی سے مانگ سکتا ہے، چاہے اسے اپنے گناہ یاد ہوں یا نہ یاد ہوں، کیونکہ انسان بہت سے گناہ کر کے بھول جاتا ہے، لیکن اللہ تعالی کو بندے کے سب گناہ یاد رہتے ہیں، اور انہی کی بنیاد پر بندے کا محاسبہ بھی ہو گا، چنانچہ ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "نبی ﷺ عام طور پر دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي، وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِيْ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّيْ وَهَزْلِي، وَخَطَئِيْ، وَعَمْدِي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

میرے پروردگار! میرے گناہ، اپنے بارے میں جہالت و زیادتی سمیت ان تمام گناہوں کو بھی بخش دے جنہیں تو مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے، یا اللہ! میرے سنجیدہ و غیر سنجیدہ، سمجھ و نہ سمجھ والے سب گناہ بھی بخش دے، میرے گناہوں میں یہ سب اقسام موجود ہیں، یا اللہ! میرے گزشتہ، پیوستہ، خفیہ، اعلانیہ، اور جنہیں تو مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے سب گناہ معاف فرما دے، تو ہی آگے بڑھانے اور پیچھے کرنے والا ہے، اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔ بخاری و مسلم

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ: (اس امت میں شرک چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ مخفی انداز میں سرایت کرے گا)، تو اس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا: ''اس سے خلاصی کا کیا ذریعہ ہے؟'' تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا کہ تم کہو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ شيئا وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَا أَعْلَمُ

یا اللہ! میں جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک بنانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور ان گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں جو میرے علم میں نہیں ہیں۔] ابن حبان نے اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، جبکہ امام احمد نے ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ عام طور پر دعا میں کہا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ

یا اللہ! میرے چھوٹے بڑے، عمداً اور خطاً، خفیہ، اعلانیہ، ابتدا سے انتہا تک سب گناہ بخش دے۔ مسلم، ابو داود

چنانچہ اگر کوئی شخص اللہ تعالی سے اپنے تمام گناہ جنہیں جانتا ہے یا نہیں جانتا سب کی بخشش مانگے تو اسے بہت بڑی بات کی توفیق مل گئی ہے۔

گناہوں کی بخشش کیلیے انسان کی طرف سے کی جانے والی دعا اخلاص، اصرار، گڑ گڑانے، اور اللہ کے سامنے عاجزی وانکساری کے اظہار پر مشتمل ہوتی ہے، نیز اس میں گناہوں سے توبہ بھی شامل ہے، اور اللہ تعالی سے توبہ مانگنا بھی استغفار ہی کی ایک شکل ہے، چنانچہ یہ تمام امور استغفار اور توبہ کے ضمن میں آتے ہیں، لہذا مذکورہ الفاظ الگ الگ ذکر ہوں تو تمام معانی ان میں یکجا ہوتے ہیں، اور جب یہ الفاظ سب یکجا ہوں تو استغفار کا مطلب یہ ہوگا کہ: گناہوں اور ان کے اثرات کے خاتمے، ماضی میں کیے ہوئے گناہوں کے شر سے تحفظ اور گناہوں پر پردہ پوشی طلب کی جائے۔

جبکہ توبہ کے مفہوم میں: گناہ چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع، گناہوں کے خطرات سے مستقبل میں تحفظ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم شامل ہے۔

اللہ تعالی نے توبہ اور استغفار کو اپنے اس فرمان میں یکجا بیان فرمایا:

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ

ھود–3

اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ تمھیں ایک معین مدت تک اچھا فائدہ دے گا اور ہر فضل والے کو اس کا فضل دے گا اور اگر تم پھر گئے تو یقیناً میں تمھیں بڑے دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

اس کے علاوہ بھی دیگر آیات ہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: (لوگو! اپنے رب کی طرف رجوع کرو، اور اس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو، کیونکہ میں ایک دن میں ایک سو بار توبہ و استغفار کرتا ہوں) نسائی نے اسے اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

انسان کو ہر وقت استغفار کی سخت ضرورت رہتی ہے، خصوصاً دورِ حاضر میں کیونکہ اس وقت گناہوں اور فتنوں کی بھرمار ہے، نیز استغفار دنیاوی اور اخروی زندگی میں کامیابی کا ضامن بھی ہے، چنانچہ استغفار خیر و بھلائی کا دروازہ اور تکالیف و مصائب ٹالنے کا باعث ہے، پوری امت کو بحیثیت کل دائمی طور پر توبہ استغفار کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ پوری امت پر نازل شدہ آفات اور تکالیف ٹل جائیں، نیز آنے والی مصیبتوں سے تحفظ حاصل ہو۔

استغفار سے وہی شخص غافل ہوتا ہے جو استغفار کے فوائد و برکات سے نابلد ہو، حالانکہ قرآن و سنت استغفار کے فضائل سے بھرپور ہیں، صالح علیہ السلام کے بارے میں فرمانِ باری تعالی ہے:

قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

النمل–46

[صالح نے] کہا: "میری قوم کے لوگو! تم بھلائی سے پیشتر برائی کو کیوں جلدی طلب کرتے ہو؟ تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں طلب کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

چنانچہ استغفار کی وجہ سے امت پر رحمت نازل ہو گی؛ کیونکہ اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا (10) يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا (11) وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا

نوح–12/10

میں [نوح] نے کہا: تم اپنے رب سے بخشش مانگو، بیشک وہ بخشنے والا ہے [10] وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش نازل فرمائے گا [11] اور تمہاری دولت کے ساتھ اولاد سے بھی مدد کرے گا، اور تمہارے لیے باغات ونہریں بنادے گا۔

اور ہود علیہ السلام کی دعوت ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ

ھود—52
میری قوم! تم اپنے رب سے بخشش مانگو اور اسی کی طرف رجوع کرو، وہ تم پر موسلا دھار بارش نازل کرے گا اور تمہاری موجودہ قوت میں اضافہ فرمائے گا، اس لیے تم مجرم بن کر روگردانی مت کرو۔

اسی طرح فرمانِ باری تعالی ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

الانفال—33
اور آپ کی موجودگی میں اللہ تعالی انہیں عذاب نہیں دے گا، نیز اللہ تعالی انہیں استغفار کرنے کی حالت میں بھی عذاب دینے والا نہیں ہے۔

ابو موسی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ: ''تمہارے لیے عذاب الہی سے بچاؤ کے دو ذریعے تھے، ان میں سے ایک یعنی نبی ﷺ تو چلے گئے ہیں، اب صرف استغفار باقی ہے جو قیامت تک جاری رہے گا''

کثرت سے استغفار پوری امت کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کیلیے معاون ہے، نیز آئندہ ممکنہ خطرات سے بچاؤ کا باعث بھی ہے؛ کیونکہ کوئی بھی مصیبت گناہوں کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اور توبہ واستغفار سے ان کا خاتمہ ممکن ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جس شخص نے استغفار کو اپنی عادت بنالیا، تو اللہ تعالی اس کیلیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ اور تمام غموں سے کشادگی عطا فرمائے گا، نیز اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں تھا) ابوداود

نبی ﷺ سے استغفار کے بارے میں متعدد الفاظ اور اذکار ثابت ہیں، انہیں اپنانے سے بہت ہی عظیم ثواب ملے گا، ان میں سے چند یہ ہیں:

آپ ﷺ کا فرمان ہے: (جس شخص نے کہا:

"أَستَغفِرُ اللہَ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ، الْحَيَّ القَيّومُ، وَأَتُوبُ إِلَيهِ"

[میں اللہ تعالی سے بخشش طلب کرتاہوں اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ زندہ جاوید اور ہمیشہ قائم رہنے والی ذات ہے، اور میں اسی کی طرف رجوع کرتاہوں] تواس کے سارے گناہ معاف کردیے جائیں گے، چاہے وہ میدان جہاد کا بھگوڑا ہی کیوں نہ ہو) ابوداود، ترمذی نے روایت کیا ہے، اور حاکم نے کہاہے کہ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (جس شخص نے بستر پر لیٹتے وقت تین بار کہا:

"أَستَغفِرُ اللہَ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ، الْحَيَّ القَيّومُ، وَأَتُوبُ إِلَيهِ"

[میں اللہ تعالی سے بخشش طلب کرتاہوں اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ زندہ جاوید اور ہمیشہ قائم رہنے والی ذات ہے، اور میں اسی کی طرف رجوع کرتاہوں] اس کے سارے گناہ معاف کردیے جائیں گے چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں) ترمذی
عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جو شخص رات کے وقت بیدار ہو اور پھر کہے:

لاَ إِلَهَ إِلَّا اللہُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلہِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللہُ وَاللہُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللہِ

[اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ تنہا ویکتا ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اور تعریفیں اسی کیلیے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اللہ بہت بڑا ہے، نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی ہمت صرف اللہ کی طرف سے ہی ملتی ہے] پڑھ کر اس نے کہا: "یااللہ! مجھے بخش دے" تواس کی دعا قبول ہوگی، اور اگر نماز پڑھے تووہ بھی قبول ہوگی) بخاری
اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ: (جو شخص جمعہ کے دن فجر سے پہلے تین بار کہے:

أَستَغفِرُ اللہَ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ، الْحَيَّ القَيّومُ، وَأَتُوبُ إِلَيهِ

[میں اللہ تعالی سے بخشش طلب کرتاہوں جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ زندہ جاوید اور ہمیشہ قائم رہنے والی ذات ہے، اور میں اسی کی طرف رجوع کرتاہوں] اس کے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں)

نیز شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(سید الاستغفار یہ ہے کہ تم کہو:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلاَّ أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ"

[یعنی: یااللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے،اور میں تیرا بندہ ہوں، میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد وپیمان پر قائم ہوں، میں اپنے کیے ہوئے اعمال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں تیرے حضور مجھ پر ہونے والی تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں، ایسے ہی اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں، لہذا مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے] آپ نے فرمایا: جس شخص نے کامل یقین کے ساتھ دن کے وقت اسے پڑھا،اور اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کی وفات ہو گئی، تو وہ اہل جنت میں سے ہو گا،اور جس شخص نے اسے رات کے وقت کامل یقین کے ساتھ اسے پڑھااور صبح ہونے سے قبل ہی فوت ہو گیا تو وہ بھی جنت میں جائے گا) بخاری

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ :"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے :(اللہ تعالی فرماتا ہے: ابن آدم ! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگیں،اور پھر تم مجھ سے مغفرت مانگو تو میں تمہیں بخش دونگا، مجھے [تمہارے گناہوں کی] کوئی پرواہ نہیں ہو گی) ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا۔

کسی بھی عبادت کے دوران اور اس سے فراغت کے بعد بھی استغفار کرنا شرعی عمل ہے، تاکہ عبادت میں ممکنہ کمی کوتاہی پوری ہو سکے، نیز خود پسندی اور ریاکاری سے انسان دور رہے، چنانچہ فرمانِ باری تعالی ہے:

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

البقرة–199

پھر تم بھی وہیں سے واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں،اور اللہ تعالی سے بخشش مانگو، بیشک اللہ تعالی بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اسی طرح فرمانِ باری تعالی ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

المزمل–20

نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور اللہ کو قرض حسنہ دو۔ جو اپنے لیے بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے، وہ بہتر اور اجر کے اعتبار سے بہت بڑا ہے، اللہ سے بخشش مانگتے رہو، بے شک اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

چنانچہ ان دونوں آیات میں اللہ تعالی نے عبادات مکمل کرنے کے دوران اور بعد میں بھی استغفار کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح ہر مسلمان تمام مومن و مسلم مرد و خواتین، زندہ و فوت شدہ سب کیلیے بخشش طلب کرے، کیونکہ یہ عمل نیکی، مسلمانوں سے محبت اور دلی صفائی کا باعث ہو گا، نیز اللہ کے ہاں ان کیلیے شفاعت کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

الحشر–10

جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو معاف فرما دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے بارے میں بُغض نہ رہنے دے، اے ہمارے رب تو بڑا نرمی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (جو شخص مومن مرد و خواتین کیلیے اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالی اس کیلیے ہر مومن مرد و خاتون کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دے گا) ہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند جید ہے۔

اس حدیث کے مصداق میں: جنازے کی دعائیں، اور قبرستان میں جا کر دعا کرنا بھی شامل ہے، نیز یہ عمل حملۃ العرش اور مقرب فرشتوں کی اقتدا بھی ہے، اللہ تعالی نے حملۃ العرش اور مقرب فرشتوں کی دعائیں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

عرشِ الٰہی کے حامل فرشتے اور جو ملائکہ عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں، سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں، وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمانداروں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں، نیز وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی اتباع کی انہیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما [غافر: 7] بلکہ یہ عمل تمام مومنوں کیلیے سب سے بڑی خیر خواہی کا عمل ہے۔

اللہ کے بندوں!

اس لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کرو تو تم اس کے فضل و کرم، جود و سخا، اور برکتوں کا مشاہدہ کر لو گے، تمہارے گناہ مٹا اور درجات بلند کر دیے جائیں گے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: (اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالی تمہیں ختم کر کے ایسی قوم کو لے آئے گا جو گناہ کر کے اللہ تعالی سے مغفرت طلب کیا کریں گے، تو اللہ تعالی انہیں معاف فرما دیا کرے گا) مسلم

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی انتہائی وسیع مغفرت اور جود و سخا کا مالک ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا

النساء–110

اور جو شخص گناہ کر لے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ تعالی سے گناہ کی بخشش چاہے تو وہ اللہ تعالی کو بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا پائے گا۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلیے قرآن کریم کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو اس کی آیات سے مستفید ہونے کی توفیق دے، اور ہمیں سید المرسلین ﷺ کی سیرت و ٹھوس احکامات پر چلنے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، تم بھی اسی سے گناہوں کی بخشش مانگو۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں وہی بخشنے والا اور قدر دان ہے، میرے رب کے اسمائے حسنی اور اعلی صفات ہیں، عظیم نعمتوں پر میں اپنے رب کی حمد خوانی کرتا ہوں جنہیں اللہ کے سوا کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں وہ اکیلا اور تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سربراہ اور نبی جناب محمد اس کے چنیدہ بندے اور رسول ہیں، یا اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد، انکی آل، اور متقی صحابہ کرام پر اپنی رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

تقوی الہی اختیار کرنے کیلیے اس کی رضا مانگو، اسی کی بندگی کرو اور حرام کردہ چیزوں سے بچو۔

ہمارے پروردگار نے تمہیں عملِ صالح کی صلاحیت دیتے ہوئے دنیا کو تمہارے لیے دارِ عمل اور آخرت کو دارِ جزا بنایا، تو یہاں پر باعمل، مخلص اور اچھے طریقے سے عبادت کرنے والے لوگ ہی کامیاب ہوئے، جبکہ بد اعمال اور روگردانی کرنے والے لوگ تباہ ہو گئے۔

گویا کہ تم موت کے انتظار میں تھے اور وہ آ کر رہے گی، لیکن تمہاری تمام تمنائیں پوری نہ ہوں گی، سو قصۂ پارینہ بن جانے والوں کی تاریخ اور واقعات میں تمہارے لیے نصیحت و عبرت ہے۔

قبروں والے یہ تمنا کریں گے کہ دنیا میں لوٹ جائیں اور انہیں صرف دو رکعت ادا کر کے ڈھیروں استغفار کرنے کی مہلت دے دی جائے، لیکن ان کی یہ تمنا پوری نہیں کی جائے گی، فرمانِ باری تعالی ہے:

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ (99) لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ

المؤمنون–99/100

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہہ اٹھتا ہے: میرے پروردگار! مجھے لوٹا دے، لوٹا دے [99] تاکہ میں گزشتہ زندگی میں ترک کیے ہوئے نیک اعمال بھی اب کر لوں۔ ہر گز نہیں یہ تو ایک بات ہے جو اس نے کہنی ہے، لیکن ان درمیان ایک پردہ ہے اٹھائے جانے والے دن تک۔

اس لیے یہاں پر کسی بھی چھوٹی سی نیکی یا برائی کو معمولی مت سمجھیں، ایک حدیث میں ہے کہ (چھوٹے گناہوں کو معمولی مت سمجھو؛ کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہو کر انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں) اور اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ: (کسی بھی نیکی کو حقیر مت جانو، چاہے وہ نیکی اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنے پر ہی مشتمل کیوں نہ ہو)

اللہ کے بندوں!

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام پڑھو۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ :(جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا)اس لئے سید الاولین والآخرین اور امام المرسلین پر درود و سلام پڑھو۔

اللهم صلِّ على محمدٍ وعلى آل محمدٍ، كما صلَّيتَ على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميدٌ مجيد، اللهم بارِكْ على محمدٍ وعلى آل محمدٍ، كما باركتَ على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميدٌ مجيد، وسلم تسليما كثيراً۔

یااللہ ! تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، یااللہ ! ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے راضی ہو جا، تابعین کرام اور قیامت تک انکے نقشِ قدم پر چلنے والے تمام لوگوں سے راضی ہو جا، یااللہ ! انکے ساتھ ساتھ اپنی رحمت و کرم کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یاارحم الراحمین ! یاذوالفضل العظیم !

یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غالب فرما، یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غالب فرما، یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غالب فرما، یااللہ ! کفر اور تمام کفار کو ذلیل کر دے، یااللہ ! تیرے اور تیرے دین کے دشمنوں کو نیست و نابود فرمادے، یارب العالمین ! یااللہ ! کافروں کی منصوبہ بندیاں غارت فرما، یا اللہ ! کافروں کی اسلام مخالف منصوبہ بندیاں غارت فرما۔ یااللہ ! جو بھی اپنی منصوبہ بندیوں کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں برے ارادے رکھے تو ان کی منصوبہ بندیاں غارت فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یااللہ ! ہم تجھ سے اپنے نفسوں اور برے اعمال کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں، اور ہر شریر کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

یااللہ ! ہمارے تمام معاملات کے نتائج مثبت فرما، اور ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرما۔

یااللہ ! ہمیں ایک لمحے یا اس بھی کم وقت کے لیے بھی تنہا مت فرما، اور ہمارے تمام امور سنوار دے، یااللہ ! ہمارے تمام امور سنوار دے، یارب العالمین !

یااللہ ! تمام مسلمان و مومن مرد و خواتین کو بخش دے، زندہ اور فوت شدہ سب کو معاف فرمادے، یارب العالمین !

یااللہ ! تمام فوت شدگان کی مغفرت فرما، یااللہ ! ان کی قبروں کو منور فرما، ان کی نیکیوں میں اضافہ فرما، ان کے گناہوں سے در گزر فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! ہمارے تمام معاملات کے نتائج مثبت فرما، اور ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرما۔ یاارحم الرحمین !

یااللہ ! ہمیں کلمہ توحید کے ذریعے ثابت قدم بنا، یااللہ ! ہم پر احسان فرماتے ہوئے ہمیں مرتے دم تک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر کاربند رہنے والا بنا، یااللہ ! جب تو ہمیں موت دے تو ہم سے راضی ہونا، یاذالجلال والاکرام !

یااللہ ! ہمیں اور ہماری اولاد کو شیطان اور شیطانی چیلوں اور شیطانی لشکروں سے محفوظ فرما، یارب العالمین !، یااللہ ! ہمیں ہر شریر کے شر سے محفوظ فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یااللہ ! ہمیں اپنے نفس کے شر سے بھی محفوظ فرما۔ یااللہ ! تمام مسلمانوں کو اور ان کی اولاد کو شیطان اور شیطانی چیلوں اور شیطانی لشکروں سے محفوظ فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں برائیوں سے بچنے کی قوت عطا فرما۔

یااللہ ! ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائی سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔

یااللہ ! اپنے بندے خادم حرمین شریفین کو اپنے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق دے، یااللہ ! اُن کی تیری مرضی کے مطابق رہنمائی فرما، اور ان کے تمام اعمال اپنی رضا کیلیے قبول فرما، یااللہ ! ہر اچھے نیکی کے کام کی انہیں توفیق دے، یااللہ ! انہیں صحت وعافیت سے نواز، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یااللہ ! ان کے ولی عہد کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یااللہ ! نیکی اور تقوی کے کاموں کے لیے ان کی پیشانی سے پکڑ کر رہنمائی فرما، یااللہ ! ان کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچا، یارب العالمین ! یااللہ ! انہیں ہر اچھے کام کی توفیق عطا فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یاذالجلال والاکرام !

یااللہ ! ہمارے ملک کی ہمہ قسم کی خرابیوں اور برائیوں سے حفاظت فرما، یااللہ ! ہمارے ملک کی ہمہ قسم کی خرابیوں اور برائیوں سے حفاظت فرما۔

یااللہ ! ہماری سرحدوں کی حفاظت فرما، یااللہ ! ہمارے فوجیوں کی حفاظت فرما، یارب العالمین ! بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یاذالجلال والاکرام !

یااللہ ! ہمارے اگلے، پچھلے، خفیہ، اعلانیہ، گزشتہ وپیوستہ، اور وہ تمام گناہ بھی معاف فرما جنہیں تو ہم سے بھی زیادہ جانتا ہے، تو ہی پست وبالا کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ! یااللہ ! ہم تجھ سے جنت اور اس کے قریب کرنے والے اعمال کی توفیق مانگتے ہیں، نیز جہنم اور جہنم کے قریب کرنے والے اعمال سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ یاارحم الرحمین !

اللہ کے بندوں !

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–90

اللہ تعالی تمہیں عدل واحسان اور قریبی رشتہ داروں کو (مال) دینے کا حکم دیتا ہے، اور تمہیں فحاشی، برائی، اور سرکشی سے روکتا ہے، اللہ تعالی تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

اللہ عزوجل کا تم ذکر کرو وہ تمہیں کبھی نہیں بھولے گا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرو وہ تمہیں اور زیادہ عنایت کرے گا، اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(4) دلی راحت اور سکون کے شرعی نسخے

فضیلۃ الشیخ جسٹس ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

یقیناً تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اسی کی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد کے طلب گار ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش بھی اسی سے مانگتے ہیں، نفسانی اور بُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت عنایت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، اور صحابہ کرام پر ڈھیروں درود و سلامتی نازل فرمائے۔

مسلمانوں!

دنیا آزمائش اور امتحان کا گھر ہے، تنگی ترشی دنیا کی فطرت میں شامل ہے، یہاں انسان بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ

البلد–4

ہم نے انسان کو تکلیفیں برداشت کرتے رہنے والا پیدا کیا ہے۔

دنیا میں انسان کی زندگی مختصر ہوتی ہے، اور اس کا بھی وہی حصہ کام آتا ہے جو اچھا گزرے۔ قلبی سکون کا حصول جبکہ پریشانی اور غموں کا خاتمہ ہر انسان کی تمنا ہے، اگر ایسا ہو جائے تو خوشحال زندگی میسر آتی ہے۔

ساری مخلوقات خوشحالی کی چاہت رکھتی ہیں اور اس کے لیے کد و کاوش بھی کرتی ہیں، شرح صدر اور قلبی اطمینان خوشحالی کی بنیاد ہیں؛ اسی لیے جب اللہ تعالی کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمالے تو اس کی شرح صدر فرما دیتا ہے، اس سے بڑی نعمت بھی کوئی نہیں ہے۔ شرح صدر عظیم ترین نعمت اور اسباب ہدایت میں شامل ہے جیسے کہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''شرح صدر جس طرح ہدایت کا سبب ہے اسی طرح یہ ہر نعمت اور بھلائی کی بنیاد بھی ہے''

اسی لیے جب موسی علیہ السلام کو فرعون کی جانب بھیجا گیا تو انہوں نے سب سے پہلے اللہ تعالی سے شرح صدر ہی مانگی اور کہا:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي

طٰہ–25

انہوں نے کہا: میرے پروردگار! میری شرح صدر فرمادے۔

پھر نبی ﷺ پر نعمتوں کے شمار میں اللہ تعالی نے اسی کو سب سے پہلے ذکر کیا اور فرمایا:

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

الشرح–1
کیا ہم نے تمہاری شرح صدر نہیں فرمائی؟!

ایمان اور عمل صالح شرح صدر کے موجب بننے والے بنیادی اسباب میں شامل ہیں، ان سے قلب و بدن میں بہتری آتی ہے، ظاہر اور باطن بھی سنور جاتا ہے، ان دونوں کی بدولت اچھی زندگی اور دائمی سعادت حاصل ہوتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً

النحل–97
کوئی مرد یا عورت ایمان کی حالت میں جو بھی نیک عمل کرے تو ہم اسے لازما بہترین زندگی میں رکھیں گے۔

اللہ تعالی سے محبت، انابت اور لذت کے ساتھ عبادت کے ذریعے سب سے زیادہ شرح صدر ہوتی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اگر تم اپنے دل میں عبادت کی لذت اور شرح صدر نہ پاؤ تو اپنے آپ پر نظر ثانی کرو؛ کیونکہ اللہ تعالی انتہائی قدردان ہے۔''

خوشحالی اور بدحالی لوگوں کی زندگی کے لازمی عناصر ہیں، ان سے راہ فرار کسی کو حاصل نہیں تو ایسے میں اللہ کے فیصلوں پر اطمینان عین سعادت مندی ہے، اس لیے خوشی ملے تو شکر اور تکلیف ملے تو صبر کرے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (مومن کا معاملہ بہت تعجب خیز ہے کہ اس کا ہر معاملہ ہی خیر والا ہوتا ہے، یہ امتیاز مومن کے علاوہ کسی کا نہیں، چنانچہ اگر مومن کو خوشی ملے تو شکر کرتا ہے تو یہ شکر اس کے لیے خیر بن جاتا ہے، اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے تو صبر اس کے لیے خیر بن جاتا ہے) مسلم

اللہ تعالی سے ملاقات اور اجر الہی پر یقین رکھنے والے کا دل بہتر سے بہترین کی تمنا رکھتا ہے، کوئی چیز نصیب میں نہ لکھی ہو تو غم نہیں کرتا بلکہ وعدہ شدہ چیزوں پر خوش رہتا ہے، اس طرح اس کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جاتی ہیں

تمام معاملات کی باگ ڈور صرف اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے، وہ جیسے چاہتا ہے کہ دلوں کو ڈھال دیتا ہے: صحیح یا خراب، تنگ یا فراخ اور نیک بخت یا بد بخت بنا دیتا ہے۔ تو جس ذات کے ہاتھ میں یہ سب کچھ ہے اسی پر توکل کرنا اور سب کچھ اسی کے سپرد کرنا شرعی طور پر واجب ہے، بلکہ یہ دنیا کی جنت ہے، فرمان باری تعالی ہے:

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

الطلاق–3

اور جو اللہ پر توکل کرے تو اللہ ہی اسے کافی ہے۔

لوگوں کا رزق اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے، کوئی بھی جاندار اپنا رزق پورا حاصل کیے بغیر نہ مرے گا، اس لیے اللہ تعالی نے جو تمہارے لیے لکھ دیا ہے اس سے راضی رہو، اگر کوئی چیز تمہیں نصیب نہ ہو تو اس پر غم نہ کرو۔

قلبی راحت اور سکون کے متلاشی کو رب کریم کا دروازہ زیادہ سے زیادہ کھٹکھٹانا چاہیے؛ کیونکہ اللہ تعالی دعائیں کرنے والے کے قریب ہوتا ہے اور اللہ سے امید لگانے والا نامراد نہیں ہوتا، دعاؤں سے دنیا و آخرت کے سب امور سنور سکتے ہیں، نبی ﷺ کی ایک دعا ہے:

اَللهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ

اے اللہ! میرے دین کو درست کر دے، جو میرے ہر کام کے تحفظ کا ذریعہ ہے اور میری دنیا کو درست کر دے اس میں میرا معاش ہے اور میری آخرت کو درست کر دے وہیں پر میں نے لوٹنا ہے اور میری زندگی کو میرے لیے ہر بھلائی میں اضافے کا سبب بنا دے اور میری وفات کو میرے لیے ہر شر سے راحت بنا دے۔

قلبی راحت اور سکون کے لیے ذکر کی تاثیر بھی بہت عمدہ ہے، ذکر سے پریشانیاں اور غم دھل جاتے ہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

الرعد–28

جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں، توجہ کریں! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ پریشانی کے وقت فرمایا کرتے تھے:

لَآ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَآ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَآ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو صاحب عظمت اور برد بادہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو زمین و آسمان اور عرش کریم کا مالک ہے۔]) بخاری

قرآن کریم افضل ترین ذکر ہے، اللہ کا کلام رہنمائی اور شفا پر مشتمل ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ

یونس–57

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت اور سینوں کی بیماریوں کے لیے شفا آ گئی ہے، یہ مومنین کے لیے رہنمائی اور رحمت بھی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کی تلاوت کرکے اس پر عمل کرنے والے لوگ راحت اور سعادت کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

طه (1) مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى

طہ–2/1

طہ، ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ شقاوت میں ڈوب جائیں۔

سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنے، کثرت سے نوافل ادا کرنے نیز اطاعت پر استقامت سے دل میں راحت پیدا ہوتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ (97) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ (98) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ

الحجر–99/97

یقیناً ہم جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ ان کی باتوں سے کڑھتا ہے [97] تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدے کرنے والوں میں شامل رہیں [98] اور یقین [یعنی موت] آنے تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں۔

جب انسان اپنے دن کا آغاز نماز سے کرے تو اس کا سارا دن بہترین گزرتا ہے؛ کیونکہ نماز فجر پڑھنے والا اللہ کے ذمے ہوتا ہے، اور جو شخص نماز فجر کی سنتیں بھی ادا کرے تو دن کے آخر میں اللہ تعالی اسے کافی ہوتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ تعالی فرماتا ہے: ابن آدم! دن کے آغاز میں تم چار رکعات پڑھنے سے قاصر مت رہو تو میں دن کے آخر میں تمہارے لیے کافی ہوں گا) احمد

اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ سے حاصل شدہ علم باعمل بھی قلبی راحت کا باعث ہے، ایسے اہل علم کے سینے وسیع، کشادہ، پر اطمینان، خوش و خرم اور بہترین اخلاق کے مالک ہوتے ہیں، جس قدر انسان کا علم بڑھتا جائے اس کی قلبی راحت بھی بڑھتی جاتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا

الأنعام—122

ابن قیم رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں کہتے ہیں: ''میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو خوش و خرم نہیں دیکھا، حالانکہ آپ بہت تنگ حالات سے گزرے، آپ عیش و عشرت سے کوسوں دور تھے، مزید برآں آپ کو قید و بند، دھمکیوں اور دباؤ کا سامنا رہا، لیکن اس کے باوجود آپ خوش و خرم تھے، قلبی راحت اور قوت کے مالک تھے، خوشی آپ کے چہرے پر چمکتی ہوئی نظر آتی تھی''۔

نیک اہل علم، اور دیندار لوگوں کی صحبت میں پیار بھی ملتا ہے اور محبت بھی، ان کی صحبت سے انسان علم، حکمت اور تزکیہ نفس حاصل کرتا ہے، نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے والا شخص اپنے ہم عمروں میں نمایاں نظر آتا ہے۔

اپنے معاملات میں اہل دانش اور مشاورت کی صلاحیت رکھنے والوں سے رجوع کرنے پر دلی اطمینان حاصل ہوتا ہے اور فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ

النساء—83

جب انہیں کوئی خبر امن یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اس خبر کو رسول (ﷺ) اور مقتدر افراد کے حوالے کر دیتے تو تجزیہ کار لوگ اس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔

شیطان کی انسان دشمنی لازوال ہے، شیطان سے پناہ حاصل کرنے پر برے وسوسوں سے نجات مل سکتی ہے، اسلام میں مسلمانوں کے لیے ایسے اسباب اپنانے کی ترغیب ہے جن سے مسلمان چاق وچوبند ہو جائے؛ لیکن شیطان ایسا ہونے میں رکاوٹ بنتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (جب کوئی سویا ہوا ہوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ کہتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے، اس لیے سوئے رہو۔ لیکن اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب نماز فجر پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ خوش مزاج اور ہشاش بشاش رہتا ہے، بصورت دیگر وہ بدمزاج اور سست رہ کر اپنا دن گزارتا ہے) متفق علیہ

مومن کی ایمانی قوت ہشاش بشاش رہنے کے لیے انتہائی اہم ماخذ ہے، اس لیے کہ مومن وہمی باتوں کے پیچھے نہیں لگتا، دکھی باتوں کے سامنے ہمت نہیں ہارتا، نیز مشکلات کے سامنے ڈھیر بھی نہیں ہوتا، بلکہ ہر وقت مضبوط دل کے ساتھ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے، لہذا بندہ اللہ کے فضل اور نعمتوں کو اپنے ذہن میں اجاگر کرلے تو اس سے دل مطمئن ہو جاتا ہے اور شرح صدر حاصل ہوتی ہے۔

اپنے حال پر توجہ مرکوز کرنے والا انتہائی پر سکون رہتا ہے، کیونکہ وہ ماضی کے متعلق افسوس نہیں کرتا اور مستقبل کے متعلق پریشان نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ گزرا ماضی واپس نہیں آئے گا جبکہ مستقبل غیب بھی ہے اور لکھا ہوا بھی، اسی لیے آپ ﷺ کی دعا میں یہ بھی شامل تھا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ

یا اللہ! مستقبل کی پریشانی اور ماضی کے غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ بخاری

فارغ اوقات سے مستفید نہ ہوں تو یہ ذہنی دباؤ کا باعث بنتا ہے اس لیے اپنے وقت کو مثبت سرگرمیوں اور حصول علم میں صرف کرنے سے ذہنی دباؤ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

قلبی راحت کا جامع ترین راستہ یہ ہے کہ مفید سرگرمیوں کے لیے اللہ تعالی سے مدد مانگیں، اور منفی چیزوں سے دور رہیں، منفی امور دل اور قوت ارادی کو کمزور بناتے ہیں، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (مفید سرگرمیوں کا اہتمام کرو اور اللہ سے مدد مانگو اور مایوس ہو کر نہ بیٹھ جاؤ، اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ نہ کہو: کاش! میں اس طرح کرتا تو ایسا ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو: یہ اللہ کا فیصلہ ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس لیے کہ کاش [حسرت سے کہنا] شیطانی عمل کو کھول دیتا ہے۔) مسلم

مسلمانوں!

اسلام ہی ہر طرح کی بھلائی اور سعادت مندی کی بنیاد ہے، اہل اسلام ہی دنیاوی جنت اور دائمی نعمتوں میں رہتے ہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ

النحل–30

جن لوگوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کا بدلہ بھلائی ہے، جبکہ آخرت کا گھر اس سے بھی بہتر ہے، اور متقی لوگوں کا گھر تو بہت اعلی ہے۔

جاہلوں کی بدبختی جسے معلوم ہو وہی اسلام اور مسلمانوں کی خوشحالی کا اندازہ لگا سکتا ہے، اس پر وہ اللہ کا شکر ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا، وہ اپنے دین پر مزید مضبوط ہوگا، اسلام پر ثابت قدمی اس کے لیے اعزاز ہوگی، اور دوسروں کو دین اسلام کی دعوت بھی دے گا۔

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ:

فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

الانعام–125

جسے اللہ ہدایت دینا چاہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے تو اس کا سینہ تنگ، نہایت گھٹا ہوا کر دیتا ہے، گویا وہ مشکل سے آسمان میں چڑھ رہا ہے، اسی طرح اللہ ان لوگوں پر پلید گی ڈال دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کے لیے قرآن مجید کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو ذکرِ حکیم کی آیات سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، تم بھی اسی سے بخشش مانگو، بیشک وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یا اللہ! ہم نے اپنی جانوں پر بہت زیادہ ظلم ڈھائے ہیں اگر تو ہمیں معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

یا اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔

اللہ کے بندو!

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–90

اللہ تعالی تمہیں عدل،احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔وہ تمہیں وعظ کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

تم عظمت والے جلیل القدر اللہ کا ذکر کرو تو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا،اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرو تو وہ تمہیں اور زیادہ دے گا،یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے،تم جو بھی کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہے۔

(5) نیکیاں قبول اور مسترد ہونے کی علامات اور ہدایات

فضیلۃ الشیخ جسٹس ڈاکٹر عبد المحسن بن محمد القاسم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

یقیناً تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اس کی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد کے طلب گار ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں، نفسانی اور بُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت عنایت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، اور صحابہ کرام پر ڈھیروں درود و سلامتی نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ سے کما حقہ ڈور، اور اسلام کے مضبوط کڑے کو اچھی طرح تھام لو۔

مسلمانوں!

ایک اللہ کی عبادت تخلیق کائنات اور حاکمیت الٰہی کا مقصود ہے، اسی سے دھرتی کی آباد کاری ہو گی اور انسانیت خوشحالی پائے گی، فرمانِ باری تعالی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

النحل–97

جو بھی مرد یا عورت ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے تو ہم اسے خوشحال زندگی بسر کروائیں گے اور ہم انہیں ان کے بہترین اعمال کا ضرور اجر دیں گے۔

اور چونکہ اللہ تعالی پاک ہے اس لیے قبولیت بھی پاکیزہ چیزوں کو عطا کرتا ہے، لہذا عمل صالح کو اپنے ہاں بلند فرما کر اسے قبول فرماتا ہے۔

اللہ پر ایمان اور اعمال میں حصولِ رضائے الٰہی کی کوشش کرنا قبولیت کی بنیاد ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَمَنۡ أَرَادَ ٱلۡأٓخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَأُوْلَٰٓئِكَ كَانَ سَعۡيُهُم مَّشۡكُورٗا

الاسراء–19
اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور ایمان کی حالت میں کما حقہ اس کی کوشش بھی کرے تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی پوری قدر کی جائے گی۔

جبکہ کافر کوئی بھی عمل کر لے اس اعمال آخرت میں قبول نہیں ہوں گے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَقَدِمۡنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُواْ مِنۡ عَمَلٖ فَجَعَلۡنَٰهُ هَبَآءٗ مَّنثُورًا

الفرقان–23
اور ان کے اعمال کی جانب بڑھ کر ہم انہیں اڑتی ہوئی دھول بنا دیں گے۔

کافر کو دنیا میں ہی اس کے اچھے کاموں کا صلہ دے دیا جاتا ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے: (کافر کو اللہ کیلیے کیے ہوئے اعمال کے عوض دنیا میں ہی کھلا پلا دیا جاتا ہے، حتی کہ جب کافر آخرت میں پہنچتا ہے تو جزا پانے کیلیے اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی) مسلم

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار کہا: "اللہ کے رسول! ابن جدعان دورِ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا، مساکین کو کھانا کھلاتا تھا، تو کیا اسے ان اعمال کا کوئی فائدہ [آخرت میں] ہو گا؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اسے ان کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا؛ کیونکہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا: "پروردگار! روزِ جزا میں میری خطائیں معاف کر دینا") مسلم

اور اگر کوئی شخص ظاہری طور پر اسلام قبول کر لے لیکن دل میں منافقت رکھے تو اسے بھی ظاہری اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا بلکہ اس کے تمام اعمال مسترد کر دیئے جائیں گے، اللہ تعالی نے منافقین کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ (53) وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ

التوبۃ–54/53

کہہ دیں: تم خوشی سے خرچ کرو یا کراہت کے ساتھ تم سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ تم فاسق قوم ہو [53] ان کے صدقات قبول ہونے میں صرف یہی چیز رکاوٹ تھی کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔

عبادت: نیت اور عمل کا نام ہے، عبادت کی قبولیت اخلاص اور عمل کی عمدگی سے مشروط ہے، اخلاصِ نیت سے مقاصد میں اور اتباع سنت سے عمل میں عمدگی حاصل ہوتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا

الکھف–110

پس جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو وہ نیک عمل اور کسی کو بھی اپنے پرور دگار کی عبادت میں شریک مت بنائے۔

دین اسلام کی بنیاد دو چیزوں پر ہے: یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی ہو اور دوسری یہ کہ ہم بندگی اللہ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق کریں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ہے، یہی دو چیزیں کلمہ شہادت کی روح ہیں۔

اللہ تعالی نے مخلوقات کو پیدا ہی اسی لیے کیا ہے کہ انہیں اخلاص اور اتباعِ سنت میں آزمائے، فرمانِ باری تعالی ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (1) الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

الملک–2/1

بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے [1] جس نے موت اور حیات کو پیدا اس لیے کیا کہ تمہیں آزمائے کہ کون عمل کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔

یعنی کس کا عمل اخلاص اور صحیح طریقے کے مطابق ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اگر کوئی نیکی اللہ کیلیے خالص تو ہو لیکن طریقہ صحیح نہ ہو تو وہ مقبول نہیں ہوتی اور اگر طریقہ صحیح ہو لیکن اللہ کیلیے خالص نہ ہو تو تب بھی قبول نہیں ہوتی، چنانچہ نیکی اسی وقت قبول ہوتی ہے جب اللہ کیلیے خالص بھی ہو اور طریقہ بھی صحیح ہو۔ اور نیکی اللہ کیلیے خالص صرف اسی وقت ہو گی جب اللہ کی رضا کیلیے کی جائے اور صحیح اسی وقت ہو گی جب عین سنت کے مطابق ہو''۔

اخلاص حقیقت میں یہ ہے کہ انسان اپنی نیکی کے ذریعے رضائے الٰہی کا متلاشی ہو، فرمانِ باری تعالی ہے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ

الزمر-2

لہذا اس آیت کے مطابق مسلمان کو اپنی تمام تر نیکیاں صرف اللہ کیلیے خالص کرنے کا حکم ہے، چنانچہ مسلمان اپنی نیکی پر کسی بھی مخلوق سے بدلے یا شکریہ کا تقاضا نہیں کرتا۔

خلوص دل قبولیت کیلیے اساس ہے، اسی سے اعمال میں بہتری ممکن ہوتی ہے، بلکہ اعمال کا دار و مدار ہی نیت پر ہے؛ یہی وجہ ہے کہ انسان صرف نیت سے اتنا بلند مرتبہ پا لیتا ہے کہ عمل کرنے سے بھی نہیں پا سکتا، اسی طرح بہت سے معمولی کام خالص نیت کی وجہ سے بڑے بن جاتے ہیں اور بہت سے بڑے کام نیت کی وجہ سے معمولی بن جاتے ہیں۔

یحیی بن ابو کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''نیت کرنا سیکھو؛ کیونکہ یہ عمل سے بھی زیادہ اہم ہے''۔

کوئی بھی ایسی عبادت جس میں اخلاص اور اچھی نیت شامل نہ ہو اسے کسی کھاتے میں شمار نہیں کیا جاتا۔ ایک دل میں اخلاص اور لوگوں کی جانب سے مدح سرائی اور پذیرائی کی تمنا یکجا نہیں ہو سکتی۔

نیکی کی قبولیت کیلیے رسول اللہ ﷺ کی اتباع ضروری امر ہے، اتباع کے بغیر کوئی بھی کام مردود ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (کوئی بھی ایسا عمل کرے جس کے بارے میں ہمارا حکم نہیں تھا تو وہ مردود ہے) متفق علیہ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''کوئی بھی قول یا فعل نیت کے بغیر قبول نہیں ہوتا، پھر قول، فعل اور نیت اسی وقت قبول ہوں گے جب سنت کے مطابق ہوں''۔

تقوی؛ نیکی کی قبولیت کا ذریعہ ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ

المائدة–27
بیشک اللہ متقی لوگوں ہی سے قبول کرتا ہے۔

اسی لیے ایک مسلمان بہت زیادہ اندیشہ رکھتا ہے کہ وہ ان لوگوں میں شمار نہ ہو جائے جن کی عبادات قبول نہیں ہوتیں، سلف صالحین کی یہی حالت ہوتی تھی، ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالی نے میری ایک نماز ہی قبول فرمالی ہے تو یہ میرے لیے دنیا وما فیہا سے بہتر ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ

المائدة–27
بیشک اللہ متقی لوگوں ہی سے قبول کرتا ہے۔

لہذا جو شخص اللہ سے ڈرنے کی بنا پر اخلاص سے عمل کرے اور سنت کی اتباع کرے تو عین ممکن ہے کہ ربِ کریم اس کا عمل قبول فرمالے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اہل سنت والجماعت کے ہاں اس شخص کا عمل مقبول ہوتا ہے جو اپنے عمل میں اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنی نیت خالص اللہ کیلیے کرے اور اللہ کے حکم کے مطابق اسے بجالائے، چنانچہ جو شخص اپنی کسی بھی عمل میں تقوی اپنائے تو اس کا وہ عمل مقبول ہوگا چاہے وہ کسی دوسرے عمل میں اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہو، نیز جس کام کو کرتے ہوئے تقوی نہیں اپناتا تو اس کا وہ عمل مقبول نہیں ہوگا چاہے دیگر اعمال میں وہ متقی ہو''۔

نیکی کے بعد پھر نیکی پہلی نیکی کیلیے قبولیت کی علامت ہوتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ

محمد–17
اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انہیں ہدایت میں بڑھا دیا ہے اور انہیں ان کی پرہیزگاری عطا فرمائی۔

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''نیکی کے بدلے میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کے بعد مزید نیکیاں کرنے کی توفیق ملے،اور بدی کی سزامیں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد مزید گناہ سرزد ہوں''البتہ گناہ کے بعد نیکی کی جائے یہ تو بہت ہی اچھی بات اس سے گناہ دھل جاتا ہے، جبکہ نیکی کے بعد گناہ کریں یہ بہت ہی برا عمل ہے کہ اس سے نیکی مٹ جاتی ہے۔

اگر کسی شخص کی نیکیوں میں اضافہ نہ ہورہا ہو تو اس کی نیکیوں میں کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

انسان کیلیے نیکی آسان ہو جائے اور نیکی کرنے کو دل مچلائے یہ جلد ملنے والی خوشخبری ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى (5) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى (6) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى

اللیل-7/5

اور جو شخص عطیات دے اور تقوی اپنائے۔ اچھی بات کی تصدیق کرے۔ تو ہم اسے آسان راستے کیلیے سہولت دیں گے۔

نیکی پر ثابت قدمی اور دائمی عمل انسان کے کامیاب اور بھلائی پر ہونے کی دلیل ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''یہ اللہ تعالی کا کرم سے بھرپور قانون ہے کہ جو شخص جس کام پر زندگی گزارے اس کی موت بھی اسی پر آتی ہے، اور جس کی موت جس کام پر آئے اسے روزِ قیامت اسی پر اٹھایا جائے گا''۔

آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ کسی بھی نیکی کے کام کو ہمیشہ کرتے تھے، اور جب کوئی کام ایک بار کر لیتے تو اس پر قائم ہو جاتے تھے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ تعالی کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے چاہے وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو) متفق علیہ

انسانی اعضا صحیح سلامت رہیں اور نیکی پر قائم ہوں یہ نیکی کی قبولیت اور اللہ تعالی کی بندے سے محبت کا ثمرہ ہے، اللہ تعالی کا حدیث قدسی میں فرمان ہے: (میرے بندے کی جانب سے فرائض کی پابندی میرا قرب حاصل کرنے کیلیے محبوب ترین عمل ہے، میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنے کیلیۓ کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ میں بھی اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں، چنانچہ جب میں محبت کرنے لگوں تو اِس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے، اور اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے، اور اسکا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ذریعے چلتا ہے، پھر مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے یقیناً ضرور دونگا، اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں لازمی اسے پناہ دونگا) بخاری

مومن کی ہی یہ شان ہے کہ عبادت کیلیے سر توڑ کوشش کرنے کے باوجود اپنے اعمال کو معمولی سمجھتا ہے، چنانچہ جیسے ہی ایک عبادت سے فراغت پاتا ہے تو فوری طور پر دوسری عبادت میں مگن ہو جاتا ہے اور پروردگار کے ہاں اپنی عبادات کی مقدار زیادہ نہیں سمجھتا؛ کیونکہ اس کی بندگی پروردگار کی عنایات اور کرم نوازیوں کے مقابلے میں انتہائی معمولی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ

المدثر–6

اور احسان کر کے زیادہ لینے کی خواہش نہ کر

جو شخص حقیقتِ ربوبیت اور حقیقتِ عبدیت سے آشنا ہو گیا تو اس نے اللہ تعالی کو حقیقی انداز میں پہچان لیا ہے نیز اسے یہ بھی علم ہو جائے گا کہ اطاعت گزاری پر مشتمل اس کی جمع پونجی انتہائی معمولی ہے۔

ہم میں سے کوئی بھی اللہ تعالی کے فضل و کرم کے بغیر محض اپنے اعمال کی بدولت جنت میں نہیں جا سکتا، ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "میں نے نبی ﷺ کے تیس صحابہ کرام کو دیکھا ہے جو سب کے سب اپنے بارے میں منافقت کا خدشہ رکھتے تھے"۔

نیکی کے فوری بعد استغفار اور کمی کوتاہی کا اعتراف اللہ تعالی کے مخلص بندوں کی علامت ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ (17) وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

الذاریات–18/17

وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ اور رات کی آخری گھڑیوں میں وہ بخشش مانگتے تھے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: "عمل کی قبولیت کی یہ علامت ہے کہ آپ کے دل میں نیکی معمولی نظر آئے، اسی لیے معرفتِ الہی رکھنے والا شخص نیکی کے بعد بھی اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہے، بلکہ آپ ﷺ بھی نماز سے سلام پھیرتے تو استغفار کرتے، اللہ تعالی نے حج کے بعد بھی استغفار کا حکم دیا ہے، اسی طرح قیام اللیل کے بعد استغفار کرنے والوں پر ان کی مدح سرائی فرمائی، نیز نبی ﷺ نے وضو کے بعد بھی توبہ اور استغفار کیا، چنانچہ اگر کوئی شخص اپنے پروردگار کے حقوق اور اپنی کم مائیگی اور کوتاہی کو سمجھ جائے تو اسے پروردگار کے سامنے استغفار کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آئے گا، وہ اپنے آپ کو ہی ابتر اور کمتر قرار دے گا۔"

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ

المؤمنون–60

اور وہ جو بھی [راہ الٰہی میں] خرچ کرتے ہیں ہے اسے دیتے ہوئے ان کے دل کپکپا رہے ہوتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے پاس واپس لوٹ کر جانا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''اللہ کے رسول! کیا اس آیت سے مراد شراب خور اور چور ہیں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: (صدیق کی بیٹی، نہیں! اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز، روزے اور صدقات کا اہتمام کرتے ہیں ساتھ میں انہیں یہ خدشہ لگا رہتا ہے کہ ان کی یہ عبادات قبول نہ ہوں۔

أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ

المؤمنون–61

یہی لوگ ہیں جو نیکیوں کیلیے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور وہی نیکیوں کیلیے سبقت لے جانے والے ہیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اس لیے مومن عمدہ کارکردگی اور مسترد ہونے کا خدشہ دونوں کو یکساں ساتھ لے کر چلتا ہے، جیسے کہ عبد العزیز بن ابو روّاد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''میں نے بہت سے [تابعین] کو دیکھا ہے جو نیکی کرتے ہوئے خوب محنت کرتے تھے؛ پھر جب نیکی کر گزرتے تو انہیں یہ فکر لاحق ہو جاتی تھی کہ اب ان کی نیکی قبول بھی ہو گی یا نہیں!؟''

نیکی کی قبولیت کیلیے اہم ترین ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالی سے قبولیت کا سوال کریں، چنانچہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام دونوں ہی بیت اللہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے اللہ سے دعا کرتے ہیں:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

البقرۃ–127

ہمارے پروردگار! ہم سے قبول فرما لے، بیشک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اسی طرح عمران رحمہ اللہ کی اہلیہ نے اپنے نومولود کیلیے نذر مانی کہ وہ مسجد اقصی کی خدمت کیلیے وقف ہے، پھر بھی وہ یہ دعا کرتیں ہیں:

رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

آل عمران—35

ایسے ہی نبی ﷺ نے جس وقت عید قربانی کی تو فرمایا: (یااللہ! یہ قربانی، محمد، آل محمد اور امت محمد کی جانب سے قبول فرما) مسلم

شکر گزاری بھی قبولیت اور بدلے میں اضافے کا راستہ ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

ابراھیم—7

اور جب تمہارے پروردگار نے اعلان کیا: اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں ضرور زیادہ دوں گا۔

جب اللہ کے بندے شکر گزاری کیلیے کہتے ہیں:

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

الاحقاف—15

میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تونے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور یہ بھی کہ میں ایسے اچھے عمل کروں جو تجھے پسند ہوں اور میری خاطر میری اولاد کی اصلاح کر میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبردار ہوں۔

تو اللہ تعالی نے ان سے وعدہ فرماتا ہے:

أُولَئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ

الاحقاف—16

یہی لوگ ہیں جن کے بہترین اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے درگزر کر جاتے ہیں۔ یہ اہل جنت میں شامل ہیں۔

مسلمان قبولیت کی شدید چاہت رکھتاہے اوراس کیلیے خوب کوشش کرتاہے، نیزاعمال ضائع ہونے سے بچانے کیلیے مسلمان مکمل طور پر متنبہ بھی رہتا ہے؛ کیونکہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ بندہ نیک عمل کرلے اور بس بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ انسان اپنی نیکی کو کسی بھی ایسے اقدام سے بچائے جو نیکی کے ضائع ہونے کا باعث ہو، چنانچہ نیکیوں کو ضائع کرنے والے اعمال میں شرک سرِ فہرست ہے، جیسے کہ فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

الأنعام–88

اور اگر انہوں نے شرک کیاتوان کے سارے اعمال یقیناًضائع ہو گئے۔

اسی میں یہ بھی شامل ہے کہ جن اعمال کا بدلہ آخرت میں ملناہے ان اعمال سے دنیاوی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، فرمانِ باری تعالی ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ (15) أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

هود–16/15

اور جو دنیاوی زندگی اور دنیاوی چمک دمک کا متلاشی ہو تو ہم اسے اس کے پورے اعمال کا بدلہ دنیامیں ہی دے دیتے ہیں اور ان کے بدلے میں بالکل بھی کمی نہیں کی جاتی۔یہی لوگ ہیں جن کیلیے آخرت میں آگ کے سواکچھ نہیں ہے، ان کی تمام کارکردگی آخرت میں ضائع اور ان کے تمام اعمال کالعدم ہوں گے۔

انسان کی موت مرتد ہونے کی حالت میں آئے تواس سے بھی سارے اعمال غارت ہو جاتے ہیں فرمانِ باری تعالی ہے:

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

البقرة–217

اور تم میں سے اگر کوئی اپنے دین سے برگشتہ ہو جائے پھر اس حالت میں مرے کہ وہ کافر ہی ہو تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیااور آخرت دونوں میں ضائع ہو گئے۔

دین سے نفرت بھی انسان کے سارے اعمال فنا کر دیتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ

محمد–9
اس لیے کہ انہوں نے اللہ کی نازل کردہ شریعت سے نفرت کی تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

اللہ تعالی کی آیات اور آخرت میں ملاقات کا انکار بھی اعمال کو تباہ کر دیتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

الأعراف–147
اور جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو ان کے اعمال غارت ہو گئے۔

اگر کوئی شخص غضب الہی کا موجب بننے والے کام کرے رضائے الہی نہ چاہے تو اللہ تعالی بھی اسے ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اور اس کے اعمال رائگاں کر دیتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ

محمد–28
اس لئے کہ وہ اللہ کی ناراضی کا موجب بننے والے کاموں میں لگ گئے اور انہوں نے اللہ کی رضا نہ چاہی تو اللہ نے ان کے سب اعمال ضائع کر دیئے۔

منافقوں کے اعمال بھی سراب ہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ

الأحزاب–19
یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

ہٹ دھرمی اور عناد کے باعث رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور حکم عدولی کرنے والا اللہ تعالی کا کچھ نہیں بگاڑتا، بلکہ اللہ اس کے سارے اعمال غارت فرما دیتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ

محمد–32

بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکتے رہے اور ان پر ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کی۔ وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ ایسے لوگوں کے اعمال برباد کر دے گا۔

اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند سمجھنا بھی اعمال کے ضائع ہونے کا باعث ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

الحجرات–2

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی اس کے سامنے اس طرح اونچی آواز سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے بولتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''تو اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان، سنت اور طریقے پر کسی دوسرے کی بات اور طریقے کو مقدم سمجھے!!''۔

اپنی نیکوکاری پر گھمنڈ اور اللہ تعالی پر قسم ڈالنا پروردگار کی گستاخی ہے، نبی ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں بتلایا جس نے کہا تھا: ''اللہ کی قسم! فلاں کو اللہ کبھی معاف نہیں فرمائے گا'' کہ اللہ نے فرمایا (کون ہے جو مجھ پر قسم ڈالتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا، میں نے اُسے بخش دیا ہے اور تیرے سارے اعمال رائیگاں کر دیئے ہیں) مسلم

ریاکاری بھی عمل کو برباد کر دیتی ہے، اللہ تعالی کا حدیث قدسی میں فرمان ہے: (میں تمام شریکوں سے بڑھ کر شراکت داری سے بے نیاز ہوں، جو شخص کوئی بھی عمل کرتے ہوئے میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے تو میں اس کے عمل اور شریک دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں) مسلم

ایک روایت میں ہے کہ: (جو شخص کسی نجومی کے پاس آکر استفسار کرے تو اس کی چالیس راتوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں) مسلم۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ :(جس نے عصر کی نماز چھوڑی تو اس کا عمل تباہ ہو گیا) بخاری۔

دوسروں پر زبان درازی کرتے ہوئے گالی گلوچ اور زیادتی کرنے سے بھی نیکیاں ضائع ہوتی ہیں، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (میری امت میں وہ شخص مفلس ہے جو قیامت کے دن نمازیں، روزے اور زکاۃ لے کر آئے گا، اور [ساتھ میں] اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال ہڑپ کیا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا، کسی کو مارا ہو گا، تو ان میں سے ہر ایک کو اس کی نیکیاں دی دے جائیں گی، پھر جب اس کی نیکیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور ابھی حساب باقی ہو گا تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا) مسلم۔

تنہائی کے گناہ نیکیوں کو مٹا دیتے ہیں، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (میں اپنی امت میں سے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو روزِ قیامت تہامہ کے پہاڑوں جیسی چمکدار نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ تعالی انہیں اڑتی ہوئی دھول بنا دے گا) اس پر سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: "اللہ کے رسول! ہمیں ان کے اوصاف واضح کر کے بتلائیں کہیں ہم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جائیں اور ہمیں پتا بھی نہ چلے!" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہاری قوم سے ہیں، وہ بھی رات کو اسی طرح قیام کرتے ہوں گے جس طرح تم کرتے ہو، لیکن [ان میں منفی بات یہ ہے کہ] وہ جس وقت تنہا ہوتے ہیں تو اللہ تعالی کے حرام کردہ کام کر بیٹھتے ہیں) ابن ماجہ، اسے البانی نے صحیح کہا ہے۔

(اور جس شخص نے مویشی، یا شکار یا کھیتی باڑی کے علاوہ کسی اور مقصد کیلیے کتا پالا تو اس کے اجر سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے) بخاری۔

(اور شراب نوش کی اللہ تعالی چالیس دنوں تک نمازیں قبول نہیں فرماتا) احمد۔

یہ بہت بڑے خسارے کی بات ہے کہ انسان برائی پر ہوتے ہوئے بھی یہ سمجھنے لگے کہ وہ صحیح راستے پر ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا (103) الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا

الكهف–104/103

کہہ دو: کیا ہم تمہیں ایسے لوگ بتائیں جو اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ بیشک وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔

ان تمام تر تفصیلات کے بعد: مسلمانو!

عبادت کرنااور پھر عبادت کو تحفظ فراہم کرناضروری امر ہے، پھر موت آنے تک عبادت پر قائم رہنا شریعت کی اساسی تعلیم ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ

الحجر–99

اور اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

اس لیے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ کسی بھی نیکی کے کام سے بے رغبتی مت کرے چاہے وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو، اسی طرح ہر قسم کی برائی سے دور رہے چاہے وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو؛ کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ کون سی نیکی کے باعث اللہ تعالی اس پر رحم فرمادے اور کون سی برائی کی وجہ سے اللہ تعالی اس پر غضب ناک ہو جائے۔ تمام عبادات میں مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ امید اور خوف کے مابین رہے تاہم اپنے دل کو اللہ تعالی کی محبت سے سرشار رکھے اور اللہ تعالی سے خیر کی امید کرے۔

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (162) لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

الانعام–163/162

آپ کہہ دیں: میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم ہے اور میں سب سے پہلے ماننے والا ہوں۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلیے قرآن مجید کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو ذکرِ حکیم کی آیات سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، تم بھی اسی سے بخشش مانگو، بیشک وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں کہ اس نے ہم پر احسان کیا، اسی کے شکر گزار بھی ہیں کہ اس نے ہمیں نیکی کی توفیق دی، میں اس کی عظمت اور شان کا اقرار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں وہ یکتا اور اکیلا ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی ان پر، ان کی آل اور صحابہ کرام پر ڈھیروں رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرمائے۔

مسلمانوں!

نیکی کی قبولیت کو نیکی کرنے سے زیادہ اہمیت دیں، اس لیے کسی بھی ایسے اقدام سے پرہیز کریں جو نیکی کو تباہ و برباد کر دے یا اس میں کمی کا باعث بنے۔

نیکی کرنے والے شخص کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے اسے نیکی کرنے کی توفیق دی نیز اللہ تعالی سے مزید نیکیوں کیلیے ثابت قدمی کا طلب گار بھی رہے، اس لیے نیکی کا تحفظ نیکی کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔ اور ہر معاملے میں اختتام معتبر ہوتا ہے۔

اور مسلمان ایسی نیکیاں پابندی سے کرتا ہے جس سے نفس کا تزکیہ ہو، نیز سچائی، تواضع، انکساری، پاک دل، اور اعلی اخلاق سے مزین رہتا ہے۔ دوسروں کیلیے بھی وہی خیر پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اللہ تعالی کی پکڑ سے بے خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی اللہ کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے۔

یہ بات جان لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

اللهم صل وسلم وبارک علی نبینا محمد، یا اللہ!

حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے والے خلفائے راشدین: ابو بکر، عمر، عثمان، علی سمیت بقیہ تمام صحابہ سے راضی ہو جا؛ یا اللہ! اپنے رحم و کرم اور جود و سخا کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یا اکرم الاکرمین!

یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، شرک اور مشرکوں کو ذلیل فرما، یا اللہ! دین کے دشمنوں کو نیست و نابود فرما، یا اللہ! اس ملک کو اور مسلمانوں کے تمام ممالک کو خوشحال اور امن کا گہوارہ بنا دے۔

یا اللہ! پوری دنیا میں مسلمانوں کے حالات سنوار دے، یا اللہ! مسلمانوں کے تمام ممالک کو خوشحال اور امن کا گہوارہ بنا دے۔

یااللہ ! حجاج کرام کا حج قبول فرما، یااللہ ! ان کے حج کو مبرور بنا، ان کی جد وجہد قبول فرما، ان کے گناہ معاف فرما، یااللہ ! ان تمام مرادیں پوری فرما اور انہیں وہ سب کچھ عطا فرما جو انہوں نے تجھ سے مانگا ہے۔

یااللہ ! ہمارے حکمران کو تیری رہنمائی کے مطابق توفیق عطا فرما، اور ان کے سارے اعمال تیری رضا کیلیے مختص فرما، یااللہ ! تمام مسلم حکمرانوں کو تیری کتاب پر عمل کرنے اور نفاذِ شریعت کی توفیق عطا فرما، یاذوالجلال والاکرام !

یااللہ ! حجاج کرام کی خدمت کرنے والے تمام افراد کو کامیابیاں عطا فرما، یااللہ ! ان کے اقوال وافعال کو صحیح سمت عطا فرما، یااللہ ! ان کے گناہ معاف فرما، یاغفور ! یارحیم !

یااللہ ! ہماری سرحدوں کی حفاظ فرما، ہمارے فوجیوں کو ہمت عطا فرما، یااللہ ! انہیں ثابت قدم بنا، اور ان کے دلوں کی ڈھارس باندھ دے، یاذوالجلال والاکرام ! یاقوی ! یاعزیز !

یااللہ ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

یااللہ ! تو ہی ہمارا معبود ہے، تیرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، تو ہی غنی ہے ہم فقیر ہیں، ہمیں بارش عطا فرما، اور ہمیں مایوس ہونے والوں میں شامل مت فرما۔ یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما۔

یااللہ ! ہم نے اپنی جانوں پر بہت ظلم کیا اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم خسارہ پانے والے بن جائیں گے۔

اللہ کے بندوں !

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–90

اللہ تعالی تمہیں عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں وعظ کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

تم عظمت والے جلیل القدر اللہ کا ذکر کرو تو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا، اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرو تو وہ تمہیں اور زیادہ دے گا، یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، تم جو بھی کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہے۔

(6)بیت المقدس کی فضیلت اور مسئلے کا حل

فضیلۃ الشیخ جسٹس حسین بن عبد العزیز آل الشیخ حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مخصوص جگہوں کو بلند مقام عطا فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہی اعلی اور بلند و بالا ہے، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ کو اللہ تعالی نے مسجد الحرام سے مسجد اقصی تک راتوں رات سیر کروائی، یا اللہ! اُن پر، اُن کی آل، اور تمام متقی صحابہ کرام پر رحمتیں، سلامتی، اور برکتیں نازل فرما۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

الانفال–29

اے ایمان والوں! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ تمہیں [حق و باطل کے مابین] تفریق کی قوت عطا کرے گا، تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

ہر مسلمان کے دل میں ایک بہت ہی اہم مسئلہ جا گزین ہے اور وہ ہے مسجد اقصی کا مسئلہ ؛بیت المقدس قبلہ اول، حرمین شریفین کے بعد تیسری اعلی ترین مسجد اور سید ثقلین ﷺ کی جائے اسرا ہے۔

یہ عصر حاضر کا ایسا اہم ترین مسئلہ ہے کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کے ذہن میں ہر وقت اجا گر رہتا ہے؛ چاہے وہ مسلم معاشرہ بذات خود کسی بھی بحران کا شکار ہو یا ان کے اپنے حالات جس قدر بھی خراب ہوں مسئلہ فلسطین کبھی بھی ذہنوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔

بیت المقدس اور اس کے احاطے میں مسجد اقصی کا وجود مسلمانوں کے ہاں عقیدے سے متعلقہ مسئلہ ہے، اس کا مسلمانوں کی تاریخ سے نا قابل فراموش اور گہرا تعلق ہے، بیت المقدس اور مسجد اقصی کے اس تاریخی تعلق کو کسی بھی صورت اسلامی تاریخ سے نکالنا ممکن نہیں؛ کیونکہ یہ امت کی پہچان ہے، یہ امت اسلامیہ کی اساسی علامت اور امت اسلامیہ کے ہاں مقدس مقام ہے۔

بیت المقدس کو یہ مقام حاصل کیوں نہ ہو! اللہ کی کتاب صبح شام ہمیں یاد کرواتی ہیں کہ :

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

الأسراء—1

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد الحرام سے مسجد اقصی کی سیر کروادی، جس مسجد کے ارد گرد ہم نے برکت فرمائی، تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

مسجد اقصی ان تین مساجد میں سے ایک ہے جن کی جانب قرب الہی کی جستجو میں رخت سفر باندھا جاسکتا ہے، ان تینوں جگہوں کی جانب اللہ کا فضل طلب کرنے کے لیے سفر کر سکتے ہیں، جیسے کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث ثابت ہیں۔

سرزمین بیت المقدس محشر [جمع ہونے] اور منشر [دوبارہ زندہ ہونے] کی جگہ ہے؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی لونڈی میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: ''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتلائیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ جمع ہونے اور زندہ ہونے کی جگہ ہے) اس روایت کو ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

بیت المقدس کا اسلام میں بلند مقام ہے، بیت المقدس کی اعلی ترین امتیازی صفات بھی ہیں؛ چنانچہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آپس میں بات کر رہے تھے کہ کون سی مسجد افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی مسجد یا مسجد بیت المقدس؟'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (میری اس مسجد میں ایک نماز بیت المقدس کی چار نمازوں سے افضل ہے، بیت المقدس نماز کے لیے بہترین جگہ ہے۔ عین ممکن ہے کہ

گھوڑے کی رسی کے برابر بیت المقدس سے اتنی قریب جگہ جہاں سے بیت المقدس نظر آئے وہ بندے کے لیے دنیا ومافیہا سے بہتر ہو)اسے حاکم نے روایت کیاہے اور صحیح قرار دیاہے، نیز امام ذہبی نے امام حاکم کی موافقت بھی کی ہے۔

اس حدیث پر غور کریں تو معلوم ہوتاہے کہ صحابہ کرام کے ہاں مسجد اقصی اور بیت المقدس کی شان کتنی عظیم تھی[کہ انہوں نے مسجد اقصی کا موازنہ مسجد نبوی سے کیا]۔

بیت المقدس کی اسلام میں اتنی فضیلت کیوں نہ ہو! یہ تو رسول اللہ ﷺ کی جائے اسراہے، یہاں سے ہی آپ کو آسمانوں کی جانب لے جایا گیا؛ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(میرے پاس براق کو لایا گیا، وہ سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور ہے، وہ اپنا قدم حد نگاہ پر رکھتاہے، تو میں اس پر سوار ہوااور بیت المقدس پہنچ گیا)آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ :(میں نے براق کو کڑے سے باندھ دیا جہاں انبیائے کرام [اپنی سواریاں] باندھتے ہیں)آپ نے یہ بھی بتلایا کہ :(پھر میں مسجد میں داخل ہوااور وہاں پر دو رکعات ادا کیں، پھر اس کے بعد جبریل علیہ السلام میرے پاس شراب کا برتن اور ایک دودھ کا برتن لائے ؛تو میں نے دودھ کا انتخاب کیا، تو جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو اختیار کیاہے،اس کے بعد جبریل ہمیں آسمان کی جانب لے گئے)مسلم

بیت المقدس کے عظیم فضائل میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی روایت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(جس وقت سلیمان بن داود علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اللہ تعالی سے تین دعائیں مانگیں: 1)قوت فیصلہ جو اللہ تعالی کے فیصلوں کے عین مطابق ہو۔ 2)ایسی بادشاہی جو ان کے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ 3)اور اس مسجد میں نماز کی نیت سے آنے والا کوئی بھی ہو وہ جب یہاں سے واپس نکلے تو اپنے گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو جیسے اس کی ماں نے اسے آج جنم دیاہے)تو نبی ﷺ نے فرمایا:(پہلی دو دعائیں تو ان کی قبول ہو گئیں تھیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بھی قبول ہوگئی ہو گی)نسائی،ابن ماجہ نے اسے روایت کیاہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہاہے۔

اسلامی بھائیوں!

بیت المقدس اور مسجد اقصی کی اسلام میں بہت فضیلت اور امتیازی خوبیاں ہیں،انہی خوبیوں نے بہت سے مسلم علمائے کرام کو مجبور کیاکہ صدیوں سے بیت المقدس کی فضیلت ،شان اور حقوق کے متعلق مستقل تالیفات لکھتے چلے آئیں، چنانچہ اہل علم کی بہت بڑی تعداد نے مسجد اقصی اور بیت المقدس کی مسلمانوں کے ہاں اہمیت اور فضیلت اجاگر کرنے کے لیے کتابیں لکھیں ان علمائے کرام میں سے چند یہ ہیں: [پہلی دو کتابوں کے علاوہ بقیہ کتب ان کے نام پر کلک کرکے ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہیں۔مترجم]

بہاؤالدین ابن عساکر ان کی کتاب:"الجامع المستقصى في فضائل المسجد الأقصى "ہے۔

امین الدین ابن ہبۃ اللہ شافعی ان کی کتاب:"كتاب الأنس في فضائل القدس "ہے۔

برہان الدین فنزاری ان کی کتاب: ''باعث النفوس إلی زیارۃ القدس المحروس'' ہے۔

شہاب الدین احمد بن محمد مقدسی ان کی کتاب: ''مثیر الغرام إلی زیارۃ القدس والشام'' ہے۔

حسین حسینی، ان کی کتاب: ''الروض المغرس في فضائل البیت المقدس'' ہے۔

ابن جوزی ان کی کتاب: ''فضائل القدس'' ہے۔

اور علامہ سیوطی کی کتاب: ''اتحاف الأخصاء بفضل المسجد الأقصی'' ہے۔ اللہ تعالی تمام مسلم علمائے کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

اسی لیے تمام کے تمام مسلمان چاہے ان کا تعلق کسی بھی ملک اور خطے سے ہو، وہ کسی بھی جگہ کے رہائشی ہوں، سب مسلمان کسی بھی ایسے اقدام کو تسلیم نہیں کرتے جو مسئلہ قدس اور مسجد اقصی پر منفی اثرات مرتب کرے؛ کیونکہ یہ اسلامی مقدسات ہیں کسی صورت میں ان کی بے حرمتی کی گنجائش نہیں۔ بلکہ بیت المقدس کے متعلق منفی اقدامات مسلمانوں کو اپنے مسلّمہ حقوق مزید پر زور طریقے سے مانگنے پر ابھارتے ہیں، ان کے مطالبے اپنے حقوق لینے، ظالم کو روکنے اور مظلوم کی مدد کے مقررہ اصولوں کے عین مطابق ہیں، ان کے یہ مطالبے سابقہ تمام آسمانی شریعتوں اور عالمی دستور میں بھی موجود ہے۔

آج پوری دنیا اس قسم کے کسی بھی اقدام کو ان تمام عالمی قرار دادوں کی خلاف ورزی شمار کرتی ہے جس میں واضح ہے کہ بیت المقدس اسلامی دار الحکومت ہے نیز یہ اسلام اور مسلمانوں کے مقدس مقامات میں سے ایک ہے۔

مسلم اقوام!

امت مسلمہ کے مسائل دھواں دھار تقریروں اور زرق برق نعروں کے ذریعے حل نہیں ہوں گے، مسلمانو! مذمت، اظہارِ تشویش، احتجاج اور مظاہروں سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا؛ کیونکہ مسلمانوں نے یہ تمام کام پہلے کتنی بار کر لیے ہیں، ماضی میں تسلسل کے ساتھ ان پر عمل رہا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ ایسا ردعمل ہوتا ہے جو ظلم نہیں روک پاتا، ان سے نقصانات کا ازالہ نہیں ہوتا، ایسے اقدامات سے مسلح کاروائیوں اور جارحیت میں کمی نہیں آتی، اس لیے مسلمانو! اللہ تعالی کی جانب حقیقی رجوع کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اللہ تعالی کی طرف اخلاص اور گڑگڑا کر رجوع لازمی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کو تحفظ دینے کے لیے بھرپور کوشش اور محنت بھی ہو۔

امت مسلمہ کی مدد اور فتح دل و جان کے ساتھ دینِ الٰہی کی مدد سے ہو گی، دین الٰہی کو تسلیم کر کے اس پر عمل پیرا ہوں اور اسے عملی شکل دیں۔ چنانچہ جس دن بھی امت دین الٰہی پر عمل پیرا ہو جائے گی، اللہ تعالی کے احکامات اور شریعت کی پابند بن جائے گی، پوری امت اپنے تمام تر عملی اقدامات حقیقی دین سے حاصل کرے گی کہ جس دین کی بنیاد پر مسجد اقصی کا مسئلہ کھڑا ہوا ہے تو تب امت مؤثر علاج اور مثبت نتائج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گی، فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

محمد– 7

اگر تم اللہ [کے دین] کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم بنا دے گا۔ [محمد: 7] کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ تمام تر صحابہ کرام نے مسجد اقصی کو تب آزاد کروایا تھا جب انہوں نے غلبہ اسلام کیلیے دل و جان سے عملی اقدامات کئے تھے۔

اسلامی بھائیوں!

جس دن دلوں پر قرآن و سنت کا راج ہو گا، زندگی کے تمام شعبے عملی طور پر اس کی گواہی دیں گے تو مسلمان کبھی بھی کمزور اور ذلیل نہیں ہوں گے، انہیں کسی قسم کی پستی اور تنزلی کا سامنا نہیں ہو گا؛ کیونکہ اللہ تعالی نے سچا وعدہ بتلا دیا ہے کہ:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

آل عمران– 139

اور نہ ہی کمزوری دکھاؤ اور غم بھی نہ کرو، اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب ہو۔

مسلمانوں پر اب وقت آگیا ہے اور فلسطینی مسلمانوں پر خصوصاً؛ کیونکہ انہیں خطرناک چیلنجز کا سامنا ہے، ان چیلنجز نے پوری امت کی سلامتی کو خطرے میں ڈال دیا ہے کہ وہ نیکی اور تقوی کی بنیاد پر باہمی بھائی چارہ قائم کریں، دینی اور دیگر مفادات کے پیش نظر باہمی اختلافات ختم کریں، آپس کے جھگڑوں کا باعث بننے والے اسباب کو جڑ سے نکال پھینکیں۔ باہمی عداوت سے نکل کر اخوت کی جانب، دلی کدورت سے صاف دلی کی جانب، منہ موڑنے کی بجائے دل جوڑنے کی جانب آئیں، ایک دوسری کی کوتاہیوں سے صرف نظر کریں اور باہمی اتحاد و اتفاق کی راہ ہموار کریں۔ گروہ بندی اور تعصب اتار پھینکیں اور سلف صالحین والی اسلامی اخوت، ایمانی محبت کی روح اپنائیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

الأنفال–46
اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرو، باہمی تنازعات میں مت پڑو، ورنہ ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا تک اکھڑ جائے گی، اس [کی اطاعت] پر ڈٹ جاؤ، بیشک اللہ تعالیٰ ڈٹ جانے والوں کے ساتھ ہے۔

مسلمان جس وقت بھی اپنی حالت کو اسلامی تعلیمات کے مطابق مکمل طور پر ڈھال لیں گے کہ کسی بھی اعتبار سے کمی باقی نہ رہے، اسلامی تعلیمات کو ہی مکمل طور پر بالادستی دیں، ظاہر و باطن ہر طرح سے شریعت پر ہی عمل پیرا ہوں، اسلامی تعلیمات کے سائے تلے اسلام کے لیے زندگی گزاریں جیسے کہ سلف صالحین نے اپنی زندگیاں گزاریں، جیسے کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد مسلمانوں نے زندگی گزاری، تو ان کی کوئی بھی کوشش اور کاوش ناکام نہیں ہو گی چاہے حالات کتنے ہی بگڑ جائیں، ان کے راستے میں کبھی اندھیرا نہیں ہو گا چاہے کتنی ہی رکاوٹیں کھڑی کر دی جائیں، شرط یہ ہے کہ جب تک وہ اسلام پر قائم رہیں، اسلامی احکامات کی پابندی کریں، نبی ﷺ کے سنتوں پر عمل پیرا ہوں اور انہی کو مضبوطی سے تھام کر رکھیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا

الحج–38
بیشک اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا دفاع فرماتا ہے۔

بصورت دیگر جب امت میں شہوت پرستی، گمراہ کن لہو ولعب، ہوس پرستی، اور شبہات کا راج رہے تو امت پر جارحیت، مصیبتیں اور ہر قسم کی بلائیں اور بحران آتے رہیں گے؛ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں صاف لفظوں میں نہیں فرمایا:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ

الشوریٰ–30
اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ تمہارے کیے دھرے کی وجہ سے ہے، اور اللہ بہت سی چیزوں سے در گزر فرما لیتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے غزوہ احد کے متعلق نہیں فرمایا:

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّى هَذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

آل عمران–165

بھلا جب (احد کے دن) تم پر مصیبت آئی تو تم چلا اٹھے کہ "یہ کہاں سے آ گئی؟" حالانکہ اس سے دو گنا صدمہ تم کافروں کو پہنچا چکے ہو؟ آپ ان مسلمانوں سے کہہ دیں کہ: یہ مصیبت تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مسلم اقوام!

یہ بات لازمی ہے کہ امت کو یقین کے تمام درجات کے ساتھ یہ یقین ہو جانا چاہیے کہ اس وقت جان لیوا بحرانوں اور گری ہوئی حالت سے نجات حقیقی اسلام کے ذریعے ہی ملے گی کہ جس کی بنیاد عقیدہ توحید پر قائم ہو، جس میں صحیح منہج کی اتباع ہو، کتاب وسنت کو سلف صالحین کے مطابق سمجھا جائے؛ تو یہی وہ بنیادی ترین اساس ہے جس میں شان وشوکت، غلبہ اور نصرت کا راز پنہاں ہے، اس کے لیے آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہ جس وقت انہوں نے بیت المقدس کو فتح کیا تو تمہیں تعجب خیز معلومات ملیں گی، ہمارے پروردگار کا فرمان ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ

الأنعام–82

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم [شرک] سے آلودہ نہیں کیا؛ تو انہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

ہمارے پروردگار کا یہ سچا وعدہ ہے اور اللہ تعالی کی بتلائی ہوئی خبریں بھی سچی ہیں:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

الروم–47

اور مومنوں کی مدد ہم پر حق ہے۔

ایسے ہی فرمایا:

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

المنافقون–8

عزت تو اللہ، اللہ کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے؛ لیکن منافق اس بات سے ناآشنا ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ

المؤمنون: 1
یقینی بات ہے کہ مومن کامیاب ہو گئے۔

مسلم اقوام!

تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے چاہے وہ کسی بھی منصب پر فائز ہیں کہ اقصیٰ، بیت المقدس، اور فلسطین جیسے بنیادی مسئلے کی حمایت میں صرف اسلام کی بنیاد پر کھڑے ہو جائیں، مؤثر انداز میں متحد ہوں، ٹھوس بنیادوں پر آگے بڑھیں کہ جن کی بدولت ثمرات سامنے آئیں اور اہداف پورے ہو سکیں۔

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ

التوبۃ–105
تم اقدامات کرو؛ تمہاری پیش قدمی کو اللہ، اللہ کا رسول اور مومنین عنقریب ملاحظہ کر لیں گے۔

کسی بھی اقدام کے لیے گہری بصیرت اور کامل حکمت کا ہونا ازبس ضروری ہے کہ انہی دونوں کی بدولت امت اسلامیہ متنوع چیلنجز کا مقابلہ ہر صورت میں کر سکتی ہے۔ اس کے لیے آپس میں تعاون، مدد اور شانہ بشانہ چلیں نہ کہ گالم گلوچ، ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کھول لیں۔ اس طریقے پر عمل کریں تو ظالم کو ظلم سے روکا جا سکتا ہے اور امت اسلامیہ کو فتح اور کامیابی حاصل ہو گی۔

نیز امت کو درپیش مسائل کے لیے گہری نظر و فکر کی ضرورت ہے کہ جن کی بدولت جذباتی بھنور کی بجائے ٹھوس عملی اقدامات سامنے آئیں، متوازن اور بہتر طریقہ کار اپنا کر مخلص کاوشوں کو یکجا کریں، اپنائے گئے ٹھوس موقفوں کو مضبوط طریقے سے مربوط بنائیں، دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں سید الانبیاء والمرسلین کی شریعت کے سائے تلے اقدامات کریں جو کہ پوری دنیا کو امن و سلامتی، خوشحالی اور امان کی جانب گامزن کر سکتی ہے۔

یہ بھی ضروری امر ہے کہ امت کی جانب سے مسائل کے حل کے لیے کی جانے والی تمام تر کاوشیں ناقابل تردید دلائل اور ناطقہ بند کر دینے والے اسلوب میں ہونی چاہییں، لڑائی جھگڑے والا انداز نہ ہو، کسی خاص قوم، یا خاص تنظیم اور گروہ، یا علاقائی ایجنڈوں کا ان میں کوئی عمل دخل نہ ہو؛ کیونکہ ایسے تمام اقدامات سے امت کو ہمیشہ نقصان ہی ہوا ہے

فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ

المؤمنون—53

پھر وہ اپنے معاملے میں کئی گروہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہر گروہ کے لوگ اسی پر خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔

نیز اللہ تعالی کے اس فرمان کی تعمیل بھی ضروری ہے:

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ

الانبیاء—92

یقیناً یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری عبادت کرو۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کے لیے قرآن و سنت کو بابرکت بنائے، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اور اپنے سمیت تمام مسلمانوں کے لیے گناہوں کی بخشش اللہ تعالی سے مانگتا ہوں، آپ بھی اسی سے بخشش مانگیں، وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

میں اللہ تعالی کی پاکیزہ اور بابرکت الفاظ میں ڈھیروں حمد بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ یا اللہ! ان پر ان کی آل، ان کے صحابہ کرام پر رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرما۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

عدل و انصاف کرنے والے مسلمانو!

مملکت حرمین کے حکمران اور عوام سب کا ہر اسلامی اور عربی مسئلے کے حوالے سے ایک اعلی کردار اور واضح موقف رہا ہے، زمینی حقائق اس بات کے اولین گواہ ہیں، ان مسائل میں فلسطین کا معاملہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے اس ملک اور یہاں کی قیادت کا مسئلہ فلسطین کے بارے میں ٹھوس، واضح اور غیر متزلزل موقف ہے، اس میں کسی بھی قسم کی لچک نہیں آسکتی، مملکت حرمین کے ہاں مسئلہ فلسطین کو تمام تر صورتوں میں ترجیح حاصل ہے؛ خصوصاً متوقع اقتصادی اور سیاسی حوالے سے۔

خادم حرمین شریفین شاہ سلمان حفظہ اللہ کے عہد میں انصاف پسند پوری دنیا نے دیکھا کہ انہوں نے اس مسئلے کی حمایت کے تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے اسے خصوصی اہمیت دی کہ یہ عرب کا معاملہ ہونے سے پہلے تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے، درحقیقت یہ موقف اس ملک کی ذمہ داری بھی ہے اور اس مسئلے میں اللہ کے سامنے جواب دہ بھی ہے، نیز یہ موقف اسلامی پیغام اور عالمی اہمیت کی وجہ سے اس ملک کا اعزاز ہے۔

اس لیے کسی بھی متکبر کے لیے اس ملک کی کاوشوں پر نکتہ چینی کی گنجائش نہیں ہے۔ نہ ہی ہمارے اپنے کسی ہٹ دھرم، خبطی اور شکوک و شبہات میں پڑے شخص کے لیے کوئی گنجائش باقی ہے کہ وہ ملکی سطح پر اٹھائے جانے والے اقدامات پر قدغن لگائے۔ ان کی ذمہ داری تو یہ بنتی ہے کہ اللہ سے ڈریں اور یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ مملکت حرمین شریفین یا دیگر کسی بھی ملک کے خلاف اٹھنے والی مخبوط الحواس تحریکیں دراصل اسلام کے مرکز اور اسلام کے حقیقی محافظین کے خلاف ہیں، یہ بات بھی سمجھ لیں کہ ان تحریکوں کے ذریعے درحقیقت وہ اپنے آپ کو ہی دھوکا دے رہے ہیں اور امت کی جڑیں کاٹ رہیں ہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

البقرۃ–9

وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں؛ حالانکہ وہ صرف اپنے آپ کو ہی دھوکا دے رہیں اور انہیں اس بات کا شعور ہی نہیں ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ اس ملک کے منہج کا محور اسلام ہے جو کسی کی تعریف یا مذمت سے متزلزل نہیں ہوتا، یا کسی حاسد اور موقع تلاش کرنے والوں سے متاثر نہیں ہوتا، اور اللہ تعالی ہر ایک کے ارادوں سے باخبر ہے اور وہی راہِ راست کی جانب رہنمائی کرنے والا ہے۔

اللہ تعالی نے ہمیں نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے، یا اللہ! ہمارے نبی اور حبیب محمد ﷺ پر رحمتیں، برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

یا اللہ! خلفائے راشدین، اہل بیت، صحابہ کرام اور قیامت تک ان کے نقش قدم پر چلنے والوں سے راضی ہو جا۔

یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ ! مسلمانوں کے دشمنوں پر اپنی پکڑ نازل فرما، یااللہ ! مسلمانوں کے دشمن تجھے عاجز نہیں کر سکتے ان پر اپنی پکڑ نازل فرما۔

یااللہ ! جو بھی مسلمانوں کے بارے میں یا مسلمانوں کے مقدس مقامات کے متعلق برے ارادے رکھے تو اسے اپنی جان کے لالے پڑ جائیں، یااللہ ! اسے سارے جہان کے لیے عبرت بنادے، یااللہ ! اسے سارے جہان کے لیے عبرت بنادے، یااللہ ! جو بھی مسلمانوں کے بارے میں یا مسلمانوں کے مقدس مقامات کے متعلق برے ارادے رکھے تو اس پر اپنی پکڑ نازل فرما، یااللہ ! اسے ایسے پکڑ جیسے غالب اور طاقتور دبوچ لیتا ہے۔

یااللہ ! مسجد اقصی کو یہودیوں کے پنجوں سے آزاد فرما، یاحیی ! یا قیوم !

یااللہ ! پوری دنیا میں مسلمانوں کی مدد فرما، یااللہ ! پوری دنیا میں مسلمانوں کی مدد فرما، یااللہ ! پوری دنیا میں مسلمانوں کی مدد فرما۔

یااللہ ! یاحیی ! یا قیوم ! ہمیں تیری طرف کامل صورت میں رجوع کرنے والا بنا، یااللہ ! یاحیی ! یا قیوم ! سب مسلمانوں کو تیری طرف کامل صورت میں رجوع کرنے والا بنا، یااللہ ! تمام مسلمانوں کو صرف انہی کاموں کی توفیق دے جنہیں تو پسند فرماتا ہے، یااللہ ! انہیں صرف انہی کاموں کی توفیق دے جنہیں تو پسند فرماتا ہے، جن کے ذریعے غلبہ اسلام ممکن ہو، تیرے نیک بندوں کے لیے جو ممد و معاون ہوں، یاحیی ! یا قیوم !

یااللہ ! ہمارے حکمران اور ولی عہد کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! تمام مسلمان مرد و خواتین اور تمام مومن مرد و خواتین کی مغفرت فرما، زندہ اور فوت شدگان سب کی مغفرت فرما، یااللہ ! پوری دنیا میں مسلمانوں کی حفاظت فرما، یااللہ ! پوری دنیا میں مسلمانوں کی حفاظت فرما، یااللہ ! ان کی مشکلات آسان فرما، یااللہ ! ان کی پریشانیاں ختم فرما، یااللہ ! ان کی مشکلات آسان فرما، یااللہ ! ان کی پریشانیاں ختم فرما، یاحیی ! یا قیوم ! یااللہ ! ان کے لیے ہر پریشانی کو آسانی کا باعث بنادے۔

یااللہ ! تو غنی ہے، ہم فقیر ہیں، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہم پہ بارش برسا اور اسلامی ممالک میں بارشیں فرما، یااللہ ! ہمارے اور تمام مسلمانوں کے ممالک میں بارشیں فرما، یااللہ ! ہمارے اور تمام مسلمانوں کے ممالک میں بارشیں فرما۔

اللہ کے بندو ! اللہ کے بندو ! اللہ کا ڈھیروں ذکر کرو، اور صبح و شام بھی اسی کی تسبیح بیان کرو۔

(7)سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور ہمارے حالات

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد الرحمن بعیجان حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

یقیناً تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں، نیز نفسانی و بُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ ہدایت عنایت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبودِ بر حق نہیں، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں سیدنا محمد -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اللہ بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ نے پیغام رسالت پہنچا دیا، امانت ادا کر دی اور امت کی مکمل خیر خواہی فرمائی، نیز راہِ حق میں کما حقہ جہاد کیا یہاں تک کہ آپ اس جہاں سے رخصت ہو گئے، اللہ تعالی آپ پر آپ کی آل، صحابہ کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں پر روزِ قیامت تک ڈھیروں سلامتی اور رحمتیں نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

سب سے سچا کلام قرآن مجید ہے، سب سے افضل ترین طرزِ زندگی جناب محمد ﷺ کا ہے، بد ترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

آل عمران–102

اے ایمان والو! اللہ سے ایسے ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت صرف اسلام کی حالت میں ہی آئے۔

اللہ کے بندو!

امت اسلامیہ آج جن فتنوں، آزمائشوں، مصیبتوں اور مسائل سے گزر رہی ہے، دشمن مسلمانوں پر مسلط ہیں؛ یہ در حقیقت واضح فتح اور کامیابی کیلیے امتحان اور چھان پرکھ کا پیش خیمہ ہے، یہ اللہ کے حکم سے غلبے اور فتح کا پہلا زینہ ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ

آل عمران–179

جس حال میں تم ہو اسی پر اللہ ایمان والوں کو نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور ناپاک الگ الگ نہ کر دے۔

اسی طرح فرمایا:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ

البقرۃ–214

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یوں ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے ! حالانکہ تمہیں ابھی وہ مصائب پیش ہی نہیں آئے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں کو پیش آئے تھے۔ان پر اس قدر سختیاں اور مصیبتیں آئیں جنہوں نے ان کو ہلا کے رکھ دیا۔ حتی کہ خود رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے سب پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی ؟ سن لو! اللہ کی مدد قریب ہے۔

مسلم اقوام!

زمانہ قدیم میں ایک شخص کو پکڑ کر لایا جاتا اور اسے زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا، پھر آرا لا کر اس کے سر پہ رکھ کے اسے دو حصوں میں چیر دیا جاتا تھا؛ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا، لوہے کی کنگھیوں سے اس کا گوشت ہڈیوں سے جدا کر دیا جاتا تھا، لیکن اس طرح وحشیانہ اور اذیت ناک سزائیں بھی اسے اس کے دین سے موڑنے میں کامیاب نہ ہوتیں۔

اللہ کی قسم! اللہ تعالی اس دین کو غالب کر کے چھوڑے گا۔

وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ

الحج–40

اور اللہ تعالی ضرور بہ ضرور ان کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کریں، بیشک اللہ انتہائی طاقتور اور غالب ہے۔

اللہ کے بندوں!

ابتدا میں جن لوگوں نے اعلانیہ اسلام قبول کیا تھا ان کی تعداد صرف سات تھی: رسول اللہ ﷺ ، ابو بکر، عمار، عمار کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم جمیعاً۔ان میں سے اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے چچا ابو طالب کی پشت پناہی عطا فرمائی، جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ان کے قبیلے نے دفاع کیا، لیکن بقیہ لوگوں کو مشرکوں نے پکڑ کر سخت اور شدید ترین عذاب سے دوچار رکھا، ان میں سے بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہر ایک کی زبان سے ایسے کلمات جاری ہوئے جو مشرکین چاہتے تھے، لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے غیر مناسب کلمات نہ کہنے کی وجہ سے راہِ الہی میں بڑی تکلیفیں اٹھائیں، بلال رضی اللہ عنہ پر مشرکوں نے ظلم کی کوئی کسر نہ چھوڑی، مشرکین نے انہیں خوب سزائیں اور تکلیفیں دیں کہ شاید بلال اپنے دین کو چھوڑ دے، لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے ان کی سزاؤں سے بھی بڑھ کر پامردی اور چٹان جیسی ثابت قدمی کا ثبوت دیا، اس پر کافروں نے آپ کو مزید سزاؤں سے دوچار کیا، بلال رضی اللہ عنہ کا آقا امیہ بن خلف آپ کو مکے کی دوپہر کے وقت جھلساتی دھوپ میں گھر سے نکالتا اور مکہ کے سنگ ریزوں پر کمر کے بل لٹا کر بلال رضی اللہ عنہ کے سینے پر بھاری پتھر رکھنے کا حکم دے دیتا اور کہتا: ''توں موت تک اسی طرح سزا جھیلتا رہے گا، یا توں محمد پہ ایمان سے انکار کر دے'' امیہ یہ بھی کہتا تھا کہ: ''او ذلیل غلام! تیری وجہ سے ہم پر کیا نحوست آن پڑی ہے! اگر توں نے ہمارے معبودوں کا اچھے لفظوں میں تذکرہ نہ کیا تو میں تمہیں دیگر غلاموں کیلیے نشان عبرت بنا دوں گا'' امیہ کی ان دھمکیوں پہ بلال رضی اللہ عنہ بڑی

جرأت اور پامردی سے کہتے ہیں: ''میرا رب اللہ ہے، وہ ایک ہے، وہ ایک ہے۔ اگر میرے علم میں تمہارے لیے اس سے بھی ناگوار کوئی جملہ ہوتا تو میں وہ بھی کہہ دیتا''۔

جب جان سوزی اور اذیت ناکی اپنی انتہا کو پہنچی تو آسانی بھی آ گئی، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر رضائے الٰہی کیلیے آزاد کر دیا، آپ کے اسی عمل کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (17) الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى (18) وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى (19) إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى (20) وَلَسَوْفَ يَرْضَى

اللیل–21/17

اور جو بڑا پرہیزگار ہوگا اسے جہنم سے دور رکھا جائے گا[17] جس نے پاک ہونے کیلیے اپنا مال دیا[18] اس پر کسی کا کوئی احسان نہ تھا جس کا وہ بدلہ چکاتا[19] وہ صرف اپنے بلند و بالا پروردگار کی رضا کیلیے دیتا ہے[20] اور یقیناً عنقریب وہ اس سے راضی ہو جائے گا۔

اس کے بعد دن گزرتے گئے اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں سمیت مدینہ ہجرت کر جاتے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کر کے مدینہ پہنچ جاتے ہیں تو سیدنا بلال اسلام کے مؤذن قرار پائے۔

پھر بلال رضی اللہ عنہ کچھ عرصے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ معرکہ بدر میں شرکت کیلیے نکل پڑتے ہیں، دوسری جانب مشرکین اپنے سرغنوں کے ہمراہ مسلمانوں سے لڑنے کیلیے مکہ سے نکلتے ہیں ان میں امیہ بن خلف اور ابو جہل بھی شامل ہوتا ہے، مشرکین بڑے گھمنڈ اور غرور سے پیش قدمی کر رہے ہوتے ہیں کہ ہمارا لشکر ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل ہے، ان کے ساتھ ناچ گانے والیاں دف کی تال پر مسلمانوں کی ہجو کر رہی ہوتی ہیں اور سب جنگجو کہہ رہے ہوتے ہیں: ''اللہ کی قسم! ہم بدر میں تین دن قیام کے بغیر واپس نہیں جائیں گے، ہم وہاں ٹھہر کر اونٹ نحر کریں گے، کھانے کھائیں گے، شراب نوشی کریں گے، ناچنے والیاں ہمارا دل بہلائیں گی، سارے عرب میں ہمارا چرچا ہوگا، وہ ہمارے اس عظیم لشکر کی باتیں کریں گے اور ہمیشہ ہم سے ڈر کر رہیں گے، ان پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی''۔

دوسری جانب مسلمان تین سو دس سے کچھ اوپر ہوتے ہیں، ان میں گھڑ سوار صرف مقداد ہیں، اب میدانِ معرکہ سجا ہوا ہے اور اللہ کے فیصلے ہونے والے ہیں کہ وہ اس دھرتی پہ کمزور سمجھے جانے والوں پر اللہ اپنا کرم فرمائے اور انہیں قیادت دے کر دھرتی کا والی وارث بنا دے۔

اور اسی دوران بلال کو بھی اپنا ظالم آقا امیہ بن خلف نظر آ جاتا ہے کہ جس نے بلال کو مکہ میں خوب اذیتیں دی تھیں، تو بلال بھی صفیں چیرتے ہوئے اور شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے پکارتے ہیں: ''کفر کا سرغنہ امیہ بن خلف! اگر وہ بچ گیا تو میں نہیں بچوں گا۔ کفر کا سرغنہ امیہ بن خلف! اگر وہ بچ گیا

تو میں نہیں بچوں گا'' تو اللہ تعالی نے امیہ کو بلال رضی اللہ عنہ کے قابو میں دے دیا، اور بلال نے امیہ پہ چڑھ کر اسے قصۂ پارینہ اور ماضی کی داستان بنا دیا۔ تو اسی کے بارے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هَنِيئًا زَادَكَ الرَّحْمَنُ عِزًّا

فَقَدْ أَدْرَكْتَ ثَأْرَكَ يَا بِلَالُ

اے بلال تمہیں مبارک ہو، رحمن تمہاری عزت میں اضافہ فرمائے، تم نے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔

مَا تَنْقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّيْ

بَازِلُ عَامَيْنِ حَدِيثٌ سِنِّي

تجربہ کار جنگجو مجھ سے اسی لیے کڑھتے ہیں کہ میں انتہائی طاقتور کڑیل اور جوان ہوں۔

لِمِثْلِ هَذَا وَلَدَتْنِي أُمِّيْ

اسی کیلیے مجھے میری ماں نے جنم دیا تھا۔

تو اللہ تعالی نے اسے بھی مدینے کے دو چھوٹے چھوٹے لڑکوں کے ہاتھوں ذلیل کروایا، یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ اس پر ابو جہل حسرت سے کہنے لگا: ''کاش مجھے کاشت کاروں کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا، تو یہ زیادہ اچھا تھا اس سے میری شان میں تو کمی نہ آتی!! اور کوئی مجھے طعنہ نہ دے پاتا!!''۔

پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر ابو جہل کی گردن پہ پاؤں رکھ کر کہتے ہیں: ''اللہ نے تجھے ذلیل کرواہی دیا، اللہ کے دشمن!'' اس پر ابو جہل اپنی آخری ہچکی سے پہلے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر جملہ کستے ہوئے کہتا ہے: ''بکریوں کے چھیڑو! توں نے بہت گراں قدر جگہ پہ پاؤں رکھ لیا ہے!''۔

پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پہ چڑھ کر کلمہ توحید کی صدا بلند کرتے ہیں تو قریب ہی وہ جگہ بھی تھی جہاں بلال کو انہی کلمات کی وجہ سے جھلساتی دھوپ میں سزائیں دی جاتی تھیں، پھر سب کے سامنے بہ بانگ دہل بلال یہ صدا لگاتے ہیں:

""اللہ أکبر اللہ أکبر. أشھد أن لاإلہ إلا اللہ. أشھد أن محمد ا رسول اللہ.""

بلال کے یہ بول سن کر بلال کے دشمنوں کا غصہ جو بن پہ آجاتا ہے اور کچھ تو یہ کہنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں: ""اللہ نے میرے باپ پہ کرم فرمایا کہ بلال کے منہ سے یہ الفاظ سننے سے پہلے ہی وہ مر گیا""۔

کسی نے یہ بھی کہا: ""کاش یہ وقت مجھے نہ دیکھنا پڑتا اور میں اس سے پہلے ہی مر گیا ہوتا!!""۔

مسلم اقوام!

بلال رضی اللہ عنہ کو اتنا بلند مقام و مرتبہ اسلام میں بہت سی تکلیفوں، آزمائشوں، صبر اور جد وجہد کے بعد ہی کہیں جا کر ملا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

آل عمران–200

اے ایمان والو! صبر کرو، ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور مورچوں میں ڈٹے رہو، اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اللہ تعالی میرے اور آپ کیلیے قرآن مجید کو بابرکت بنائے، مجھے اور آپ کو قرآنی آیات اور حکمت بھری نصیحتوں سے مستفید فرمائے، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور عظمت و جلال والے اللہ سے اپنے اور سب مسلمانوں کیلیے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں، اس لیے آپ بھی اسی سے بخشش طلب کرو، بیشک وہ بخشنے والا ہے اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں، وہ ہی حق کو غالب اور عالی شان بنانے والا ہے، وہ باطل کو رسوا کر کے دھتکارنے والا ہے، اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اس دین کو دیگر تمام ادیان پہ غالب کر دے، چاہے مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ لگے۔ یا اللہ! محمد –صلی اللہ علیہ وسلم– پر اور آل محمد پر اسی طرح رحمتیں نازل فرما جیسے توں نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پہ رحمتیں نازل فرمائیں، بیشک تو ہی حمد کے لائق اور بزرگی والا ہے۔

اللہ کے بندوں!

اللہ تعالی مہلت تو دیتا ہے لیکن غفلت نہیں برتتا، اللہ تعالی ظالم کو مہلت دیئے جاتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو اسے خلاصی کا موقع نہیں دیتا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ

آل عمران–178

کافر لوگ ہر گز یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں، یہ ان کے حق میں بہتر ہے، ہم تو صرف اس لیے ڈھیل دیتے ہیں کہ جتنے زیادہ سے زیادہ گناہ کر سکتے ہیں کر لیں اور ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہو گا۔

چنانچہ مکہ میں مسلمانوں کو ابتدائے اسلام میں جو بھی تکالیف اور آزمائشیں آئیں یہ سب ایک نئی نسل تیار کرنے کیلیے تھیں؛ تاکہ اللہ تعالی بعد میں انہی کو زمام کار تھمائے اور انہیں فاتح بنائے، نیز اچھے اور برے لوگوں میں فرق کر دیا جائے۔

اور یہ مختصر سا دورانیہ تھا کہ جس کے بعد اللہ تعالی نے مظلوم و مقہور لوگوں پر احسان فرمایا جنہیں زمین پر کمزور سمجھ لیا گیا تھا اللہ تعالی نے انہیں حکمران بنا دیا اور انہیں زمین کا وارث بنا کر زمین کا کنٹرول انہی کو دے دیا۔

تو شرک و کفر کے سرغنے اور گرو گھنٹال انہی مسلمانوں کے ہاتھوں ذبح ہونے لگے، بلکہ مسلمانوں میں سے بھی غلاموں کے ہاتھوں قتل ہوئے، جیسے کہ بلال اور امیہ کا واقعہ ہے اور اسی طرح ابن مسعود اور ابو جہل، اس طرح مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے ہوئے اور انہوں نے اپنے بدلے بھی چکا دیئے؛ اور یہ حقیقت ہے کہ:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ

الحج–40

اللہ تعالی ضرور بہ ضرور ان کی مدد کرتا ہے جو اللہ کی مدد کریں، بیشک اللہ انتہائی طاقتور اور غالب ہے۔

اللہ کے بندوں!

اللہ تعالی کے ہاں فضیلت اور مقام کا معیار عمل ہے، نسب یا عہدہ، یا مال و جاہ معیار نہیں ہے، لوگ بالکل اسی طرح برابر ہیں جیسے کنگھی کے دندانے برابر ہوتے ہیں، تم سب کے سب آدم سے پیدا ہوئے ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوا ہے، کسی بھی عربی کو عجمی پہ تقوی کے بنا کوئی فضیلت نہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

الحجرات–13

لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے ہی پیدا کیا ہے، اور ہم نے تمہیں اقوام اور قبائل میں تعارف کیلیے بنایا، بیشک اللہ کے ہاں تم میں سے معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا الْإِنْسَانُ إِلَّا بِدِيْنِهِ

فَلَا تَتْرُكِ التَّقْوٰى اِتِّكَالًا عَلَى النَّسَبِ

تجھے عمر دینے والے کی قسم! انسان دین کے بنا کچھ نہیں، اس لیے نسب پر تکیہ کر کے تقوی کا دامن مت چھوڑو۔

فَقَدْ رَفَعَ الْإِسْلَامُ سَلْمَانَ فَارِسٍ

وَقَدْ وَضَعَ الشِّرْكُ النَّسِيْبَ أَبَا لَهَبٍ

کیونکہ اسلام نے سلمان فارسی کو [تقوی کی بنا پر ہی] بلند فرمایا، اور شرک نے بلند نسب والے ابو لہب کو گرا دیا۔

کتنے ہی ایسے غیر معروف متقی لوگ ہیں جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا نہیں دروازوں سے دھتکار دیا جاتا ہے، حالانکہ اللہ تعالی اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا، اگر وہ اللہ تعالی پر قسم ڈال دے تو اللہ تعالی اس کی قسم پوری فرمادے۔

ایک بار سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو نامناسب الفاظ میں بلاتے ہوئے کہا: "کالی کے بیٹے!" تو رسول اللہ ﷺ کو یہ سن کر غصہ آگیا اور فرمایا: (ابوذر! تم نے اسے اس کی ماں کا طعنہ دیا! تم میں جاہلیت پائی جاتی ہے)۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوش خبری بھی دی اور فرمایا: (بلال! مجھے اپنے اس عمل کے بارے میں تو بتلاؤ جس کی بدولت تمہیں [حصولِ جنت کی] بہت زیادہ امید ہو؛ کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز جنت میں سنی ہے)۔

مسلم اقوام!

مشرکین کو اس وقت بہت تکلیف ہوئی جب انہوں نے کعبہ کی چھت سے بلال رضی اللہ عنہ کی آواز میں اذان سنی، ایک طرف بلال کی آواز مشرکوں کو ناگوار گزرتی تھی تو دوسری جانب مسلمانوں کے دلوں کو بھی موہ لیتی تھی، مسلمان بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سننے کے مشتاق رہتے تھے، چنانچہ جب بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے رخصت ہو جانے کے بعد اذان دیتے تو اپنے جذبات بے قابو کر بیٹھتے، اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیتے، آپ پر غشی طاری ہو جاتی اور لوگوں کو بھی جذباتی کر دیتے تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی یاد میں پورا مدینہ ہی گونج اٹھتا تھا۔

ایک بار نبی ﷺ کی وفات کے بعد سحری کے وقت بلال نے اذان دینے کیلیے اسی مسجد نبوی کی چھت پر چڑھے اور جب انہوں نے

''اللہ أکبر اللہ أکبر''

ہی کہا تو پورا مدینہ لوگوں کی آواز سے گونج اٹھا، پھر جب آپ نے اذان میں:

''أشھد أن لاإلہ إلا اللہ''

کہا تو پورے شہر سے آواز میں مزید گونج پیدا ہوئی، پھر جب آپ نے کہا:

''أشھد أن محمدا رسول اللہ''

تو لوگ گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ اس دن سے زیادہ کسی بھی دن میں مرد وزن کو روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

اسی طرح جب عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے اور بیت المقدس فتح ہو گیا، تو آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا، اس پر بلال کہنے لگے: ''امیر المؤمنین! میں نے ارادہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کیلیے اذان نہیں دوں گا، لیکن چونکہ آپ نے مجھے حکم دیا ہے تو صرف اس ایک نماز کیلیے اذان دوں گا، پھر جب بلال نے اذان دی اور صحابہ کرام نے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے''۔

کیونکہ بلال نے انہیں ان کے حبیب اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک یاد دلوا دی تھی، اسی یاد نے ان کے ایمان میں ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ چونکہ آپ ﷺ ہی ان صحابہ کرام کی نجات کا باعث بنے تھے اس لیے آپ سے محبت بھی دلی تھی، ان کا قلبی لگاؤ آپ ﷺ سے تھا، ان کے جذبات آپ کے تذکرے کے اسیر تھے، آپ کی محبت سودائے قلب میں شامل ہو کر دلوں پر براجمان تھی۔

نَبِيٌّ صِدْقٍ هَدَتْ أَنْوَارُ غُرَّتِهِ

بَعْدَ الْعَمَى لِلْهُدَى مَنْ كَانَ عَمِيّاً

سچے نبی کی پیشانی کی روشنی نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو گمراہی کے بعد راہ ہدایت دکھائی۔

وَأَصْبَحَتْ سُبُلُ الدِّيْنِ الْحَنِيفِ بِهِ

عَوَامِرًا بَعْدَ أَنْ كَانَتْ أَمَارِيْتَا

آپ کی وجہ سے دین حنیف کے راستے چٹیل اور ویران ہونے کے بعد آباد ہو گئے۔

أَحْيَا بِهِ اللهُ قَوْمًا قَامَ سَعْدُهُمُوْ

كَمَا أَمَاتَ بِهٖ قَوْمًا طَوَاغِيْتاً

آپ کے ذریعے اللہ تعالی نے اقوام کو خوشحال فرمایا جیسے کہ آپ کے ذریعے طاغوتی اقوام کا خاتمہ فرمایا۔

اتنی گہری محبت پر انہیں ملامت نہیں کی جاسکتی؛ کیونکہ یہاں تو کھجور کا درخت بھی آپ کی محبت میں سسکیاں لے کر رو پڑا تھا، آپ ﷺ سے محبت اور اظہار مودت کیلیے احد جیسا پہاڑ بھی اپنے جذبات کی ترجمانی کیلیے جھوم اٹھا تھا، یا اللہ! ہمیں بھی آپ ﷺ کی اتنی محبت عطا فرما، یا اللہ! ہمیں بھی آپ ﷺ کی اتنی محبت عطا فرما، یا اللہ! ہمیں بھی آپ کا اطاعت گزار بنا، اور ہمیں آپ ہی کے گروہ میں زندہ کر کے اٹھانا، اور ہمیں آپ کی شفاعت نصیب فرمانا۔

مسلم اقوام!

صبر آسودگی کی کنجی ہے، جنت کو ناگوار چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے، جبکہ جہنم کو شہوتوں سے گھیر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالی اپنے دین کی ضرورت مدد فرمائے گا جیسے اللہ تعالی نے مکہ میں کمزور لوگوں کی مدد فرمائی تھی، جس طرح اللہ تعالی نے فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں اپنے اولیا کی مدد فرمائی، اور پھر

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ (4) بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ [5] وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

الروم–6/4

اس دن مومن خوش ہو جائیں گے [4] اللہ کی مدد سے، اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے [5] یہ اللہ کا وعدہ ہے، اور اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتا، لیکن بہت سے لوگ جانتے ہی نہیں ہیں۔

یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما۔ یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما۔ یااللہ ! اپنے موحد بندوں کی مدد فرما۔ یااللہ ! اس ملک کو اور تمام مسلم ممالک کو پر امن اور مستحکم بنا۔

یااللہ ! ہمارے ملک کو فتنوں سے محفوظ فرما۔ یااللہ ! ہمارے ملک کو فتنوں سے محفوظ فرما۔ یااللہ ! اس ملک کو مکاروں کی مکاری اور فسادیوں کے شر سے محفوظ فرما، دشمنوں اور حاسدین کے شر سے محفوظ فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! ہمارے حکمران خادم حرمین شریفین کو خصوصی توفیق سے نواز، ان کی خصوصی مدد فرما، یااللہ ! ان کے ذریعے اپنے دین کو غالب فرما، یااللہ ! انہیں سنت نبوی کی خدمت پہ بہترین جزا عطا فرما، یااللہ ! ان کے اس کارنامے کو اپنی رضا کیلیے خالص بنا، یااللہ ! اپنی رحمت کے صدقے ان کے اس عمل کو جنتوں کے حصول کا باعث بنا، یاارحم الراحمین ! یااللہ ! ولی عہد کو ایسے کام کرنے کی توفیق دے جس میں اسلام اور مسلمانوں کی بہتری ہو، جس میں ملک و قوم کا فائدہ ہو، یارب العالمین !

یااللہ ! ہماری سرحدوں کو محفوظ بنا، ہمارے فوجیوں کی مدد فرما، یااللہ ! بیمار فوجیوں کو شفایاب فرما، فوت شدگان کو شہدا میں قبول فرما، یااللہ ! ان کی خصوصی حفاظت فرما، ان کا خصوصی خیال فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! تو ہی معبود بر حق ہے، تیرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ یااللہ ! تو ہی معبود بر حق ہے، تیرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ یااللہ ! تو ہی غنی ہے ہم تو فقیر ہیں، یااللہ ! تو ہی غنی ہے ہم تو فقیر ہیں، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما اور ہمیں مایوس ہونے والوں میں سے مت بنا۔

یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ایسی بارش ہو جو برکت والی، بے ضرر، زرخیز، موسلا دھار، بڑے بڑے قطروں والی، بھرپور، ساری زمین پر ہونے والی مفید اور نقصانات سے مبرّا بارش عطا فرما۔

یااللہ ! بارش کے ذریعے دھرتی کو لہلہا دے، شہروں اور دیہاتوں سب کیلیے اس بارش کو مفید بنا دے، یااللہ ! شہروں اور دیہاتوں سب کیلیے بارش کو مفید بنا دے۔

یااللہ ! اپنی رحمت کے صدقے ہمیں رحمت والی بارش عطا فرما، مکانات منہدم کرنے والی، غرق آب کرنے والی اور آزمائشوں میں ڈالنے والی بارش نہ ہو۔

یااللہ ! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، یااللہ ! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں؛ کیونکہ تو ہی گناہ بخشنے والا ہے، ہم پر آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرما، ہم پر اپنی رحمت کے صدقے آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرما، یاارحم الراحمین !

اللہ کے بندوں!

اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الاحزاب–56

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

یا اللہ! ہدایت یافتہ خلفائے راشدین: ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور دیگر تمام صحابہ سے راضی ہو جا؛ یا اللہ! اپنے رحم و کرم کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یا ارحم الراحمین!

(8) نیکی پر استقامت اور اس کی حفاظت

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد الرحمن بعیجان حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

حمد وصلاۃ کے بعد:

کتاب اللہ بہترین کلام ہے، اور سیدنا محمد ﷺ کا طریقہ سب سے بہترین طریقہ ہے، دین میں شامل کردہ خود ساختہ امور بد ترین امور ہیں، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی۔

اللہ کے بندو میں اپنے آپ اور تمام سامعین کو تقوی الہی کی نصیحت کرتا ہوں، اللہ تعالی نے پہلے گزر جانے اور بعد میں آنے والے سب لوگوں کو اسی کی نصیحت فرمائی ہے:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ

النساء–131

اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے کتاب دیئے جانے والے لوگوں کو اور تمہیں یہی نصیحت کی ہے کہ تقوی الہی اختیار کرو۔

مسلم اقوام!

وقت کا تیزی سے گزرنا عظیم نصیحت ہے، دنوں کا آکر چلے جانا بہت بڑی تنبیہ ہے۔

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ

یونس–6
بیشک رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں متقی قوم کیلیے نشانیاں ہیں۔

اللہ کے بندوں!

ہم نے چند دن پہلے مبارک مہینے، نیکیوں اور برکتوں کی عظیم بہار کو الوداع کہا ہے، یہ مہینہ ہمارے لیے عنایتوں اور رحمتوں سے بھرپور، مغفرت اور نوازشوں سے معمور ثابت ہوا، اس ماہ میں نیکی کیلیے حوصلے بلند تھے، آنکھیں اشکبار، دل بارگاہِ الٰہی میں جھکے اور سہمے ہوئے تھے، جسم نیکی کیلیے ہر وقت تیار رہتا، وعظ و نصیحت کی مجالس اور جنت نما کے باغیچے ذکر و قرآن سے لبریز نظر آئے، نیز ان پر سکینت نازل ہوتی اور رحمت گھیر لیتی تھی۔

اللہ تعالی نے اس مہینے میں دن کے وقت صیام اور رات کے وقت قیام کی توفیق دے کر اپنے ہاں معزز بننے کا موقع فراہم کیا، ہمیں انواع و اقسام کی نیکیاں، عبادات، اذکار، دعائیں اور صدقہ و خیرات کرنے ہمت بخشی، اس پر ہم الحمد للہ کہتے ہیں کہ یہ اسی کا احسان ہے، ان نوازشوں پر اسی کا شکر ادا کرتے ہیں، یا اللہ! اب ہماری کاوشوں کو شرفِ قبولیت بھی نواز!۔

یہ مہینہ چند دنوں اور محدود گھڑیوں کا مہینہ تھا، جو گزر گیا اور بسر گیا۔ اس مہینے کی تھکن اور ماندگی ختم ہو چکی لیکن ان شاء اللہ بدلہ اور صلہ باقی ہے۔

ماہِ رمضان ختم ہو چکا ہے، رمضان میں نیکیوں کا کھاتہ بند ہو چکا ہے، کامیاب ہونے والے اس میں کامیاب ہو گئے اور محروم ہونے والے محروم ہو گئے ہیں۔ شرف قبولیت کسے ملا؟ معلوم ہو جائے تو ہم اسے مبارکباد دیں اور جسے دھتکارا گیا اس کے ساتھ افسوس کریں!۔

اللہ کے بندوں!

عبادت کا عبادت گزار پر اثر ضرور ہوتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

العنکبوت–45
بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

قبولیت کی علامت یہ بھی ہے کہ انسان بہتری کی جانب گامزن ہو جاتا ہے: (بیشک [مقبول] نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے) جبکہ دوسری جانب نیکیوں کے مسترد ہونے اور دھتکارے جانے کی علامت یہ ہے کہ رمضان کے بعد انسان الٹے پاؤں پھر جائے، بد سے بد ترین ہوتا جائے؛ کیونکہ برائی برائی کا باعث بنتی ہے۔

یہ اچھی بات ہے کہ بدی کے بعد نیکی کریں اس سے بدی مٹ جاتی ہے، لیکن اس سے بھی اچھی بات یہ ہے کہ نیکی کے بعد بھی نیکی ہی کی جائے، وہ گناہ بہت ہی برا ہے جو نیکی کے بعد کیا جائے اور وہ نیکی کو ملیامیٹ کر دے۔

توبہ کے بعد ایک گناہ توبہ سے پہلے والے ڈھیروں گناہوں سے سنگین ہے۔ راہ راست سے پھرنا بہت ہی بھیانک بلکہ مہلک بیماری ہے اس لیے اللہ تعالی سے مرتے دم تک ثابت قدمی مانگو، دل کے پھرنے سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ چستی کے بعد سستی سے پناہ مانگو۔

نیکی کے بعد بدی ذلت آمیز عمل ہے۔ قناعت پسندی کے بعد لالچ بد ترین فقر ہے۔

مسلمانوں!

نیکی کی راہیں تو بہت ہیں لیکن اس کے راہی کہاں ہیں؟ بھلائی کے دروازے تو کھلے ہیں لیکن اس میں داخل ہونے والے کہاں ہیں؟ حق بات واضح ہے اس لیے گمراہ صرف ہلاک ہونے والے ہی ہوں گے۔

مسلمانوں تمہارے نصیب میں لکھی ہوئی ہر قسم کی نیکی کر گزرو؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

الحج–77
اے ایمان والو! رکوع اور سجدے کرو، اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور ہر قسم کی نیکی بجالاؤ، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

نیکی کے کام کیلیے مداومت، استقامت اور ثابت قدمی بہت بڑی نیکیوں میں شامل ہے، نیز دائمی اور تسلسل کے ساتھ نیکی اخلاص اور قبولیت کی نشانی بھی ہے: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ تعالی کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جو دائمی ہو) اسی طرح (رسول اللہ ﷺ جو بھی عمل کرتے اس پر ہمیشگی فرماتے تھے) لہذا اطاعت گزاری پر ثابت قدم رہو، نیکی پر ڈٹ جاؤ اور ہمیشہ اچھے عمل کرو۔

اللہ کے بندوں!

اپنی نیکیوں کی قبولیت کیلیے بھی خوب کوشش کرو، نیکیوں کے ضائع ہونے یا ختم ہونے سے حتی الامکان بچو؛ کیونکہ یہ بہت بڑا نقصان ہے کہ تمہاری خون پسینے کی نیکیاں دوسروں میں تقسیم کر دی جائیں، اور اصل مفلسی بھی یہی ہو گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا: (کیا جانتے ہو مفلس کون ہے؟) صحابہ نے عرض کیا: ہمارے ہاں وہ شخص مفلس ہے جس کے پاس دولت اور ضروریات زندگی نہ ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (میری امت میں وہ شخص مفلس ہے جو قیامت کے دن نمازیں، روزے اور زکاۃ لے کر آئے گا، اور [ساتھ میں] اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال ہڑپ کیا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا، کسی کو مارا ہو گا، تو ان میں سے ہر ایک کو اس کی نیکیاں دی دے جائیں گی، پھر جب اس کی نیکیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور ابھی حساب باقی ہو گا تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا) مسلم

اللہ کے بندوں!

مذکورہ بالا مفلسی کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی کو معمولی سمجھ بیٹھیں اور حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب کریں، یہ ذلت، رسوائی اور مفلسی کا سب سے بڑا سبب ہے، چنانچہ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (میں اپنی امت میں سے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو روزِ قیامت تہامہ کے پہاڑوں جیسی چمکدار نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ تعالی انہیں اڑتی ہوئی دھول بنا دے گا) اس پر سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: "اللہ کے رسول! ہمیں ان کے اوصاف واضح کر کے بتلائیں کہیں ہم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جائیں اور ہمیں پتا بھی نہ چلے!" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہاری قوم سے ہیں، وہ بھی رات کو اسی طرح قیام کرتے ہوں گے جس طرح تم کرتے ہو، لیکن [ان میں منفی بات یہ ہے کہ] وہ جس وقت تنہا ہوتے ہیں تو اللہ تعالی کے حرام کردہ کام کر بیٹھتے ہیں) ابن ماجہ، اسے البانی نے صحیح کہا ہے۔

وہ روزے رکھتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے بلکہ رات کو کچھ قیام بھی کرتے تھے، لیکن خلوت میں اللہ کو اپنا نگران اور نگہبان نہیں سمجھتے تھے، جب بھی انہیں تنہائی ملتی تو اللہ کی حرمتوں کو پامال کر دیتے تھے، اس لیے اللہ تعالی نے بھی ان کے اعمال کو تباہ و برباد فرما دیا

وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ

الزمر–47
اور انہیں اللہ کی جانب سے وہ ملے گا جس کی انہیں توقع ہی نہیں تھی۔

إِذَا مَا خَلَوْتَ، الدَّهْرَ، يَوْماً، فَلَا تَقُلْ

خَلوْتُ وَلكِنْ قُلْ عَلَيِّ رَقِيبُ

کسی دن خلوت میں ہو تو یہ مت کہنا میں تنہا ہوں، بلکہ کہو: مجھ پر ایک نگران ہے۔

و لاَتحسَبَنّ اللهَ يَغفَلُ سَاعَةً

وَ لاَ أنَ مَا يُخفَى عَلَيهِ يَغِيبُ

اللہ تعالی کو ایک لمحہ کیلیے بھی غافل مت سمجھنا، اور نہ یہ سمجھنا کہ او جھل چیز اس سے پوشیدہ ہوتی ہے۔

اس لیے اپنے پروردگار کی اطاعت پر ثابت قدم بن جاؤ، اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں اسی کے احکامات کی پاسداری کرو تو تم کامیاب ہو جاؤ گے اور فائدہ اٹھاؤ گے، خوشحال ہو جاؤ گے اور مراد پا جاؤ گے۔

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (13) أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

الأحقاف–14/13

بیشک جو لوگ یہ کہہ کر ڈٹ گئے کہ: "ہمارا پروردگار اللہ ہے" ان پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ ہی وہ غم اٹھائیں گے [13] یہی لوگ ہیں جنت والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہی ان کے کارناموں کا بدلہ ہے۔

اللہ تعالی میرے اور آپ کیلیے قرآن مجید کو بابرکت بنائے، ہمیں اپنے نبی کریم کی سنت اور آپ کی رہنمائی کے مطابق چلنے کی توفیق دے، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور عظمت و جلال والے اللہ سے اپنے اور سب مسلمانوں کیلیے تمام گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں، اس لیے آپ بھی اسی سے بخشش طلب کرو، بیشک وہ بخشنے والا ہے اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں کہ اس نے ہم پر احسان کیا، اسی کے شکر گزار بھی ہیں کہ اس نے ہمیں نیکی کی توفیق دی، میں اس کی عظمت اور شان کا اقرار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں وہ یکتا اور اکیلا ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی ان پر، ان کی آل وصحابہ کرام پر ڈھیروں رحمتیں وسلامتی نازل فرمائے۔

مسلمانوں!

تقوی الٰہی اختیار کرو۔ اپنی زندگی تمام ہونے سے پہلے نیک کام کر لو۔ اپنی بات کو کردار سے ثابت کر کے دکھاؤ؛ کیونکہ انسان کی حقیقی زندگی تو وہی ہے جو انسان اللہ کی اطاعت میں گزارے۔ عقلمند وہی ہے جو اپنا محاسبہ خود کر لے اور موت کے بعد کی تیاری کرے، جبکہ ہوس پرستی میں لگ کر اللہ سے امید لگانے والا لگنے والا شخص حقیقی ناتواں ہے۔

سال کے تمام مہینے ہی عبادت کیلیے بہار ہیں اگرچہ ان کی فضیلت مختلف ہے، اسی طرح ساری زندگی ہی نیکیاں کمانے اور بندگی بجالانے کا قیمتی موقع ہے۔ چنانچہ ہر کوئی اپنی جان کا سودا کرتا ہے کوئی اسے جہنم سے آزاد کروالیتا ہے اور تو کوئی اسے تباہ کر لیتا ہے۔ ہر شخص کو اسی کی توفیق دی جاتی ہے جس کیلیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔

اس لیے ماہ رمضان کے ساتھ مکمل وفا کرنے والے! ماہِ رمضان کے دوران گفتار و کردار میں مٹھاس پیدا کرنے والے! اب ماہ شوال میں بھی ثابت قدم رہنا تبدیل مت ہو جانا۔

اے پیچھے رہ جانے والے!

زندگی کی اکثر بہاریں گزار کر بھی سستی کا شکار رہنے والے!

تمہیں رمضان کا قیمتی موقع نہیں ملا اور فائدہ نہ اٹھا سکے!

اب بھی رحمت کے دروازے کھلے ہیں!

توبہ کی قبولیت جاری وساری ہے!

قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

الزمر-53

آپ لوگوں سے کہہ دیں: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ یقیناً سارے ہی گناہ معاف کرنے والا ہے، کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔

مسلم اقوام!

سنت طریقہ اور رسول اللہ ﷺ کا عمل یہ ہے کہ آپ شوال میں چھ روزے رکھتے تھے، چنانچہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو یہ اس کیلیے پورے سال کے روزوں کے برابر ہوں گے) مسلم

کیونکہ اللہ تعالی ایک نیکی کا بدلہ دس گنا بڑھا کر دیتا ہے تو ایک مہینے کے روزے دس ماہ کے روزوں کے برابر ہوئے، اور چھ روزے عید الفطر کے بعد دس گنا یعنی ساٹھ دنوں کے برابر ہوئے تو اس طرح یہ پورے سال کے روزوں کے برابر ہو گئے۔

شوال کے چھ روزے الگ الگ یا مسلسل رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس لیے کوئی بھی یہ چھ روزے رکھنے میں سستی اور کاہلی کا شکار نہ ہو؛ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالی اسے سارا سال روزے رکھنے والوں میں شامل فرما لے، یہ بہت ہی فائدے کے روزے ہیں اس کیلیے خصوصی اہتمام اور کوشش کی ضرورت ہے۔

مسلمانوں!

دہشت گردوں کی جانب سے ماہ رمضان میں، وہ بھی مکہ شہر کے اندر بلکہ کعبہ شریف کے قریب دہشت گردانہ عمل شریعت اور عقل ہر اعتبار سے مذموم عمل ہے، ان دہشت گردوں نے رمضان تو کیا بیت اللہ الحرام کی حرمت کا بھی خیال نہیں رکھا، انہوں نے روزے دار مسلمانوں کی جانوں کا بھی خیال نہیں رکھا، سو یہ واضح ہے کہ یہ اسلام دشمن لوگوں کی کاروائی ہے، اس بھیانک عمل کی زمین پر فساد بپا کرنے والے شدت پسند ہی جسارت کر سکتے ہیں۔

بیت اللہ کا رب اس کی حفاظت ضرور فرمائے گا، اللہ تعالی نے اس شہر کا تقدس پامال کرنے والوں کو سخت ترین وعید سنائی ہے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ

الحج–25

بیشک جو لوگ کافر ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں نیز مسجد الحرام سے بھی روکتے ہیں جسے ہم نے مقامی یا بیرونی تمام لوگوں کیلیے برابر بنایا ہے، اور جو بھی اس میں الحاد اور ظلم کمانے کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

اللہ تعالی ان کی عیاری انہی کی بربادی کا باعث بنائے، ان کی نسلیں تباہ و برباد فرمائے، بیشک وہ بہت طاقتور اور غالب ہے۔

اللہ کے بندوں!

اللہ تعالی نے آپ کو ایک عظیم عمل کا حکم دیا ہے اور وہ ہے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام، یا اللہ! ہمارے نبی اور سیدنا محمد پر رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرما۔

یا اللہ! خلفائے راشدین: ابو بکر، عمر، عثمان اور علی سے راضی ہو، تمام صحابہ کرام اور آل نبی سے راضی ہو جا، یا اللہ! ان کے نقش قدم پر چلنے والے لوگوں سے بھی قیامت تک کیلیے راضی ہو جا۔

یا اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جن کے روزے، قیام اور دیگر تمام اعمال قبول فرما لیے ہیں، یا اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جن کے روزے، قیام اور دیگر تمام اعمال قبول فرما لیے ہیں۔

یا اللہ! ہمیں سالہا سال ماہ رمضان نصیب فرما، یا اللہ! ہمیں سالہا سال ماہ رمضان نصیب فرما، یا اللہ! ہمیں صحت، عافیت اور امن و مان کے ساتھ سالہا سال ماہ رمضان نصیب فرما۔

یا اللہ! ہمیں لمبی زندگی عطا فرما، ہمارا کردار اچھا بنا اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما، یا رب العالمین!

یا اللہ! پوری دنیا میں مسلمانوں کے حالات سنوار دے، یا اللہ! پوری دنیا میں مسلمانوں کے حالات سنوار دے، یا رب العالمین!

یا اللہ! ہمارے حکمران خادم حرمین شریفین کی حفاظت فرما، انہیں خصوصی تحفظ عطا فرما۔

یا اللہ! انہیں اور ان کے ولی عہد کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، نیکی اور تقوی کے کاموں کیلیے ان کی رہنمائی فرما۔

یااللہ ! انہیں صرف ایسے کاموں کی توفیق دے جن میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہو، ملک و قوم کی بہتری ہو۔

یااللہ ! انہیں اچھے وزیر اور مشیر عطا فرما جوان کی مثبت انداز میں رہنمائی کریں اور خیر و بھلائی کیلیے معاونت کریں، یارب العالمین !

اللہ کے بندو ! تم عظیم و جلیل اللہ کا ذکر کرو وہ تمہیں یاد رکھے گا، اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرو تو وہ اور زیادہ دے گا، یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، تم جو بھی کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہے۔

(9)حیاء اسلام کا ضابطہ اخلاق اور خواتین

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحمن بعیجان حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں، اسی نے تمہارے مابین اخلاق تقسیم کیا ہے جیسے کہ اس نے تمہارے مابین رزق تقسیم فرمایا، پھر تمہاری درجہ بندی کے لئے اخلاق کو معیار قرار دیا، میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے اچھے نام، اعلی صفات اور بہترین خوبیاں ہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتاہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ نے پیغام رسالت پہنچادیا، امانت ادا کردی اور امت کی خیر خواہی فرمانے کے ساتھ راہِ الہی میں کماحقہ جہاد کیا یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی، یااللہ! ان پر، ان کی آل، متقی صحابہ کرام اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والے لوگوں پر روزِ قیامت تک رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرما۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

اللہ کے بندو! تقوی الہی اختیار کرو؛ کیونکہ تقوی دنیامیں عزت اور آخرت کے لئے زادِ راہ ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

الأنفال—29

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہیں قوت تفریق عطا کرے گا اور تمہاری خطائیں تم سے مٹا دے گا، نیز تمہیں بخش دے گا، اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

مسلم اقوام!

انسانوں کی رنگت اور لغت الگ الگ ہونے کے باوجود وہ ایک ہی باپ کی اولاد ہیں، تاہم ان کے اخلاق اور مزاج ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔اسی وجہ سے اخلاق ہی اقدار کا معیار اور لوگوں کے ہاں کسوٹی کا درجہ رکھتا ہے۔اخلاق ہی بلندیوں کیلیے زینہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان سچا ہے کہ: (بیشک تم میں سے بہترین وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے) بخاری

اللہ کے بندوں!

جس دین سے ہم نسبت رکھتے ہیں یہ دین سراپا اخلاقیات کا دین ہے، پھر ہمارے نبی ﷺ کو اخلاقیات کی تکمیل کیلیے مبعوث فرمایا گیا، مزید برآں عالم اسلام کا دو تہائی حصہ اسلامی اخلاقیات سے ہی حلقہ بگوش اسلام ہوا۔

ردائے اخلاق کا جھومر اور متفقہ طور پر اعلی ترین خوبی یہ ہے کہ انسان حیا سے متصف ہو۔

حیا بہت ہی اعلی خوبی ہے جو کہ انسان کو اچھے کام کرنے پر ابھارتی ہے، ہر قسم کی برائی سے روکتی ہے، حیا انسان کو تمام گناہوں اور برائیوں سے بچاتی ہے، نیز حیاداری انسان کے بااخلاق اور اعلی کردار کی علامت بھی ہے۔

حیا، بے حیائی کا خاتمہ کرتی ہے، عزت کو تحفظ دیتی ہے، دل میں عفت پیدا کرتی ہے۔

حیا انسان کیلیے انتہائی نفیس دولت ہے، اس سے صرف اچھے لوگ ہی متصف ہوتے ہیں، اور حیا انبیائے کرام کا زیور ہے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (گزشتہ نبوّتوں کی تعلیمات میں سے لوگوں نے یہ بھی پایا ہے کہ: جب حیا نہ ہو تو جو مرضی کرو) بخاری

حیا حقیقت میں اسلام کا شعار ہے؛ کیونکہ (ہر مذہب کا [ضابطہ] اخلاق ہوتا ہے، اور اسلام کا [ضابطہ] اخلاق حیا ہے) ابن ماجہ، البانی نے اسے صحیح الجامع الصغیر میں صحیح کہا ہے۔

(ایمان کے ستر سے زائد درجے ہیں اور حیا بھی ایمان کا ایک درجہ ہے) صحیح مسلم

ایک بار رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو حیا کی وجہ سے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہہ رہا تھا: "تم بہت زیادہ شرمیلے ہو" حتی کہ اس نے کہا: "شرمیلے پن نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے" تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اسے چھوڑ دو، بیشک حیا ایمان کا حصہ ہے، اور جس میں حیا نہ ہو اس کا ایمان ہی نہیں) صحیح بخاری

ایمان میں حیا شامل ہونے کا اصل راز یہ ہے کہ یہ دونوں یعنی ایمان اور حیا اچھے کام کی دعوت دیتے ہیں اور اچھے کاموں کے قریب کرتے ہیں، نیز برائی سے روکتے ہیں اور برائی سے دور بھی کرتے ہیں۔

حیا خیر کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، چنانچہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (حیا صرف خیر کا باعث ہی بنتی ہے)اسی طرح آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: (حیا سراپا خیر ہے۔) صحیح مسلم

اللہ کے بندو!

رسول اللہ ﷺ میں گزشتہ اور پیوستہ سب لوگوں کی خوبیاں یکجا تھیں، آپ ﷺ کا اخلاق انتہائی اعلی ترین تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کے بارے میں فرمایا:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

القلم—4
اور بیشک آپ انتہائی عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔

تو "رسول اللہ ﷺ پردے کی اوٹ میں موجود کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے، اور جس وقت آپ ﷺ کوئی ناگوار چیز دیکھتے تو حیا سے بھر پور چہرے پر بھی ناگواری عیاں ہو جاتی تھی"۔

حیا کی مختلف شکلیں اور درجے ہیں، ان میں سے اعلی ترین درجہ اللہ تعالی سے حیا کا ہے، یعنی آپ کو اس بات سے حیا آئے کہ اللہ تعالی آپ کو ایسی جگہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے منع کیا ہے؛ کیونکہ وہی آپ کا خالق اور بہترین انداز سے پیدا کرنے والا ہے۔ اسی طرح آپ کو اس بات سے حیا آئے کہ اللہ تعالی کی طرف سے عنایت ہونے والی نعمتوں کو اسی کی نافرمانی میں استعمال کریں۔

نبی ﷺ نے اللہ تعالی سے حیا کرنے کی بھرپور ترغیب دلائی اور فرمایا: (اللہ تعالی سے کماحقّہ حیا کرو) صحابہ کرام نے کہا: "اللہ کے رسول! الحمد للہ، ہم سب حیا کرتے ہیں" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ مطلب نہیں! یہاں اللہ تعالی سے کماحقّہ حیا مطلوب ہے، یعنی: آپ دماغ اور اس میں موجود

معلومات کی حفاظت کریں، پیٹ اور اس میں جانے والی خوراک کا خیال رکھیں، پھر موت اور [اس کے بعد آنے والی] بوسیدگی کو یاد رکھیں، جو شخص آخرت کا طلب گار ہو وہ دنیاوی چکا چوند ترک کر دیتا ہے۔ جو شخص یہ کام کر لے تو وہ اللہ تعالی سے کما حقّہ حیا کرتا ہے)، حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا نیز ذہبی نے ان کے حکم کو تسلیم کیا ہے۔

معزز، محرر اور حفاظت کرنے والے فرشتوں سے حیا کریں؛ مبادا آپ کے خلاف گواہی نہ دے دیں:

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ (17) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ

ق–18/17
دائیں اور بائیں فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں [17] کوئی بھی لفظ وہ منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔

لوگوں سے حیا کریں کہ کہیں آپ اللہ تعالی کی طرف سے پڑا ہوا پردہ چاک کر دیں اور لوگوں کے سامنے اعلانیہ گناہ کریں: (میری ساری امت کو معاف کر دیا جائے گا سوائے اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے)

اپنے نفس اور اعضا سے ہی حیا کریں کیونکہ کل قیامت کے دن یہی تمہارے خلاف گواہی دیں گے:

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (24) يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ

النور–25/24
جس دن ان مجرموں کی اپنی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے کرتوتوں سے متعلق ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ [24] اس دن اللہ تعالی انھیں وہ بدلہ دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے، سچ کو سچ کر دکھانے والا ہے۔

اللہ تعالی میرے اور آپ کیلیے قرآن مجید کو بابرکت بنائے، ہمیں اپنے نبی کریم کی سنت اور آپ کی رہنمائی کے مطابق چلنے کی توفیق دے، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور عظمت و جلال والے اللہ سے اپنے اور سب مسلمانوں کیلیے تمام گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں، آپ بھی اسی سے بخشش طلب کرو، بیشک وہ بخشنے والا ہے اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں وہ بہت باحیااور پردہ پوشی کرنے والا ہے،اللہ تعالی نے ہی اخلاقیات کو اقدار میں شامل فرمایا،اور ان اخلاقیات کی تکمیل کیلیے بشیر،نذیر اور سراج منیر یعنی ہمارے نبی محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا،اللہ تعالی آپ پر،آپ کی آل اور صحابہ کرام پر ڈھیروں سلامتی نازل فرمائے۔

مسلمانوں!

ہم اخلاقی پستی کے دور سے گزر رہے ہیں،خاتمے کی جانب بڑھتی ہوئی دنیا میں فتنے ٹھاٹھیں مار رہے ہیں،چہار سو شبہات اور شہوات کا راج ہے،کل تک جو چیز نیکی سمجھی جاتی تھی آج وہ کچھ لوگوں کے ہاں برائی بن چکی ہے اور جو چیز کل تک برائی تھی وہ آج معمول کی نیکی بن چکی ہے۔اخلاقی محاذ آرائی جدید آلات اور ذرائع کے توسط سے گھروں میں گھس چکی ہے۔

چنانچہ جس ماحول میں ہمیں نشانے پر رکھا جارہاہے یہ بات ضروری ہو چکی ہے کہ ہم نوعمر جوانوں کی تربیت اسلامی عقیدے پر کریں،اللہ سے حیا کی ترغیب دیں،یہ دونوں چیزیں تحفظ کا بہترین ذریعہ ہیں،نیز تربیت اور تزکیہ سمیت اللہ تعالی کو اپنا نگران سمجھنے کیلیے کار گر ہیں۔

مسلم اقوام!اور قابل احترام مسلمان بہنوں!

حیا اگرچہ مردوں سے بھی مطلوب ہے؛لیکن خواتین سے حیا کا مطالبہ مزید پر زور ہے،خاتون اپنے اخلاق کے ذریعے بھی اللہ کی عبادت کرتی ہے،اللہ سے ثواب کی امید کرتی ہے اور عذاب سے ڈرتی ہے،پھر حیا عورت کے دینی اور فطری اخلاق کا حصہ ہے،چنانچہ کھاتے،پیتے اور پہنتے وقت حیا کا اہتمام کرتی ہے۔اسی طرح چلتے پھرتے اور باہر نکلتے وقت حیا کا عملی نمونہ بن کر رہتی ہے۔

حیا حقیقت میں مسلمان خاتون کی اصل جمع پونجی ہے،حیا کے ذریعے ہی خاتون اپنی عزت آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔

حیا خاتون کا امانت دار حجاب ہے،حیا ہی عورت کی خوبصورتی اور عورت کے پاکدامن ہونے کی مضبوط دلیل ہے،حیا ہر عورت کیلیے محفوظ ترین جگہ ہے۔

مسلم خواتین!

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ایک خاتون کے حیا کا ذکر موسی علیہ السلام کے واقعے میں کیا ہے کہ جب موسی علیہ السلام مدین کے کنویں پر پہنچے تو وہاں شعیب کی بیٹیوں نے حیاداری کی اعلی منظر کشی کی،اس منظر کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ:

جس وقت موسی علیہ السلام نے ان دونوں کی عفت اور مردوں سے دوری دیکھی تو ان کے جانوروں کو خود ہی پانی پلا یا دیا، اسی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ (23) فَسَقَى لَهُمَا

القصص–24/23

پھر جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان سے ہٹ کر ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے ہوئے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے ان سے پوچھا: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگیں: ''ہم اس وقت پانی پلا نہیں سکتیں جب تک یہ چرواہے پانی پلا کر واپس نہ چلے جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے''۔ چنانچہ موسیٰ نے ان عورتوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔

ان دونوں کی عفت اور مردوں سے الگ تھلگ رہنا حیا کے باعث تھا، اور حیا ہی مسلمان خاتون کا شعار ہوتا ہے نیز حیا اچھی تربیت کی علامت ہے۔

انہی آیات میں اچھے کردار کے ایک اور منظر کی جانب بھی اشارہ موجود ہے کہ جب چال اور انداز گفتگو میں بھی حیا اور اطمینان چھلک رہا تھا تو اللہ تعالی نے واپس آنے والی لڑکی کی مدح سرائی فرمائی کہ وہ چلتے ہوئے حیا سے لبریز تھی چنانچہ وہ مٹکائی اور نہ ہی اٹھلائی، بے پردگی بھی نہ کی اور نہ ہی نرم لہجے میں بات کی:

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا

القصص–25

تو ان دونوں میں سے ایک شرم سے چلتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''آپ نے ہماری بکریوں کو جو پانی پلایا ہے تو میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تاکہ آپ کو اس کا اس کا صلہ دے''۔

مسلمان بہن!

یہ دیکھیں: آپ کی ماں اور آپ کیلیے اسوہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حیا کا انتہائی اعلی عملی نمونہ پیش کرتی ہیں کہ زندہ اور فوت شدہ سب سے حیا کرتے ہوئے پردہ کرتے ہوئے کہتی ہیں: ''جس گھر میں رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر مدفون ہیں میں وہاں یہ کہتے ہوئے بغیر حجاب کے داخل ہو جاتی تھی کہ یہاں میرے خاوند اور والد ہی تو مدفون ہیں، لیکن جب عمر وہاں دفن ہوئے تو اللہ کی قسم! میں جب بھی وہاں گئی تو حجاب کے ساتھ گئی کہ مجھے عمر سے حیا آتی ہے۔''

اسی طرح جب قافلے گزرتے اور آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتیں تو اپنی اوڑھنی اپنے چہرے پر ڈال لیتی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا صحیح حدیث کے مطابق مردوں سے الگ تھلگ طواف کرتی تھیں، مردوں کی بھیڑ سے دور رہتی تھیں۔

جب آپ کی لونڈی نے کہا: میں نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور دو یا تین بار حجر اسود کا بوسہ بھی لیا، تو سیدہ عائشہ کہنے لگیں: ''اللہ تمہیں اس کا اجر نہ دے! تم مردوں سے دھکم پیل ہوتی ہو! تم تکبیر کہہ کر چلتی کیوں نہیں بنیں؟''

مسلمان خاتون!

عورت کا حجاب اور حشمت دونوں ہی عورت کے دین اور اخلاق کا لازمی حصہ ہیں، چنانچہ اگر کوئی عورت اپنی فطرت سے باغی ہو کر دین سے بیزار ہو جائے، چادر اتار دے، ستر پوشی چاک کر دے، اپنے مخصوص اعضا کھلے رکھے تو اس کا دین بھی برباد اور اس میں امانت داری بھی ختم ہو جاتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جہنمیوں کی دو قسمیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھیں!) ان میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: (تن پر لباس کے باوجود برہنہ خواتین جو کہ دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود مائل ہونے والی ہیں، ان کے سر بختی اونٹ کی ڈھلکی ہوئی کوہان کی طرح ہیں، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی، حالانکہ کی جنت کی خوشبو انتہائی دوری سے محسوس کی جا سکتی ہے)

مسلمانوں!

(خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، چنانچہ مرد اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار اور اس سے اِن کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے خاوند کے گھر اور بچوں کی ذمہ دار ہے، عورت سے اِن کے بارے میں پوچھا جائے گا، خبردار تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا) مسلم

یا اللہ! ہم تجھ سے اتنی حیا مانگتے ہیں جو ہمیں تیری نافرمانی سے روک دے، یا اللہ! ہمیں اچھے اخلاق کی توفیق دے، تیرے سوا اچھے اخلاق کی توفیق دینے والا کوئی نہیں۔ نیز ہمیں برے اخلاق سے پھیر دے ان سے پھیرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں!

یا اللہ! ہم تجھ سے ہدایت، تقوی، عفت اور تونگری کا سوال کرتے ہیں۔

یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، شرک اور مشرکوں کو ذلیل ورسوا فرما اور اپنے موحد بندوں کی مدد فرما۔

یااللہ! اس ملک کو اور تمام اسلامی ممالک کو پر امن اور مستحکم بنادے۔

یااللہ! ہمیں ہمارے ملکوں میں امن نصیب فرما، یااللہ! ہمیں ہمارے ملکوں میں امن نصیب فرما، یااللہ! ہمارے حکمرانوں کی اصلاح فرما، یااللہ! ہمارے حکمران خادم حرمین شریفین کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، نیکی اور تقوی کے کاموں کیلیے ان کی رہنمائی فرما۔

یااللہ! انہیں اور ان کے ولی عہد کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے بہترین اقدامات کرنے کی توفیق عطا فرما، جن میں ملک و قوم کی خیر و بھلائی ہو، یارب العالمین! یااللہ! حجاج کرام کا حج قبول فرما، یااللہ! حجاج کرام کا حج قبول فرما، یااللہ! ان کی خصوصی حفاظت فرما، یااللہ! انہیں مکمل تحفظ عطا فرما، یااللہ! انہیں ان کے گھروں تک عظیم واجر و ثواب کے ساتھ صحیح سلامت واپس پہنچا، یااللہ! ان کے حج کو خالص اپنی رضا کیلیے بنالے، یااللہ! ان کے حج کو تیری بارگاہ میں حصولِ جنت کا موجب بنا، یارب العالمین!

اللہ کے بندوں!

اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

یااللہ! چاروں خلفائے راشدین، جو کہ یکسو خلیفہ تھے یعنی ابو بکر، عمر، عثمان اور علی سمیت تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، تابعین عظام اور روزِ قیامت تک ان کے نقش قدم پر چلنے والے لوگوں سے راضی ہو جا، نیز ان کے ساتھ ساتھ اپنے رحم، کرم اور احسان کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا۔ یاارحم الراحمین!

(10)زندگی کے رنگ امنگوں کے سنگ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالباری بن عواض ثبیتی حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں اسی نے دلوں کو رہنمائی عطا فرمائی، اور دل نے ایمان سے ترقی پائی، میں اللہ کی حمد اور شکر بجالاتا ہوں کہ ہم جو بھی ارمان اور امنگ جگائیں اللہ تعالی ہمیں وہی عطا کر دیتا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے ہمیں دہکتی آگ سے ڈرایا ہے، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی سیدنا محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ نے حق بات کا بول بالا فرمایا اور باطل کا ڈٹ کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، تمام صحابہ کرام اور ان تمام لوگوں پر رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے اپنا اور دوسروں کا تزکیۂ نفس کیا۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

میں اپنے آپ اور تمام سامعین کو تقوی الہی کی نصیحت کرتا ہوں، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ

آل عمران–102

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے کماحقّہٗ ڈرو اور تمہیں موت آئے تو صرف اسلام کی حالت میں۔

اللہ تعالی نے اس وسیع کائنات کو مسخر فرمایا اور اس دنیا کو انسان کی نہ ختم ہونے والی امنگوں کا میدان قرار دیا، تو کچھ لوگوں کی زیادہ تو کچھ کی کم امنگیں ہوتی ہیں؛ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (ابن آدم کھجوروں کی ایک وادی کا مالک ہو تو وہ اس جیسی ایک اور وادی کا ارمان کرنے لگے پھر دوسری کا یہاں تک کہ کئی وادیوں کی خواہش کرنے لگے گا اور ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھرے گی) اس روایت کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

امنگ نیکی کے لیے ہو تو قابل ستائش ہے، اور جو تمنا تقدیری فیصلوں پر اعتراض اور ناممکن الحصول کے لیے ہوں تو وہ قابل مذمت ہیں، انسان کے ارمان انسان کے ارادوں کے ترجمان ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (انسانی نفس تمنا اور چاہت رکھتا ہے) انہی ارمانوں کی وجہ سے کچھ تو شان وشوکت کی بلندیوں پر پہنچ جاتے ہیں اور کچھ ذلت کے گڑھوں میں جا گرتے ہیں۔

بلند ہمت اور بڑے عزائم والے لوگوں کے ارمانوں سے ان کی زندگیاں بھی رنگین ہوتی ہیں، یہ دیکھیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے کہتے ہیں: ''اپنی اپنی تمنا بتلاؤ! تو ایک شخص نے کہا: میری یہ خواہش ہے کہ اگر یہ گھر سونے سے بھرا ہوا ہو تو میں اسے راہِ الہی میں لٹا دوں۔ آپ نے پھر فرمایا: اپنی اپنی تمنا بتلاؤ! تو دوسرے شخص نے کہا: میری یہ خواہش ہے کہ یہ گھر ہیرے جواہرات اور زبرجد سے بھرا ہو تو میں اسے راہِ الہی میں لٹا کر صدقہ کر دوں۔ آپ نے پھر فرمایا: اپنی اپنی تمنا بتلاؤ! تو لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کی کیا خواہش ہے؟ تو انہوں نے کہا: میرا یہ ارمان ہے کہ: یہ گھر ابو عبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، سالم مولی ابو حذیفہ، اور حذیفہ بن یمان جیسے لوگوں سے بھرا ہوا ہو''۔

حطیم میں مصعب، عروہ، عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے تو انہوں نے کہا: ''اپنے اپنے ارمان بتلا!، تو عبد اللہ بن زبیر نے کہا: ''میں تو خلافت کی تمنا کرتا ہوں'' اور عروہ نے کہا کہ: ''میں تو یہ تمنا رکھتا ہوں کہ مجھ سے علم لیا جائے'' مصعب نے کہا کہ: ''میں عراق کی گورنری چاہتا ہوں'' آخر میں عبد اللہ بن عمر نے کہا: ''میرا ارمان یہی ہے کہ مجھے مغفرت مل جائے'' ان سب کو ان کی خواہشات مل گئیں اور امید ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو مغفرت بھی ملے گی''۔

اسی طرح عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی امنگیں بھی ان کے سنگ رہیں اور اللہ کے فضل سے پوری ہوئیں، امید ہے کہ ان کی آخری امنگ بھی پوری ہو گی، آپ کہتے ہیں: ''میرا نفس ہمیشہ آرزو مند رہتا ہے، میں نے فاطمہ بنت عبد الملک سے شادی کی تمنا کی تو میری ان سے شادی ہو گئی، پھر مجھے گورنر بننے کا شوق ہوا تو میں گورنر بن گیا، پھر دل میں خلیفہ بننے کی چاہت پیدا ہوئی تو مجھے خلافت بھی مل گئی، اور اب حصولِ جنت کا ارمان ہے امید ہے کہ یہ بھی ان شاء اللہ مجھے مل جائے گی''۔

اچھی خواہشات اور تمنائیں بھی عظیم ثواب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں، ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چار قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا: (ایک شخص کو اللہ نے مال اور علم عطا فرمایا تو وہ اپنے علم کے مطابق دولت کو راہِ حق میں خرچ کرتا ہے اور ایک شخص کو اللہ تعالی نے علم دیا لیکن اسے مال نہیں دیا اور وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر اسے بھی دولت مل جائے تو وہ بھی اسی طرح خرچ کرے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔ اور ایک شخص کو اللہ تعالی نے مال دیا لیکن اسے کے پاس علم نہیں ہے اور وہ مال کو ناحق راستوں میں خرچ کرتا ہے، اور ایک شخص کو اللہ تعالی نے نہ مال دیا اور نہ ہی دولت سے نوازا تو وہ بھی یہ کہتا ہے کہ اگر مجھے اس کی طرح مال مل جائے تو میں بھی اسی طرح اسے ناحق خرچ کروں گا جیسے یہ کرتا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں) ابن ماجہ۔

نیک نیتی کے ساتھ عملی کاوش اور جہدِ مسلسل نہ ہو تو خالی ارمانوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، اللہ تعالی کا [عملی کاوش کی ترغیب کے لیے] حکم ہے:

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

آل عمران–133
اور اپنے رب کی مغفرت کی جانب دوڑ پڑو۔

بلکہ تمنائیں اور ارمان بھی دعا کی اقسام میں سے ایک ہیں، یہ بھی قبولیت کی بنا پر شرمندہ تعبیر ہو جاتی ہیں، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (جب تم میں سے کوئی اللہ سے تمنا کرے تو خوب کھل کر مانگے؛ کیونکہ وہ اپنے پروردگار سے مانگ رہا ہے) اس روایت کو ہیثمی نے روایت کیا ہے اور البانی کے مطابق اس روایت کے راوی صحیح [بخاری] کے ہیں۔

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: (جب بھی تم میں سے کوئی تمنا کرے تو خیال رکھے کہ وہ کیا تمنا کر رہا ہے؛ کیونکہ اسے نہیں معلوم اس کی کون سی تمنا لکھ دی جائے [یعنی پوری کر دی جائے]) اس روایت کو احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اسی لیے دانش مند دشمن سے لڑائی کی تمنا نہیں رکھتا؛ آپ ﷺ کا فرمان ہے: (دشمن سے لڑائی کی تمنامت کرو اور اللہ سے عافیت طلب کرو) اسلام منفی سوچ کو اکھاڑ پھینکتا ہے، نہ ہی سیاہ ارمان اسلام کے شایان شان ہیں، اسی لیے شدید فتنوں کے باوجود بھی موت کی تمنا سے منع کرتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (تم میں سے کوئی کسی بھی تکلیف کے پہنچنے پر موت کی تمنامت کرے، اور اگر تمنا کرنا ضروری ہو تو کہہ دے:

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي

[یا اللہ! جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو مجھے زندہ رکھنا اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے اپنے پاس بلا لینا]) متفق علیہ

حقیقت میں دل کے ارمان پروردگار سے گمان کی ترجمانی کرتے ہیں، ایک حدیث قدسی ہے کہ: (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتاہوں، اب اس کی مرضی ہے وہ میرے بارے میں جیسا مرضی گمان کرے) [اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے] اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہوں جو بندہ میرے بارے میں گمان کرتا ہے، لہذا اگر بندہ اپنے پروردگار کے بارے میں حسن ظن رکھے تو یہ اس کی امنگوں اور ارمانوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس طرح اس کے خیالات بھی بلندیوں کو چھونے لگتے ہیں۔

دانش مند شخص اپنے سینے اللہ تعالی کی نعمتوں کا احساس کرتے ہوئے چُنتا ہے وہ اپنے کسی بھائی سے حسد نہیں کرتا یا ان کے پاس جو نعمت ہے اسے اپنے پاس منتقل کرنے کی نہیں سوچتا، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

النساء–32

اور اس کی تمنامت کرو جس کے ذریعے اللہ تعالی نے تمہیں ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے۔

مسلمان کو اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ ارمان پورے ہونے کا تعلق اللہ تعالی کے حکم سے ہے، اس لیے اگر اس کے ارمان ادھورے رہ جائیں تو جھلملاتا نہیں ہے اور نہ ہی افسردہ ہوتا ہے؛ کیونکہ خیر اسی چیز میں جو اللہ تعالی نے اس کے لیے اختیار فرمائی ہے، چنانچہ بندہ ہر حالت میں اپنے پروردگار کا شکر ہی بجالاتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

البقرة–216

اور یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کو تم پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ اور اللہ ہی خوب جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔

گھٹیا قسم کی تمنائیں ابلیس کی جانب سے ہوتی ہیں، شیطان نے اس بات کا تہیہ کیا ہوا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کو جھوٹی امیدوں کے سمندر میں فوری لذت اور وہمی خوشحالی کے لیے ڈبو دے گا، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا (119) يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

النساء–120/119

اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا سرپرست بنالیا اس نے صریح نقصان اٹھایا[119] شیطان ان سے وعدہ کرتا اور امیدیں دلاتا ہے۔اور جو وعدے بھی شیطان انہیں دیتا ہے وہ فریب کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔

اور اگر انسان کے ارمان دنیاوی امور تک ہی رہیں آخرت کے لیے ان میں کوئی جگہ نہ ہو تو وہ راہِ راست سے دور اور گمراہ ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا (18) وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا

الاسراء–19/18

جو شخص دنیا چاہتا ہے تو ہم جس شخص کو اور جتنا چاہیں دنیا میں ہی دے دیتے ہیں پھر ہم نے جہنم اس کے مقدر کر دی ہے جس میں وہ بدحال اور دھتکارا ہوا بن کر داخل ہوگا[19] اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لئے اپنی مقدور بھر کوشش بھی کرے اور مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

اور اگر کسی کے ارمان بیداری اور نیند ہر حالت میں عملی اقدام سے خالی رہتے ہیں، ہر وقت اس پر سستی اور کاہلی کا غلبہ رہتا ہے تو وہ سراب کے سوا کچھ نہیں پائے گا، انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (عقل مند وہی ہے جو اپنا محاسبہ خود کرے اور موت کے بعد کیلیے تیاری کرے، اور عاجز وہ ہے جو ہوس پرستی میں ڈوبا رہے اور اللہ تعالی سے امیدیں لگائے)

اپنے ارمانوں کو پورا کرنے کے لیے جو شخص جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے تعاون لے تو وہ اپنے آپ پر بہت زیادہ ظلم ڈھاتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (جو شخص کسی کاہن یا جادوگر کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کر دے تو وہ محمد -ﷺ- پر نازل شدہ شریعت سے کفر کرتا ہے) اس روایت کو طبرانی نے نقل کیا ہے اور ابن حجر نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

قبر میں جب برزخی زندگی شروع ہوگی تو اس وقت سب سے زیادہ حرج والے ارمان دل میں آئیں گے؛ مومن کا اپنی قبر میں ارمان ہوگا کہ جلدی سے قیامت قائم ہو جائے؛ کیونکہ اسے نعمتیں اور مسرتیں نظر آ رہی ہیں، جبکہ کافر کا قبر میں ارمان یہ ہوگا کہ قیامت قائم نہ ہو؛ کیونکہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ رہا ہوگا۔

میت دوبارہ زندگی میں جانے کی تمنا کرے گی؛ کیونکہ اسے چھوٹ جانے والی عبادات کا ادراک ہوگا، میت تمنا کرے گی کہ اسے نماز پڑھنے کا موقع دے دیا جائے چاہے دو رکعت ہی کیوں نہ ہوں، ایک بار آپ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور فرمایا: (یہ کس کی قبر ہے؟) تو صحابہ کرام نے عرض کیا: ''فلاں کی قبر ہے'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کے ہاں دو رکعت تمہاری بقیہ دنیا سے زیادہ محبوب ہیں)

میت دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گی تا کہ صدقہ اور اللہ کا ذکر کر لے چاہے ایک بار سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہنے کا موقع ہی کیوں نہ ملے، اللہ تعالی نے ان کے بارے میں فرمایا:

وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ

المنافقون–10

اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں ہو جاؤں۔

دردناک ترین تمنا جس سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں وہ روزِ قیامت عذاب جھیلنے والوں کی ندائے حسرت کی صورت میں ہو گی؛ چنانچہ کافر اور نافرمان شخص جس وقت اپنا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پکڑے گا اور اسے اپنا ٹھکانا نظر آئے گا تو وہ مٹی ہو جانے کی تمنا کرے گا۔

ذَلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ مَآبًا (39) إِنَّا أَنْذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَالَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا

النبا–40/39

یہ وہ دن ہے جو ایک حقیقت ہے۔ اب جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف واپس جانے کی راہ اختیار کرے [39] ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا دیا اور (چوکنا کر دیا) ہے جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کو دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلیے قرآن کریم کو بابرکت بنائے، اللہ تعالی مجھے اور آپ سب کو اس کی حکمت بھری نصیحتوں سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، آپ سب بھی اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اسی نے ہمیں خیر و برکتیں عطا کی ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہی ساری مخلوقات کا پروردگار ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی اور سربراہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، آپ کی معجزوں کے ذریعے تائید کی گئی، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، اور تمام صحابہ کرام پر ہر وقت رحمتیں نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

میں تمام سامعین اور اپنے آپ کو تقوی الہی کی نصیحت کرتا ہوں۔

امنگوں کے اس سفر میں اعلی ترین صورت حال اس وقت پیدا ہوگی جب اہل جنت اپنے ارمانوں کے مطابق جنت کی نعمتیں پا لیں گے، پروردگار بھی ان پر فیاضی فرمائے گا اور انہیں اپنے کرم سے عطا فرمائے گا (جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا جب جنت میں جائے گا تو جنت اس کے لیے وسیع اور خوبصورت بن چکی ہوگی، تو پروردگار فرمائے گا: تم اپنی خواہشیں بتلاؤ، تو بندہ اپنی خواہشات بیان کرنا شروع کرے گا تو اللہ تعالی فرمائے گا: تجھے تیری ساری خواہشات دیتا ہوں اور دنیا سے دس گنا زیادہ بھی)

اللہ کے بندوں!

رسولِ ہدیٰ پر درود پڑھو، اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں تمہیں اسی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

یا اللہ! چاروں خلفائے راشدین ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی سے راضی ہو جا، انکے ساتھ ساتھ اہل بیت، اور تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، اور اپنے رحم، کرم، اور احسان کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یا ارحم الراحمین!

یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ! کافروں کیساتھ کفر کو بھی ذلیل ورسوا فرما، یااللہ! تیرے اور دین کے دشمنوں کو نیست ونابود کر دے، یااللہ! اس ملک کو اور تمام اسلامی ممالک کو امن کا گہوارہ بنا دے۔

یااللہ! جو بھی ہمارے بارے میں یا اسلام اور مسلمانوں کے متعلق برے ارادے رکھے تو اسے اپنی جان کے لالے پڑ جائیں، اس کی مکاری اسی کی تباہی کا باعث بنادے، یا سمیع الدعاء! یااللہ! جو بھی ہمارے بارے میں یا اسلام اور مسلمانوں کے متعلق یا ہمارے ملک کے بارے میں برے ارادے رکھے تو اسے اپنی جان کے لالے پڑ جائیں، اس کی مکاری اسی کی تباہی کا باعث بنادے، یا سمیع الدعاء! یااللہ! جو بھی ہمارے بارے میں یا اسلام اور مسلمانوں کے متعلق یا ہمارے ملک کے بارے میں برے ارادے رکھے تو اسے اپنی جان کے لالے پڑ جائیں، اس کی مکاری اسی کی تباہی کا باعث بنادے، یا سمیع الدعاء!

یااللہ! ہم تجھ سے جنت اور اس کے قریب کرنے والے اعمال کی توفیق مانگتے ہیں، نیز جہنم اور اس کے قریب کرنے والے تمام اعمال سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

یااللہ! ہمارے دینی معاملات کی اصلاح فرما، اسی میں ہماری نجات ہے، یااللہ! ہماری دنیا بھی درست فرمادے اسی میں ہمارا معاش ہے، اور ہماری آخرت بھی اچھی بنادے ہم نے وہیں لوٹ کر جانا ہے، اور ہمارے لیے زندگی کو ہر خیر کا ذریعہ بنا، اور موت کو ہر شر سے بچنے کا وسیلہ بنادے، یارب العالمین!

یااللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند بھی فرماتا ہے، یااللہ! ہمیں تو معاف فرمادے۔

یااللہ! ہم تجھ اپنے اگلے پچھلے، خفیہ اعلانیہ تمام گناہوں سمیت ان گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں جنہیں تو ہم سے بھی زیادہ جانتا ہے، تو ہی پست و بالا کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔

یااللہ! ہم تیری نعمتوں کے زوال، تیری طرف سے ملنے والی عافیت کے خاتمے، تیری اچانک پکڑ اور تیری ہمہ قسم کی ناراضی سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

یااللہ! ہمارے سارے معاملات سنوار دے، اور ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی ہمارے اپنے یا اپنی کسی مخلوق کے سہارے پر مت چھوڑنا۔

یااللہ! ہم تجھ سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں، ماضی میں جو کچھ بھی ہوا سب کی معافی چاہتے ہیں۔

یااللہ! ہم پر اپنی برکتوں، رحمتوں اور رزق کے دروازے کھول دے۔

یااللہ! ہماری نیکیوں، زندگی، بیویوں، اولاد، دولت، اور اہل خانہ میں برکت فرما، یااللہ! جہاں بھی ہوں ہمیں برکت والا بنا۔

یااللہ! پوری دنیامیں کمزور مسلمانوں کی مدد فرما، یااللہ! ان کا حامی وناصر اور مددگار بن جا۔

یااللہ! وہ بھوکے ہیں ان کے کھانے پینے کا بندوبست فرما، وہ ننگے پاؤں ہیں انہیں جوتے عطا فرما، ان کے تن برہنہ ہیں انہیں ڈھانپنے کیلیے کپڑے عطا فرما، یااللہ! ان پر ظلم ڈھایا جارہا ہے ان کا بدلہ چکادے، یااللہ! ان پر ظلم ڈھایا جارہا ہے ان کا بدلہ چکادے، یااللہ! ان پر ظلم ڈھایا جارہا ہے ان کا بدلہ چکا دے، یاارحم الراحمین! یاقوی! یاعزیز!

یااللہ! ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے، یاارحم الراحمین!

یااللہ! ہمارے حکمران کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطافرما، یااللہ! انہیں اور ان کے ولی عہد کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطافرما، یا اللہ! انہیں بہترین حاشیہ نشین عطافرما، یارب العالمین! یااللہ! تمام مسلمان حکمرانوں کو کتاب وسنت کے نفاذ کی توفیق عطافرما، یارب العالمین!

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

الأعراف–23

ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اگر تونے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم بہت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

الحشر–10

اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، ان کے لیے ہمارے دلوں میں کدورت نہ رہنے دے، اے ہمارے پروردگار! تو بڑامہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

البقرۃ–201

ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–90

اللہ تعالیٰ تمہیں عدل، احسان اور قرابت داروں کو (امداد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں اس لئے نصیحت کرتا ہے کہ تم اسے (قبول کرو) اور یاد رکھو۔

تم اللہ کا ذکر کرو وہ تمہیں یاد رکھے گا، اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرو وہ تمہیں اور زیادہ عنایت کرے گا، اللہ کی یاد بہت ہی بڑی عبادت ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

(11) عرش الٰہی کا تعارف اور مسجد اقصیٰ کی حالت

فضیلۃ الشیخ جسٹس ڈاکٹر عبد المحسن بن محمد القاسم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

یقیناً تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اس کی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد کے طلب گار ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں، نفسانی اور بُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت عنایت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، اور صحابہ کرام پر ڈھیروں درود و سلامتی نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ سے کما حقہ ڈور، خلوت اور جلوت میں اسی کو اپنا نگہبان اور نگران سمجھو۔

مسلمانوں!

اللہ تعالی صفاتِ جلال اور جمال سے موصوف ہے۔ اس کی ذات، اسما، صفات اور افعال سب ہی کامل ترین ہیں۔ اس کا کوئی ہم نام یا ہم سر نہیں، اس کی کوئی شبیہ یا اس کا کوئی ثانی نہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ

الشوریٰ–11
اس کی مثل کوئی نہیں ہے اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالی کے خصوصی ناموں میں سے "خالق" اور "الخلّاق" ہیں۔ پیدا کرنا اللہ تعالی کی صفت اور فعل ہے، یہ ایسی صفت ہے جو اللہ تعالی کے سوا کسی اور کے لائق نہیں۔ اللہ تعالی کا خالق ہونا واضح ترین علم ہے۔ اللہ تعالی کا خالق ہونا ہر حقیقت کی بنیاد ہے کیونکہ تمام کی تمام موجودات اسی کے ایجاد اور پیدا کرنے کی وجہ سے ہیں۔ وہی پیدا کرتا ہے اور جانتا ہے، اسی لیے تمام اقوام اس کے خالق ہونے کی قائل رہی ہیں، نیز اللہ تعالی نے شرک و کفر کرنے والوں پر اسی صفت کو حجت بنایا اور فرمایا:

أَمۡ خُلِقُواْ مِنۡ غَيۡرِ شَيۡءٍ أَمۡ هُمُ ٱلۡخَٰلِقُونَ

الطور–35
کیا انہیں عدم سے وجود دیا گیا ہے یا وہ [اپنے آپ کو] خود ہی پیدا کرنے والے ہیں؟

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "جب میں نے یہ آیات سنی تو قریب تھا کہ میرا دل ہوا ہو جاتا" متفق علیہ

ہمارا پروردگار بلا نمونے کے پیدا کرنے والا ہے اس میں اس کا کوئی ساتھی نہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

هَلۡ مِنۡ خَٰلِقٍ غَيۡرُ ٱللَّهِ

فاطر–3
کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے!؟

اگر پورے جہان کے لوگ بھی کسی معمولی چیز کو پیدا کرنے کیلیے جمع ہو جائیں تو پیدا نہیں کر پائیں گے، فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ

الحج–73

اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے چاہے سب اس کیلیے جمع ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

وہی بہت زیادہ پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

کسی بھی چیز کا وجود اسی کی تخلیق ہے؛ کیونکہ

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

الزمر–62

اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔

اس کی مخلوقات بہت زیادہ اور لا متناہی ہیں، تخلیق میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

المؤمنون–14

اللہ برکتوں والا ہے اور وہ سب سے بہترین خالق ہے۔

وہ ازل سے اپنی مرضی کے ساتھ پیدا کرتا چلا آ رہا ہے، جو چاہتا ہے کہ کر گزرتا ہے، جو بھی پیدا کرتا ہے اسے کامل مہارت سے بناتا ہے۔

الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى (2) وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى

الاعلى–3/2

وہی پیدا کرتا ہے اور درست بناتا ہے [2] وہی صحیح تخمینہ لگاتا ہے اور ہدایت دیتا ہے۔

تمام مخلوقات اس کی تدبیر اور تخمینوں کا مظہر ہیں فرمانِ الہی ہے:

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا

الفرقان–2
اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کا صحیح تخمینہ بھی لگایا۔

تمام مخلوقات اسی کے تسلط اور اختیار میں ہیں، نیز اللہ تعالی نے ہر مخلوق کی معین مقدار بنائی۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ

القمر–49
بیشک ہم نے ہر چیز کو خاص مقدار میں پیدا کیا ہے۔

ہر مخلوق کی تخلیق حکمت سے بھری ہوئی اور فضولیات سے مکمل طور پر منزّہ ہے:

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ

المؤمنون–115
کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تمہیں عبث پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف نہیں لوٹایا جائے گا؟!

اللہ تعالی کی تخلیق میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (38) مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

الدخان–39/38
ہم نے آسمانوں، زمین اور ان کے مابین چیزوں کو کھیل کود میں پیدا نہیں کیا [38] ہم نے انہیں حقیقی مصلحت پر پیدا کیا ہے۔

سارا جہاں اللہ تعالی کی ربوبیت کا گواہ ہے، اور ہر چیز اس بات کی دلیل ہے کہ وہ یکتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ (6) وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (7) تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ

ق–8/6

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی شگاف نہیں اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس میں مضبوط پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں ہر طرح کی پر بہار چیزیں اگائیں [8] یہ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے بصیرت اور سبق ہے۔

اللہ کی مخلوقات میں بھی اسماو صفات کی بہت سے دلیلیں ہیں، جیسے کہ فرمانِ باری تعالی ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا

الطلاق–12

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمانوں اور انہی کے مثل زمین کو بھی پیدا کیا۔ اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے؛ تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالی نے ہر چیز کو علم سے گھیر رکھا ہے۔

تمام مخلوقات اجتماعی اور انفرادی ہر اعتبار سے اللہ کے حقیقی معبود ہونے کی دلیل ہیں، اس سے اللہ تعالی اپنی وحدانیت ثابت بھی فرمائی؛ ارشاد باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

البقرۃ–21

لوگو! تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

تمام مخلوقات کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ والہانہ تعلق رکھیں اور اسی کی بندگی کریں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

الذاریات–56

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلیے ہی پیدا کیا ہے۔

اللہ کو چھوڑ کر کسی بھی چیز کی پرستش کی جائے تو یہ باطل ہے؛ کیونکہ وہ چیز کسی کو پیدا نہیں کر سکتی، فرمانِ باری تعالی ہے:

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ

الاعراف–191

کیا وہ ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے [بلکہ] وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں۔

مخلوقات کے بارے میں سوچ وبچار نصیحت اور عبرت کا باعث ہے، اس سے خالق کی تعظیم کیلیے رغبت پیدا ہوتی ہے، یہ ایمان میں اضافے کا باعث بھی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (190) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

آل عمران-191/190

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور رات اور دن کے باری باری آنے جانے میں اہل عقل کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے اور آسمانوں زمین کی تخلیق میں سوچ بچار کرتے (اور پکار اٹھتے) ہیں۔ ''ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا تیری ذات اس سے پاک ہے۔ پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

سب سے عظیم اور بڑی مخلوق رحمن کا عرش ہے، اللہ تعالی نے عظمت کو عرش کی صفت قرار دیا ہے، اور عرش کی لمبائی چوڑائی اس کو بنانے والا ہی جانتا ہے، عرش اللہ تعالی کی مخلوق ہے:

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

الانعام–102

یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہی ہر چیز کا خالق ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے آپ کو عرش کا پروردگار بیان کر کے اپنی تعریف بھی بیان فرمائی ہے:

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

التوبۃ–129
[اللہ] عرش عظیم کا پروردگار ہے۔

نیز اپنی تعریف میں عرش کی ملکیت کو بھی بیان کیا کہ میں ہی اس کا مالک ہوں اور فرمایا:

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ

غافر–15
بلند درجوں والا اور عرش والا ہے۔

اس کی تفسیر میں ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالی عرش عظیم کا مالک ہے جو کہ تمام مخلوقات سے بلند و بالا ہے''۔

اللہ تعالی نے عرش کا مقام و مرتبہ بڑھانے کیلیے اسے اپنی نسبت بھی عطا کی اور فرمایا:

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ

البروج–15
[اللہ] عرش والا اور بزرگی والا ہے۔

اللہ تعالی نے اسے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے پیدا کیا تھا:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

ھود–7

وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ تعالی موجود تھا اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی، اللہ کا عرش پانی پر تھا، پھر اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور ذکر [یعنی لوح محفوظ] میں ہر چیز لکھ دی) بخاری

اللہ تعالی نے قلم کو جس وقت پیدا فرمایا تو سب سے پہلے اسے تقدیریں لکھنے کا حکم دیا، عرش اس سے بھی پہلے پیدا ہو چکا تھا، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل تمام مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں، اور اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا) مسلم

عرش غیبی چیز ہے یعنی ہم اسے دنیا میں نہیں دیکھ سکتے، تاہم اللہ تعالی نے ہمیں اس کی کچھ صفات کے بارے میں بتلایا ہے تاکہ اللہ پر ایمان پختہ ہو اور یہ بات بھی ذہن میں محکم ہو جائے کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق سے بلند ہے۔

چنانچہ عرشِ الٰہی پورے جہان پر قبے کی طرح ہے، نبی ﷺ نے عرش کو ایسے ہی بیان کیا اور فرمایا: (بیشک اللہ کا عرش آسمانوں کے اوپر ایسے ہے) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کے ساتھ قبے کی طرح کا اشارہ فرمایا۔ ابو داود

عرش کے پائے اور پہلو بھی ہیں، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (لوگ قیامت کے دن مدہوش ہوں گے اور سب سے پہلے مجھ سے زمین پھٹے گی، [لیکن پھر بھی] موسی عرش کا ایک پایہ تھامے ہوئے مجھ سے پہلے کھڑے ہوں گے۔ اب معلوم نہیں کہ وہ بھی مدہوش ہوئے تھے یا پہلے [دنیا میں تجلی کے وقت آنے] والی بیہوشی کی وجہ سے حساب برابر ہو گیا!؟۔) متفق علیہ۔

اسی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: (موسی عرش کے پہلو کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔) یہ الفاظ صرف بخاری میں ہیں۔

آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے عرش پانی پر تھا، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

ھود–7

اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

اور تخلیق کے بعد سے لے کر اب تک پانی پر ہی ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ کا عرش پانی پر ہے، اور اللہ عرش کے اوپر ہے، اس کیلیے تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں) ابن خزیمہ

عرش سب سے اعلی اور بلند مخلوق ہے، وہ تمام مخلوقات کیلیے چھت بھی ہے، اللہ تعالی نے عرش کو اپنا خصوصی قرب دیا، اس سے بڑھ کر کوئی مخلوق اللہ کے قریب نہیں نیز چونکہ اللہ تعالی پاکیزہ ذات ہے لہذا اس کے قریب بھی پاکیزہ چیز ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالی نے عرش کو پیدا فرما کر اسے اپنی تمام مخلوقات سے امتیازی بلندی عطا فرمائی ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "عرش تمام مخلوقات کیلیے چھت ہے، تمام آسمان، زمینیں، ان کے درمیان اور ان کے اندر کی ہر چیز عرش سے نیچے ہیں، سب کی سب اللہ تعالی کے اختیار، قدرت اور علم میں گھری ہوئی ہیں، اللہ تعالی کے تخمینے ہر چیز پر درست ثابت ہوتے ہیں اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے"۔

اللہ تعالی نے آسمان کو بزرگی سے موصوف فرمایا:

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ

البروج–15

وہ بزرگی والے عرش کا مالک ہے۔ یعنی جب "الْمَجِيدِ" کی دال پر زیر پڑھی جائے یہ بھی متواتر قراءت ہے۔ تفصیلات کیلیے اسی آیت کے تحت تفسیر طبری دیکھیں۔ [مترجم]

عرش کی بزرگی کا مطلب یہ ہے کہ یہ عرش بہت بڑا ہے، اس کی شان بہت اعلی ہے، بہت ہی معزز ہے، اس میں بہت سی خوبیاں ہیں مخلوقات میں اس سے بڑھ کر کوئی نہیں، اس کا منظر اور شکل وصورت انتہائی لبھانے والی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

المؤمنون–116

پس بہت بلند ہے اللہ، وہ سچا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، عزت والے عرش کا پروردگار ہے۔

عرش سب سے وزنی مخلوق ہے، ایک بار نبی ﷺ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے صبح سویرے فجر کی نماز کے وقت گزرے تو سیدہ جویریہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھی تھیں، پھر جب آپ ﷺ چاشت کے وقت کے بعد واپس آئے تو تب بھی سیدہ جویریہ وہیں بیٹھیں تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (کیا آپ اس وقت سے اسی حالت میں بیٹھی ہیں جس حالت پر میں چھوڑ کر گیا تھا؟) انہوں نے کہا: "جی ہاں" تو نبی ﷺ نے فرمایا: (میں

نے تمہارے بعد چار جملے تین بار کہے ہیں اگر انہیں اب تک کے تمہارے کئے ہوئے اذکار سے تولا جائے تو میرے جملے تمہارے اذکار سے وزنی ہو جائیں گے:

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، عَدَدَ خَلْقِہٖ، وَرِضَا نَفْسِہٖ، وَزِنَةَ عَرْشِہٖ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِہٖ"

مسلم

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اس سے واضح ہوتا ہے کہ عرش کا وزن سب سے زیادہ ہے۔''

عرش کے سامنے عظمت والی کرسی ہے اسی کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

البقرۃ–255

اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے بڑی ہے۔

کرسی عرش کا زینہ ہے۔ کرسی آسمان وزمین سے بڑی ہونے کے باوجود بھی عرش کے سامنے ایسے ہے کہ جس طرح کوئی لوہے کا کڑا کھلے میدان میں گرا ہوا ہو۔

عرش کو اٹھانے کیلیے اللہ تعالی نے چار بہت بڑے بڑے فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے، یہ فرشتے ہر وقت اللہ تعالی کی تسبیح، ثنا اور مومنوں کیلیے استغفار کرتے رہتے ہیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

غافر–7

عرش اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتے اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں نیز ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''ہمارے پروردگار! تونے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے''۔

عرش کے گرد وپیش موجود فرشتوں کا کام ہی ذکر اور دعا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الزمر–75

اور تو فرشتوں کو دیکھے گا عرش کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں۔اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے معبود ہونے کیلیے عرش کا پروردگار ہونا دلیل کے طور پر پیش کیا اور فرمایا:

قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

المؤمنون–86

آپ کہہ دیں: ساتوں آسمانوں، زمین اور عرش عظیم کا پروردگار کون ہے؟

اللہ تعالی نے توحید الوہیت بیان کر کے واضح کیا کہ وہ عرش عظیم کا رب ہے، چنانچہ فرمایا:

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

النمل–26

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہی عرش عظیم کا پروردگار ہے۔

جھوٹے لوگوں کے الزاموں کو مسترد کرنے کیلیے بھی بتلایا کہ اللہ تو عظیم ترین مخلوق یعنی عرش کا خالق ہے وہ ان الزام تراشیوں سے بالکل منزّہ ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ

الزخرف–82

پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار اور عرش کا رب ان کی بیان کردہ باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں کثرت سے وسیلہ دیتے کہ اللہ عرش کا پروردگار ہے، عرش کی تخلیق پر اللہ کی ثنا بیان کرتے اور مصیبت کے وقت اللہ تعالی کی اس صفت کا واسطہ دیتے ہوئے دعا فرماتے:

لَا إِلَـهَ إِلاَّ اللّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ. لَا إِلَـهَ إِلاَّ اللّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ .لَا إِلَـهَ إِلاَّ اللّهُ رَبُّ السَّمٰوٰاتِ، وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

متفق علیہ

حدیث ہے: (رشتہ داری عرش کے ساتھ چمٹ کر کہتی ہے: جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑ دے اور جو مجھے توڑے اللہ اسے توڑ دے) مسلم (جس وقت اللہ تعالی نے مخلوقات کو مکمل کر لیا تو اللہ تعالی نے ایک نوشتہ تحریر فرمایا جو اللہ کے پاس عرش پر ہے کہ: میری رحمت میرے غضب پر بھاری ہے)۔

سورج روزانہ عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (سورج جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے، اللہ تعالی کے فرمان:

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

یٰس–38

اور سورج اپنے ٹھکانے کی جانب چلتا ہے، یہ غالب اور علم رکھنے والے کے تخمینے کے مطابق ہوتا ہے۔

کا یہی مطلب ہے) متفق علیہ

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے اللہ تعالی کے فرمان:

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا

یٰس–38

اور سورج اپنے ٹھکانے کی جانب چلتا ہے۔

کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

(سورج کاٹھکانا عرش کے نیچے ہے) متفق علیہ

رحمن کا عرش ایک عظیم صحابی کی وفات پر لرزاٹھا تھا جن کو اسلام قبول کئے ہوئے ابھی صرف چھ سال ہی گزرے تھے تاہم ان کی قوم کے تمام افراد ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے تھے، جس وقت وہ فوت ہوئے تو ان کی عمر صرف 37 برس تھی، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (سعد بن معاذ کی موت پر رحمن کا عرش بھی کانپ اٹھا ہے) امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "یہ حدیث متواتر ہے، اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے"۔

کل مخلوقات کے فنا ہو جانے پر اللہ تعالی نے عرش کو خصوصیت بخشی کہ وہ باقی ہی رہے گا، چنانچہ عرش ان مخلوقات میں شامل نہیں ہے جنہیں قیامت کے دن مٹھی میں لیا جائے گا یا لپیٹ دیا جائے گا، نیز اہل سنت کا اتفاق ہے کہ عرش فنا نہیں ہو گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "عرش اللہ تعالی کی ان مخلوقات میں شامل نہیں جو چھ دن میں پیدا کی گئیں، اللہ تعالی عرش کو شق نہیں فرمائے گا اور نہ ہی اسے ختم کرے گا، بلکہ مشہور احادیث بھی قرآن مجید کی طرح اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ عرش باقی رہے گا"۔

آخرت کے دن عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اور اللہ تعالی مخلوقات کے مابین فیصلے کیلیے آئے گا، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَيَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَئِذٖ ثَمَٰنِيَةٞ

الحاقة—17
اور تیرے رب کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

جس وقت لوگ انبیائے کرام سے شفاعت طلب کریں گے تو تمام انبیائے کرام قیامت کی سختی اور ہولناکی کی وجہ سے شفاعت کرنے سے معذرت کر لیں گے، تو پھر لوگ سید الخلق ہمارے نبی ﷺ کے پاس پہنچیں گے، اس بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے: (وہ میرے پاس آئیں گے، پھر میں عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پھر کہا جائے گا: "محمد! سر اٹھائیں، شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، مانگیں آپ کو دیا جائے گا") متفق علیہ۔

جس وقت محشر میں لوگوں کی تکالیف بڑھ جائیں گی، سورج سر کے ایک میل قریب آ جائے گا تو اللہ تعالی اپنے چنیدہ بندوں کو اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (سات قسم کے افراد کو اللہ تعالی عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا: 1) عادل حکمران، 2) اپنے پروردگار کی عبادت میں پروان چڑھنے والا نوجوان، 3) ایسا آدمی جس کا دل مسجد سے جڑا ہوا ہو 4) دو ایسے آدمی جو اللہ کیلیے آپس میں محبت کرتے ہوا سی پر ملیں اور جدا ہوتے ہوں 5) ایسا آدمی جس سے جاہ وجمال والی خاتون بدکاری کا مطالبہ کرے اور

وہ کہہ دے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں 6) ایسا شخص جو صدقہ کرتے ہوئے اتنا خفیہ انداز اپنائے کہ بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا؟ 7) ایسا شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں نم ہو جائیں) متفق علیہ۔

[ایک اور حدیث ہے کہ:](اللہ کے لیے محبت کرنے والے اللہ کے عرش کے سائے تلے ہوں گے) احمد۔

جنت کے مختلف درجے ہیں ان میں سب سے اعلی جنت الفردوس ہے اور اس کی چھت رحمن کا عرش ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (جب بھی اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو؛ کیونکہ یہ سب سے بہترین اور بلند ترین جنت ہے، اسی میں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں اور اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے۔) بخاری۔

ان تمام تر تفصیلات کے بعد: مسلمانوں!

اگر اللہ کا عرش اتنا عظیم اور بڑا ہے تو پھر اللہ تعالی کی ذات اس سے بھی بڑی اور عظیم ہے، وہ ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے، اسے کوئی چیز اپنے گھیرے میں نہیں لے سکتی، وہ ہر چیز پر غالب ہے اس پر کوئی چیز غالب نہیں، وہ اتنا خفیہ ہے کہ مخلوق تک رسائی سے اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ مخلوق کی شان اصل میں اللہ تعالی کی عظمت اور کبریائی کی دلیل ہے، مخلوق کی عظمت اللہ تعالی کی شان و شوکت کی دلیل ہے، ایک مسلمان کیلیے ایمان بالغیب اور یقین شرف کی بات ہے، اسی پر ایمان کا دار و مدار ہے، اللہ تعالی نے اپنے متقی بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ

البقرة–3

وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

پھر غیب پر ایمان لانے والوں کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:

أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

البقرة–5

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ایمان بالغیب، خشیت، عظمتِ الہی کے اقرار اور اطاعت کی وجہ سے انسان کا دل مطمئن رہتا ہے، انسان کی شرح صدر ہوتی ہے، دنیاوی اور اخروی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ:

هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

لقمان–11

یہ اللہ کی تخلیق ہے، مجھے دکھاؤ کہ اللہ کے علاوہ دوسروں نے کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم تو واضح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلیے قرآن مجید کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو ذکرِ حکیم کی آیات سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، تم بھی اسی سے بخشش مانگو، بیشک وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں کہ اس نے ہم پر احسان کیا، اسی کے شکر گزار بھی ہیں کہ اس نے ہمیں نیکی کی توفیق دی، میں اس کی عظمت اور شان کا اقرار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں وہ یکتا اور اکیلا ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی ان پر، ان کی آل اور صحابہ کرام پر ڈھیروں رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرمائے۔

مسلمانوں!

ذات باری تعالی کا اپنی مخلوق سے بلند ہونا فطرتی طور پر مسلمہ امر ہے، عقل سلیم بھی اسی کو تسلیم کرتی ہے، کتاب و سنت کے صریح دلائل بھی یہی کہتے ہیں، نیز یہ کمال مطلق کا تقاضا بھی ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالی کے مخلوق سے بلند ہونے کے متعلق ایک ہزار سے زائد دلائل ہیں''۔

اللہ تعالی اپنی شایان شان کیفیت کے ساتھ عرش پر مستوی ہے، اور یہ عظیم ترین مخلوق [یعنی عرش] پر خاص علو ہے:

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى

طٰہٰ–5

رحمن عرش پر مستوی ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ""ہم اور تابعین تواتر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے عرش پر ہوتے ہوئے یہ فرمایا اور احادیث میں ذکر ہونے والی جلیل القدر صفات پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں""۔

نبی ﷺ کی شان اور آپ کے عظیم پیغام کی وجہ سے آپ کو مکہ سے مسجد اقصی لے جایا گیا، پھر وہاں سے انہیں ساتویں آسمان تک اوپر لے جایا گیا، آپ نے محرر فرشتوں کے قلموں کے چلنے کی آواز بھی سنی۔

اللہ تعالی نے مسجد اقصی کا مقام و مرتبہ واضح کرنے کی غرض سے نبی ﷺ کے اسرا کیلیے اسے منتخب فرمایا، وہیں سے آپ کا سفرِ معراج شروع ہوا، مسجد اقصی کو انبیائے کرام نے بنایا ہے، یہ قبلہ اول اور مسجد الحرام کے بعد بنائی جانے والی دنیا کی دوسری مسجد ہے، نیز مسجد اقصی ان تین مساجد میں سے ایک ہے جن کی جانب ثواب کی نیت سے رخت سفر باندھ سکتے ہیں، یہیں پر نبی ﷺ نے انبیائے کرام اور رسولوں کی امامت کرواتے ہوئے نماز پڑھائی، اللہ تعالی نے اس مسجد میں اور اس کے ارد گرد خطے کو بابرکت بنایا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ

الاسراء–1

[مسجد اقصی] جس کے آس پاس ہم نے برکت فرمائی۔

بیت المقدس اور اس کے آس پاس کے علاقے کی جانب لوگ محشر کیلیے جمع ہوں گے۔ مسجد اقصی سے محبت دین اور ایمان کا حصہ ہے، نیز مسجد اقصی کی تعظیم اللہ تعالی کی تعظیم میں بھی شامل ہے، جس وقت سے انبیائے کرام کی یہ مسجد قید میں ہے اس وقت سے وہاں کے حالات مایوس کن ہیں، وہاں سے المناک خبریں آتی ہیں، دردناک مسائل وہاں پر کھڑے کر دیئے گئے ہیں، مسجد اقصی کی عمارت کی بے حرمتی اور اسے جلا دیا جاتا ہے۔ نمازوں اور ذکرِ الہی سے منع کیا جاتا ہے، مسجد کے احاطے میں عبادت گزاروں کا قتل عام اور انہیں تکلیفیں دی جا رہی ہیں، اللہ کے اس پر امن گھر کو دہشت اور وحشت کی جگہ میں بدل دیا گیا ہے۔

اللہ تعالی مسجد اقصی کو دوبارہ مسلمانوں کو لوٹانے پر قادر ہے کہ مسلمان مسجد اقصی کو عبادت گزاری اور ذکر الہی سے آباد کریں، لیکن اس کیلیے مسلمانوں کو اللہ تعالی کے احکامات کی پابندی کرنی ہوگی؛ کیونکہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے:

إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ

محمد–7

اگر تم اللہ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

اللہ تعالی سعودی حکمرانوں کو جزائے خیر سے نوازے کہ انہوں نے اس مسئلے کے حل کیلیے بھرپور کاوشیں کیں۔

یہ بات جان لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الاحزاب–56
اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

اللهم صل وسلم وبارک علی نبینا محمد، یااللہ!

حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے والے خلفائے راشدین: ابو بکر، عمر، عثمان، علی سمیت بقیہ تمام صحابہ سے راضی ہو جا؛ یااللہ! اپنے رحم و کرم اور جود و سخا کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یاأکرم الاکرمین!

یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، شرک اور مشرکوں کو ذلیل فرما، یااللہ! دین کے دشمنوں کو نیست و نابود فرما، یااللہ! پوری دنیا میں مسلمانوں کے حالات سنوار دے، یا قوی! یا عزیز! یااللہ! مسلم خطوں کی حفاظت فرما، یااللہ! خونِ مسلم کی حفاظت فرما، یااللہ! مسلمانوں کے تمام ممالک کو خوشحال اور امن کا گہوارہ بنادے۔ یاذوالجلال والاکرام! یااللہ! تمام مسلمانوں کو مکمل طور پر اپنی جانب متوجہ فرمالے۔

یااللہ! ہمارے حکمران کو تیری رہنمائی کے مطابق توفیق عطا فرما، اور ان کے سارے اعمال تیری رضا کیلیے مختص فرما، یااللہ! تمام مسلم حکمرانوں کو تیری کتاب پر عمل کرنے اور نفاذِ شریعت کی توفیق عطا فرما، یارب العالمین!

یااللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

یااللہ! ہمارے فوجیوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ! انہیں ثابت قدم بنا، اور انہیں دشمنوں کے خلاف کامیاب فرما، یارب العالمین!

یااللہ! ہمارے ملک کو خوشحال، آسودہ، اور مستحکم بنا، یا قوی! یا عزیز! یااللہ! ہم نے اپنی جانوں پر بہت ظلم کیا اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم خسارہ پانے والے بن جائیں گے۔

اللہ کے بندوں!

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–90

اللہ تعالی تمہیں عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں وعظ کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

تم عظمت والے جلیل القدر اللہ کا ذکر کرو تو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا، اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرو تو وہ تمہیں اور زیادہ دے گا، یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، تم جو بھی کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہے۔

(12) ہم خوشحال زندگی کیسے گزار سکتے ہیں؟

فضیلۃ الشیخ جسٹس حسین بن عبد العزیز آل الشیخ حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے سعادت مندی اور مسرتیں اپنے اطاعت گزار بندوں کے لئے لکھ دی ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہی پہلے اور بعد میں آنے والے سب لوگوں کا معبود ہے، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد اللہ کے بندے اور تمام انبیاء میں افضل ترین ہیں، یا اللہ! ان پر، ان کی آل، اور تمام صحابہ کرام پر رحمتیں، سلامتی، اور برکتیں نازل فرما۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

مسلمانو! میں تمہیں اور اپنے آپ کو تقوی الہی کی نصیحت کرتا ہوں، اسی میں سعادت مندی اور خوشحالی پنہاں ہے۔

اللہ کے بندوں!

ذہنی سکون، دلی اطمینان اور سعادت پوری انسانیت کے مقاصد میں شامل ہے، یہ ساری بشریت کا ہدف ہے، سب لوگ انہیں حاصل کرنے کیلیے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر خوب کوشش اور تگ ودو کرتے ہیں، لیکن انسان جتنی بھی کوشش کرلے اس کیلیے دنیا کی جتنی مرضی رنگینیاں جمع کرلے، خواہشات نفس پوری کرنے کیلیے جتنی بھی دوڑ دھوپ کرلے، انہیں یہ سب ملنے والا نہیں ہے وہ تو اس کی راہ کے راہی بھی نہیں بن سکتے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ خوشحال اور زندگی میں لہر بہر کی تمام تر صورتوں کا راز خالق انسانیت کے اس فرمان میں پنہاں ہے۔ فرمانِ باری تعالی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

النحل–97

جو مرد یا عورت ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے تو ہم اسے خوشحال زندگی بسر کرائیں گے اور ان کے بہترین اعمال کے مطابق انہیں ان کا اجر عطا کریں گے۔

اس آیت کریمہ میں محقق مفسرین کے ہاں "خوشحال زندگی" سے مراد دنیا کی زندگی ہے، جبکہ آخرت کی زندگی میں ملنے والی مسرتیں، خوشیاں، راحتیں اور نعمتیں اس کے علاوہ ہیں۔

اس راز سے مراد اللہ پر ایسا ایمان ہے جس میں انسان شرک سے پاک خالص اطاعت کے ساتھ اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے، ایسا ایمان انسانی زندگی کی ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے سعادت مندی بنتا ہے، یہ انسان کی شرح صدر کرتا ہے، دل مطمئن رہتا ہے، حتی کہ اگر تنگی اور ترشی آ بھی جائے تو وہ اس زحمت کو بھی رحمت میں تبدیل کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے، انسان کا دل ہمیشہ راحت، مسرت اور خوشی سے سرشار رہتا ہے، اللہ تعالی پر ایمان کی بدولت انسان محبت اور معرفتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ اسی سے تعلق رکھتا ہے، اسی پر توکل کرتا ہے، نیز اسی کی جانب متوجہ رہتا ہے:
فرمانِ باری تعالی ہے:

وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ

التغابن–11

اور جو بھی اللہ تعالی پر ایمان لائے تو وہ اسے ہدایت سے نوازتا ہے۔

اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مومن کا معاملہ تعجب خیز ہے کہ اس کا سارے کا سارا معاملہ ہی خیر والا ہے، اور یہ خوبی صرف مومن کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ اگر مومن کو تکلیف پہنچے تو مومن اس پر صبر کرتا ہے، تو یہ تکلیف اس کیلیے بھلائی کا باعث بن جاتی ہے۔ اور اگر مومن کو خوشی ملے تو وہ اس پر شکر کرتا ہے تو یہ خوشی اس کیلیے بھلائی کا باعث بن جاتی ہے) مسلم

یہ ایمان ہی ہے جو انسان کو ملی ہوئی معمولی دنیا پر بھی خوش کر دیتا ہے، اللہ تعالی کی عنایت پر راضی کر دیتا ہے، اور اللہ تعالی کی نوازشوں پر قناعت پسند بنا دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جو شخص اپنے گھر میں صبح اس طرح بیدار ہو کہ جسمانی طور پر صحت مند ہو، اس دن کی خوراک اس کے پاس ہو، تو گویا وہ ایسے ہے کہ اس کیلیے ساری دنیا سمیٹ دی گئی ہو) ترمذی، ابن ماجہ

چنانچہ مسرتوں اور نعمتوں سے بھرپور کامیابی صرف ایسے ہی ممکن ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے: (یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دے، اللہ تعالی اسے ضرورت کے مطابق رزق دے، نیز اللہ تعالی اسے جو کچھ بھی عنایت کرے اس پر قناعت عطا کر دے) مسلم

اسی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے سلف صالحین میں سے کسی نے کہا: "اللہ کی قسم! ہم ایسی سعادت میں ہیں کہ اگر بادشاہوں کی اولاد کو اس کا علم ہو جائے تو اسے پانے کیلیے ہم پر تلواریں سونت لیں"۔ کسی نے تو یہ بھی کہا: "بسا اوقات میری ایسی کیفیت ہو جاتی ہے اور میں کہہ اٹھتا ہوں: اگر جنتی لوگوں کو ایسی کیفیت میسر ہو تو وہ واقعی پر تعیش زندگی میں ہوں گے"۔

مسلم اقوام:

دل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو تو اسے جوڑنے کیلیے صرف اللہ تعالی سے لگاؤ ہی کارگر ثابت ہوتا ہے۔ دل وحشت زدہ ہو تو اس کی تنہائی اللہ تعالی سے محبت کے ذریعے ہی ختم ہو سکتی ہے۔ دل کے غموں کو وحدانیتِ الٰہی اور معرفت الٰہی سے زائل کیا جا سکتا ہے۔ دلوں میں حسرت کی آگ بھڑک اٹھے تو اللہ کے احکامات، نواہی اور تقدیر پر کامل ایمان سے اسے بجھایا جا سکتا ہے۔ اور اسی کا نام دنیا ہے۔

اللہ تعالی کی محبت، اسی کی جانب رجوع اور اللہ تعالی کی دائمی یاد دل کی پیاس مٹا سکتی ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

الرعد–28

خبردار! اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے تھے: (بلال! نماز کے ذریعے ہمیں راحت پہنچاؤ) اسے ابو داود نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ، یہ مطلب نہیں ہے کہ نماز سے ہماری جان چھڑاؤ۔

ایسے ہی آپ ﷺ کا فرمان ہے: (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) اسے نسائی نے روایت کیا ہے اور متعدد حفاظ حدیث نے اسے صحیح کہا ہے۔

لہذا اگر کوئی شخص ابدی راحت اور قلب و جان میں ظاہری و باطنی دائمی خوشحالی کا متمنی ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے نفس کو اللہ تعالی کے احکامات کے مطابق ڈھال لے، اپنی زندگی کے ہر گوشے کو اللہ تعالی کی اطاعت میں گزارے تو پھر وہ اس دنیا میں بھی مختلف نعمتوں کے مزے لوٹے گا اور آخرت میں بھی، فرمانِ باری تعالی اسی کے بارے میں کہ:

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ

الانفطار–13
بیشک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے۔

مسلمان! اللہ تعالی کی نافرمانی سے دور رہو؛ کیونکہ اس کا وبال حسرت اور خسارہ ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''جس وقت انسان اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالی اس پر اپنے دو سپاہی مسلط کر دیتا ہے یہاں تک بندہ توبہ نہ کرلے: پہلا سپاہی: ''غم'' اور دوسرا سپاہی ''پریشانی'' اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا

طٰہ–124
اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا تو اس کیلیے تنگ زندگی ہوگی۔

اس لیے مسلمان! اپنے دل کا تعلق صرف اللہ تعالی سے بناؤ، اپنے پروردگار کے بارے میں حسن ظن رکھو، اگر تم متقی اور پاک صاف بن جاؤ تو تمہیں سعادت مندی اور خوشحالی نصیب ہوگی، ہمارے پروردگار کا فرمان ہے:

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ

الزمر–22
کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالی نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو خوشیاں اور مسرتیں عطا فرمائے۔

میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اپنے لیے، آپ سب اور تمام مسلمانوں کیلیے اللہ تعالی سے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں آپ بھی اسی سے بخشش مانگو بیشک وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

میں اپنے پروردگا کی حمد بیان کرتا ہوں اور اسی کا شکر گزار ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

مسلمانوں!

محصور وہ ہے جس کا دل پروردگار سے روک دیا جائے، اسیر وہ ہے جو اپنی خواہشات کا اسیر ہو، پریشان وہ ہے جو اپنے آپ کو گناہوں میں ملوّث کر لے، مغموم وہ ہے جو اپنے نفس کو تباہ کن گناہوں اور شرعی خلاف ورزیوں میں ڈبو لے۔

کسی صاحب معرفت کا کہنا ہے کہ: ''دنیا میں سے مسکین لوگ دنیا سے چلے جاتے ہیں لیکن دنیا کی بہترین چیز سے لطف اندوز نہیں ہوتے۔ کہا گیا: وہ کیا چیز ہے؟ تو بتلایا: اللہ کی محبت، اللہ کے ساتھ انس، اللہ سے ملنے کا شوق، صرف اسی کی جانب متوجہ ہو کر بقیہ ہر چیز سے روگردانی کا لطف''۔

فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

الأحقاف–13

یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر ڈٹ گئے انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔

اللہ تعالی نے ہمیں جلیل القدر عمل یعنی نبی کریم ﷺ پر درود و سلام کا حکم دیا ہے، یا اللہ! ہمارے نبی اور رسول محمد -ﷺ- پر رحمتیں، برکتیں، اور سلامتی نازل فرما۔

یا اللہ! خلفائے راشدین، اہل بیت، صحابہ کرام اور قیامت تک ان کے نقش قدم پر چلنے والوں سے بھی راضی ہو جا۔

یا اللہ! یاذوالجلال والاکرام! یا اللہ! ہم تیرے اسماوصفات کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ ہمارے بھائیوں پر فلسطین میں امن وامان نازل فرما، یا اللہ! ان کی آزمائشیں ختم فرما، یا اللہ! ان کی پریشانیاں ختم فرما، یا اللہ! ان کی تنگی کا خاتمہ فرما، یا اکرالاکرمین! یاارحم الراحمین!

یااللہ ! فلسطینیوں اور تمام مسلمانوں کے دشمنوں پر اپنی پکڑ نازل فرما، یااللہ ! فلسطینیوں اور تمام مسلمانوں کے دشمنوں پر اپنی پکڑ نازل فرما، یااللہ ! فلسطینیوں اور تمام مسلمانوں کے دشمنوں پر اپنی پکڑ نازل فرما، یاذوالجلال والاکرام !

یااللہ ! دشمنانِ اسلام کی منصوبہ بندیاں غارت فرما، یااللہ ! دشمنانِ اسلام کی منصوبہ بندیاں غارت فرما، یااللہ ! ان کے خلاف تدبیر فرما، یاحیی ! یا قیوم ! یااللہ ! وہ مسلمانوں کے خلاف دن رات، خفیہ اور اعلانیہ مکاریاں کر رہے ہیں یااللہ ! ان کی مکاری انہی کی تباہی کا باعث بنا دے، یاذوالجلال والاکرام !

یااللہ ! امت محمدیہ پر امن وامان نازل فرما، یااللہ ! انہیں فراخی اور استحکام عطا فرما، یاحیی ! یا قیوم !

یااللہ ! یمن، عراق، اور تمام مسلم ممالک میں مسلمانوں کی پریشانیاں ختم فرما، یاذوالجلال والاکرام !

یااللہ ! شام میں ہمارے بھائیوں کی مشکل کشائی فرما، یااللہ ! ان کی مصیبتیں وا فرما، یااللہ ! شامی پناہ گزینوں کو ان کے گھروں میں خیر و سلامتی کے ساتھ واپس پہنچا، یاحیی ! یا قیوم !

یااللہ ! مسلمان مرد وخواتین اور زندہ وفوت شدگان کی مغفرت فرما۔

یااللہ ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔

یااللہ ! ہمیں نعمتیں اور مسرتیں اپنانے والے لوگوں میں شامل فرما، یاحیی ! یا قیوم ! یااللہ ! ہمیں تیرے نیک، صالح، اطاعت گزار اور متقی لوگوں میں شامل فرما، یاحیی ! یا قیوم !

یااللہ ! خادم حرمین شریفین کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یااللہ ! ان کے ولی عہد کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یاذوالجلال والاکرام ! یااللہ ! ان دونوں کو تیری رضا کے کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یااللہ ! ان دونوں کی دینی اور دنیاوی امور میں مدد فرما، یاحیی ! یا قیوم !

یااللہ ! مسلمانوں کے دلوں میں الفت پیدا فرما، یااللہ ! مسلمانوں کے دلوں میں الفت پیدا فرما، یااللہ ! حق اور تقوی پر مسلمانوں کو متحد فرما، یااللہ ! حق اور تقوی پر مسلمانوں کو متحد فرما، یاذوالجلال والاکرام !

اللہ کے بندو !

اللہ کے بندو! اللہ کا ڈھیروں ذکر کرو، اور صبح و شام بھی اسی کی تسبیح بیان کرو، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کیلیے ہیں۔

(13) کرپشن اور بد عنوانی کی مذمت اور دیارِ غیر میں مسلمان کی ذمہ داری

فضیلۃ الشیخ جسٹس صلاح بن محمد البدیر حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اسی نے اپنے بندوں میں روزی، رزق اور اپنا فیض تقسیم فرمایا، اللہ تعالی نے چوری حرام قرار دی اور اس پر چوروں اور ڈاکوؤں کے ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا فرمان ہے:

مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ

النحل–96

تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہے گا۔

اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی سیدنا محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ اللہ تعالی آپ پر، آپ کی اولاد اور صحابہ کرام پر اس وقت تک رحمتیں نازل فرمائے جب تک آفتاب طلوع ہوتا ہے اور سورج کی روشنی چمکتی رہے۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

مسلمانو!

اللہ سے ڈرو، کہ تقوی الٰہی افضل ترین نیکی ہے، اور اس کی اطاعت سے ہی قدر و منزلت بڑھتی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

آل عمران–102

اے ایمان والو! اللہ سے ایسے ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہیں موت صرف اسلام کی حالت میں آئے۔

مسلمانوں!

مال سائے کی طرح جانے والا ہے، جس چیز کو بھی لین دین میں استعمال کیا جاتا ہے اس کے بارے میں لالچ پائی جاتی ہے، اس کی جانب گردنیں اٹھا کر للچائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے، چوروں اور ڈاکوؤں کی نظریں اسی پر مرکوز ہوتی ہیں۔

چور اچکے کسی ایسے موقعے کی تلاش میں ہوتے ہیں کہ کب کسی کی آنکھ لگے۔ وہ کن انکھیوں سے تاڑتے ہیں کہ جیسے ہی پاسبان، نگران، نگہبان اور مالکان غفلت کا شکار ہوں تو فوری خفیہ اور پوشیدہ انداز میں اس کی دولت پہ حملہ کر دے۔ ایسے لوگ بے مروّت اور گھٹیا آدمی ہیں، یہ رذیل، ذلیل، کمینے، ڈھیٹ، بدلحاظ، ظالم اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے والے ہیں۔

محفوظ گھروں کی دیواریں پھلانگنا۔ تجوریوں، تالوں اور آہنی گلّوں کو توڑنا، جیب کاٹنا، آستین پھاڑنا، کھجوروں، زرعی اجناس اور پھلوں کو باغوں سے چوری کرنا صرف بدکار، سیاہ کار، شریر، چور، خیانت کار، دھوکے باز، اچکے اور خبیث شخص کا ہی کام ہے۔ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق لعنتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (چور پر اللہ کی لعنت ہو جو ایک انڈا چرائے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ یا رسی چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے) متفق علیہ

چور اور فاسق شخص کو وبال، سزا اور عذاب کی وعیدیں سنائی گئی ہیں؛ چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نماز کسوف والی حدیث میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تمہیں جس چیز کا بھی وعدہ دیا جاتا ہے وہ میں نے اپنی اس نماز میں دیکھ لی ہے۔ یقیناً آگ کو [میرے قریب] لایا گیا، یہ اس وقت تھا جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا تھا؛ مبادا آگ کے شعلے مجھے جھلسا نہ دیں، حتی [کہ اتنا قریب لایا گیا] کہ میں نے آگ میں کھونڈی والا شخص بھی دیکھا وہ اپنی آنتوں کو کھینچ رہا تھا، وہ اپنی کھونڈی کے ساتھ حاجیوں کی چوری کرتا، اگر کوئی پکڑ لیتا تو کہتا میری کھونڈی سے [سامان] اٹک گیا تھا، اور اگر اس کی طرف توجہ نہ جاتی تو چیز لے نکلتا تھا) مسلم

چور کا ہاتھ غاصب اور زیادتی کرنے والا ہوتا ہے ایسے ہاتھ کو شریعت کی رو سے کاٹنا اور تن سے جدا کر دینا واجب ہے، تاکہ دوسروں کو عبرت ملے اور ایسی گری ہوئی حرکت سے باز رہیں، نیز اموال اور املاک کو تحفظ بھی ملے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

المائدة–38

چور مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ بدلہ ہے ان کے کئے کا، سزا ہے اللہ کی جانب سے، اور اللہ تعالی غالب حکمت والا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی [چوری] پر ہاتھ کاٹا جس کی قیمت [محض] تین درہم تھی۔ متفق علیہ علمائے کرام چور کا ہاتھ کاٹنے کے متعلق کہتے ہیں: "جس وقت ہاتھ امین تھے [چوری نہیں کرتے تھے] تو ان کی قدر و قیمت بہت زیادہ تھی، لیکن جب انہوں نے خیانت کی تو بے وقعت ہو گئے"۔

کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ:

عِزُّ الْأَمَانَةِ أَغْلَاهَا وَأَرْخَصَهَا

ذِلُّ الْخِيَانَةِ فَافْهَمْ حِكْمَةَ الْبَارِيْ

امانت داری نے اس کی قدر بڑھائی جبکہ خیانت کی ذلت نے اسے کمتر کر دیا، باری تعالی کی حکمت خوب سمجھ لو!۔

اللہ کے بندے!

زیادتی کرنے سے باز آجاؤ، شیطان کے پیروکار نہ بنو؛ کیونکہ تمہارا بھائی بھی اسی طرح محترم ہے جیسے تم محترم ہو، تمہارے بھائی کا مال بھی اسی طرح حرمت والا ہے جیسے تمہارا مال ہے، اس کے گھر کی عزت آبرو بھی اسی طرح ہے جیسے تمہارے گھر اور اہل خانہ کی عزت آبرو ہے، تو کیا تم یہ پسند کرو گے کہ کوئی تمہارے مال، اہل و عیال، گھر اور بچوں سے اسی طرح زیادتی کرے جیسے تم نے دوسروں سے زیادتی کی ہے؟ اگر تم اس حرکت کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے تو لوگ بھی اپنے مال و جان کے بارے میں یہ حرکت پسند نہیں کرتے۔

اللہ کے بندے!

پیشی کا دن یاد کر! اس کی ہولناکی یاد کر! انتہائی بلند بالا ذات کے سامنے کھڑے ہونے کو یاد کر! جس دن ثروت اور دولت کچھ بھی کام نہیں آئے گا! اس دن کو یاد کر جب زنجیروں اور بیڑیوں سے جکڑ دیا جائے گا!۔

مسلمانوں!

تم میں سے کوئی بھی کسی کا مال یا اس کی چیز اجازت کے بغیر مت لے، چاہے معمولی چیز ہو یا زیادہ؛ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (تم میں سے کوئی کسی کے جانور کا دودھ اس کی اجازت کے بغیر مت نکالے۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہارے کمرے میں آئے اور صندوق توڑ کر وہاں سے کھانے پینے کا سامان لے جائے؟ اسی طرح جانوروں کے تھن بھی لوگوں کی خوراک محفوظ کرتے ہیں، اس لیے تم میں سے کوئی بھی کسی کے جانور کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر مت دوہے) متفق علیہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے تو ہم نے کچھ اونٹ دیکھے جن کے تھن درختوں کی چھال سے بندھے ہوئے تھے، تو ہم ان اونٹوں کی جانب کو دپڑے، اس پر آپ ﷺ نے ہمیں آواز لگائی اور ہم آپ ﷺ کے پاس واپس آگئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ اونٹ مسلمانوں کے ہیں اور یہی ان کی روزی روٹی ہے، اللہ کے بعد یہی ان کے لیے خیر کا ذریعہ ہیں، تو کیا تمہیں یہ بات اچھی لگے گی کہ اگر تم اپنے زادِ راہ تک پہنچو اور تمہیں زادہ راہ ختم ہوا ملے، تو کیا تم اسے عدل سمجھو گے؟) صحابہ کرام نے کہا: ''نہیں'' تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (اونٹ کا دودھ دوہنا بھی اسی طرح عدل نہیں ہوگا) احمد، ابن ماجہ

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (کسی بھی آدمی کیلیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی رضا مندی کے بغیر اس کی لاٹھی لے لے) اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کیلیے دوسرے کے مال کو سختی کے ساتھ قابل احترام قرار دیا۔ مسند احمد اور ابن حبان۔

اگر اتنی معمولی چیزوں کے بارے میں اتنی سختی ہے کہ جن کی مالکان کے ہاں کوئی زیادہ قدر و قیمت نہیں ہوتی، جیسے کہ لاٹھی وغیرہ ہے تو اس سے زیادہ قیمتی چیزوں کا کیا حکم ہوگا؟ یقیناً ان کے بارے میں متنبہ رہنا اور ان سے بچنا زیادہ ضروری ہے۔

چنانچہ اگر کوئی شخص کسی کی زمین جبراً بغیر حق کے ہتھیا لیتا ہے، یا مسلمانوں کے راستے سے ایک بالشت یا ایک ہاتھ جگہ کاٹ لیتا ہے، یا عوامی مشترکہ املاک کو ناحق مال ہڑپ کرتا ہے تو وہ شخص اپنے آپ کو شدید وعید اور سخت مذمت کے درپے کرتا ہے؛ چنانچہ حکم بن حارث سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جو شخص مسلمانوں کے راستے میں سے ایک بالشت جگہ بھی ہتھیا لے تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا اتنا حصہ اٹھائے ہوئے آئے گا) ابو یعلی

ایسے ہی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی بغیر حق کے کوئی بھی چیز ہتھیائے تو وہ روزِ قیامت اس کو اٹھائے ہوئے اللہ سے ملے گا، تو میں جانتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اللہ تعالی کو بڑبڑاتے اونٹ، ڈکراتی گائے یا ممناتی بکری اٹھائے ہوئے ملے گا، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بلند فرمایا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی آپ فرما رہے تھے: یا اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے ؟!) بخاری

اسی طرح ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (بیشک اللہ تعالی کے ہاں عظیم ترین خیانت وہ ایک ہاتھ زمین یا مکان ہے جس [کے کل حصے] میں دو شراکت دار ہوں تو ان میں سے ایک اپنے شریک کے حصے میں سے ایک ہاتھ زمین زیادہ ہتھیالیتا ہے، اگر وہ ہتھیالے تو اسے قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا) احمد، طبری

اور اگر چور، چوری اور جرم سے توبہ کرلے تو اللہ تعالی اس کی توبہ اس معاملے میں قبول فرمالیتا ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ہے، جبکہ لوگوں کے مال کو لوگوں تک لوٹانا ضروری ہے، لہذا اگر چوری شدہ مال اس کے پاس ہو تو بعینہٖ اس مال کو مالک کے حوالے کرے، وگرنہ اس کی متبادل چیز دے یا اس کی قیمت ادا کر دے یا جا کر مالک سے تصفیہ کرلے۔

اللہ تعالی ہمیں اور آپ سب کو ایسے رزق سے بچائے جو مہلک ہو، جس کا ماخذ خبیث ہو اور حرام طریقے سے کمایا گیا ہو۔ اللہ تعالی ہم سب کو عافیت میں رکھے ہمیں حلال روزی سے غنی فرمادے بیشک وہی سخی اور کرم کرنے والا ہے۔

میں اللہ تعالی سے بخشش چاہتا ہوں تم بھی اسی سے بخشش مانگو، بیشک وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کیلیے جو متلاشی ہدایت کی رہنمائی فرماتا ہے، ڈرنے والے کو بچا لیتا ہے، اور جو شخص رضائے الٰہی چاہتا ہو اللہ تعالی اس کیلیے کافی ہو جاتا ہے، میں اسی کی کامل اور بلیغ ترین حمد خوانی کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپکی آل، وصحابہ کرام، اور آپکے نقش قدم پر چلنے والوں پر رحمتیں نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

مسلمانوں!

تقوی الٰہی اختیار کرو؛ اسی کو اپنا نگران اور نگہبان سمجھو، اسی کی اطاعت کرو، نافرمانی بالکل مت کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

التوبة–119

اے ایمان والو! تقوی الہی اختیار کرو، اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

مسلمانوں!

ہم میں سے جو بھی غیر مسلم علاقوں اور ملکوں میں کسی امن معاہدے کے ساتھ جائے جو کہ ویزے کی شکل میں ہوتا ہے اور یہ ویزا لوگوں کو ان ممالک میں داخل ہونے کیلیے دیا جاتا ہے، تو ویزا ملنے پہ غیر مسلموں کے ساتھ دھوکہ کرنا، ان کی چوری کرنا، ان پر جارحیت کا مظاہرہ کرنا، یا ان کے امن وامان کو سبوتاژ کرنا، ان کی جانوں، عزت اور املاک کو نقصان پہنچانا حرام ہو جاتا ہے، اور جو شخص ان کی کوئی چوری کر بھی لے تو اس پر وہ چیز مالکان تک پہنچانا واجب ہے؛ کیونکہ یہ مال اس کیلیے حرام ہے۔

اسی لیے جس وقت نبی ﷺ نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی تو علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کے پاس قریش کی جو امانتیں تھیں وہ انہیں واپس کر دیں، چنانچہ ابن سعد نے طبقات الکبری میں علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ: "جس وقت رسول اللہ ﷺ مدینے کی جانب ہجرت کیلیے نکلے تو مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے بعد مکہ میں ہی ٹھہروں اور آپ ﷺ کے پاس موجود لوگوں کی امانتیں ان تک پہنچا دوں"۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی تھے، لیکن ان میں سے کسی کو بھی آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی کہ کسی کا مال چوری کریں، یا کسی کو قتل کریں یا کسی کی عزت لوٹیں، پھر جب آپ ﷺ نے ہجرت کر کے مدینہ آئے اور کچھ کمزور مسلمان مکہ میں رہ گئے یا مکہ میں روپوش گئے تب بھی آپ ﷺ نے انہیں اس قسم کے کسی بھی کام کی اجازت نہیں دی۔

اسلام ایفائے عہد کا حکم دیتا ہے، معاملات طے کرتے ہوئے سچائی کا حکم دیتا ہے، اسی طرح دھوکا دہی، خیانت اور جارحیت سے روکتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں اور آپ سب کو ہدایت یافتہ بنائے، اور ہمیں زیادتی کرنے والوں اور برے لوگوں کے راستے سے محفوظ رکھے۔

احمد الہادی، شفیع الوری، نبی ﷺ پر بار بار درود و سلام بھیجو، (جس نے ایک بار بھی درود پڑھا تو اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے)۔

یا اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد پر درود و سلام نازل فرما، تمام اہل بیت، صحابہ کرام اور تابعین عظام پر درود و سلام نازل فرما، نیز ان کے ساتھ ساتھ ہم سے بھی راضی ہو جا، یا کریم! یا وہاب!

یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ ! شرک اور مشرکین کو ذلیل ورسوا فرما، دین کے دشمنوں کو تباہ و برباد فرما، یااللہ ! اس ملک کو اور تمام اسلامی ممالک کو خوشحال اور استحکام کا گہوارہ بنا۔

یااللہ ! ہمارے حکمران کو تیرے پسندیدہ اور تیری رضا کا باعث بننے والے کام کرنے کی توفیق عطا فرما، نیکی اور تقوی کے کاموں کیلیے ان کی رہنمائی فرما، یااللہ ! انہیں، ان کے ولی عہد، وزرا اور مشیروں کو بھی اسلام اور مسلمانوں کیلیے بہتر اقدامات کرنے کی توفیق عطا فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! ہمارے بیماروں کو شفایاب فرما، مصیبت زدہ لوگوں کی مشکل کشائی فرما، فوت شدگان پر رحم فرما، قیدیوں کو رہائی نصیب فرما، اور جو بھی ہمارے خلاف جارحیت کرے اس پر ہمیں غلبہ عطا فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! کمزور مسلمانوں کی مدد فرما، یااللہ ! کمزور مسلمانوں کی مدد فرما، یاارحم الراحمین !

یااللہ ! سرحدوں پہ مامور ہمارے فوجیوں کی مدد فرما، یااللہ ! ان میں سے زخمیوں اور بیماروں کو شفایاب فرما، اور فوت شدگان کو شہدا میں قبول فرما، یا رب العالمین !

یااللہ ! جلد اپنی مدد نازل فرما، یااللہ ! جلد اپنی مدد نازل فرما، یااللہ ! جلد اپنی مدد نازل فرما، جس سے اہل سنت اور اہل توحید کے پرچم لہلہا اٹھیں، نیز اہل بدعت، شرک اور تیرے شریک بنانے والوں کے جھنڈے سرنگوں ہو جائیں، یارب العالمین !

یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما۔

یااللہ ! ہمیں موسلا دھار بارش عطا فرما، زندگی افزا اور بہار لانے والی بارش عطا فرما، لاتعداد قطروں والی اور دلوں کو بھانے والی ہو، ضرورت کے مطابق، قابل برداشت، سرسبزے والی، ٹھہرنے والی اور نرمی والی بارش ہو، سبزہ زاروں کو پیدا کرنے والی ایسی بارش ہو کہ جس کا پانی بہہ پڑے، معمولی چیزوں کو بہالے جائے، بڑے بڑے قطروں والی، موسلا دھار بارش ہو جس کا پانی کافی دیر تک ہمارے استعمال میں آئے، ایسی بارش ہو کہ جس سے ہمارا فائدہ ہو نقصان نہ ہو۔ فوری نازل ہو اور نزول بارش میں تاخیر نہ ہو۔

یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما اور جو علاقے خشک سالی کا شکار ہیں وہاں بارشیں نازل فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما اور جو علاقے خشک سالی کا شکار ہیں وہاں بارشیں نازل فرما، یااللہ ! ہماری اور تمام امت محمد ﷺ کی مشکلات وا فرمادے، یارب العالمین !

یااللہ ! ہماری دعاؤں کو قبول فرما، یااللہ ! ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں بلند فرما، یا کریم ! یا عظیم ! یا رحیم !

(14)طلاق کے اسباب اور حل

فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر علی بن عبد الرحمن الحذیفی حفظہ اللہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے انسانوں اور زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز کے جوڑے بنائے نیز ان کے بھی جوڑے بنائے جن کے بارے میں انسان لاعلم ہے، اللہ تعالی نے اپنی اور دوسروں کی اصلاح کا حکم دیا اور فساد سے روکتے ہوئے فرمایا:

وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ

الاعراف–142

اصلاح کرو اور فسادیوں کے راستے پر مت چلو۔

اللہ تبارک وتعالی نے لوگوں کے لیے مصلحتوں وفوائد کے حصول اور مفاسد ونقصانات سے بچانے کی غرض سے شرعی احکامات جاری کیے، میں اپنے رب کی حمد وشکر بجالاتا ہوں اور توبہ واستغفار کرتا ہوں، نیز گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہ تمام جہانوں سے مستغنی ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے صادق وامین رسول ہیں، یا اللہ! اپنے بندے، اور رسول محمد، ان کی آل اور صحابہ کرام پر درود وسلام اور برکتیں نازل فرما۔

لوگو! اپنی تخلیق کے ابتدائی مراحل یاد کرو کہ اللہ تعالی نے اتنے مرد وزن ایک جان سے پیدا فرمائے، اور ان کو جوڑے بنایا، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً

النساء–1
لوگو! اپنے اس پروردگار سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے [دنیا میں] بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

اسی طرح فرمایا:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا

الاعراف–189
وہی تو ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی بنائی تاکہ اس کے ہاں سکون حاصل کرے۔

اس کے بعد اللہ تعالی کا نظام اور شریعت یہ ہے کہ ایک مرد اور عورت شرعی عقدِ نکاح کے ذریعے ایک بندھن میں بندھ جائیں، تاکہ فطری اور انسانی ضروریات ازدواجی تعلقات کے ذریعے نکاح کی صورت میں پوری کریں اور بدکاری سے بچیں۔

چنانچہ نکاح عفت، برکت، افزائش نسل، پاکیزگی، عنایت، قلبی صحت، اور نیک اولاد کی صورت میں لمبی عمر کا راستہ ہے، جبکہ بدکاری اور زنا خباثت، قلبی امراض، مرد وزن کے لیے تباہی، گناہوں، آفتوں، بے برکتی، نسل کشی اور آخرت میں عذاب کا راستہ ہے۔

ازدواجی زندگی ایسا گھر ہے جو اولاد کی پرورش، دیکھ بھال، اور تعلیم وتربیت کا اہتمام کرتا ہے، والد کی شفقت اور ممتا کی محبت ایسی نسلیں تیار کرتی ہے جو زندگی کے بار اٹھانے کی صلاحیت رکھے، معاشرے کے لیے مفید ثابت ہوں، معاشرے کو ہر میدان میں تعمیر وترقی کی راہ پر گامزن کرے، پدری شفقت اور ممتا کی محبت نئی نسل کی اعلی اخلاقی اقدار کی جانب رہنمائی کرتی ہے اور مذموم صفات سے دور رکھتی ہے، نیز اخروی دائمی زندگی کے لیے نیکیاں کرنے کی تربیت دیتی ہے، چنانچہ چھوٹے بچے انہیں دیکھ کر یا سن کر سیکھتے ہیں؛ کیونکہ وہ خود سے پڑھ کر سبق حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

اس بندھن کے ساتھ میاں بیوی کی مصلحتیں اور فوائد منسلک ہیں، بچوں کی مصلحتیں اور فوائد منسلک ہیں، میاں بیوی کے اقربا کی مصلحتیں اور فوائد منسلک ہیں، پورے معاشرے کی مصلحتیں اور فوائد منسلک ہیں، دنیا وآخرت کی اتنی مصلحتیں اور فوائد منسلک ہیں جنہیں شمار کرنا ممکن ہی نہیں، چنانچہ اس بندھن کو توڑنا، اس معاہدے کو ختم کرنا، اور ازدواجی زندگی کو طلاق سے برخاست کرنا مذکورہ تمام فوائد اور مصلحتوں کو منہدم کر دیتا ہے، اس کی وجہ سے خاوند کو بہت ہی زیادہ آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے جس سے دین، دنیا، اور صحت سب متاثر ہوتی ہیں، دوسری جانب بیوی کو خاوند سے کہیں زیادہ آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چنانچہ عورت اپنی زندگی پہلے کی طرح استوار نہیں کر پاتی جبکہ بقیہ زندگی ندامت کے سپرد ہوتی ہے، اور آج کل کے دور میں تو خصوصی طور پر پریشانی ہوتی ہے کیونکہ حالات عورت کے لیے سازگار نہیں ہوتے، بچے اجڑ جاتے ہیں، انہیں بھی سنگین ترین حالات سے گزرنا پڑتا ہے جو کہ والدین کی سائے میں گزاری ہوئی گذشتہ زندگی سے بالکل الگ تھلگ ہوتے ہیں، لہذا انہیں زندگی میں رنگ بھرنے والی تمام خوشیوں کا دامن چھوڑنا پڑتا ہے، نیز ان سنگین حالات میں ان کے سروں پر ہمہ قسم کے فکری انحراف اور امراض میں مبتلا ہونے کے خطرات منڈلا رہے ہوتے ہیں، پورا معاشرہ بھی طلاق کے بعد رونما ہونے والے نقصانات سے متاثر ہوتا ہے، چنانچہ قطع رحمی زور پکڑتی ہے، بلکہ طلاق کی جتنی بھی خرابیاں شمار کر لو کم ہیں۔

طلاق کے عمومی اور خصوصی مفاسد ونقصانات کا اندازہ لگانے کے لیے جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر غور کریں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ابلیس اپنا تخت پانی پر لگا کر اپنے چیلوں کو بھیجتا ہے؛ اور اس کے نزدیک مرتبے کے اعتبار سے وہی مقرب ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ ڈالے، چنانچہ ان میں سے ایک آکر کہتا ہے کہ: "میں نے یہ کیا اور وہ کیا۔۔" تو شیطان اسے کہتا ہے کہ: "تو نے کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا" پھر ان میں سے ایک اور آکر کہتا ہے کہ: "میں نے فلاں کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈلوا دی" شیطان اسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے: "ہاں! تو ہے کارنامہ سرانجام دینے والا" پھر وہ اسے گلے لگا لیتا ہے) مسلم

آج کل معمولی وجوہات اور وہمی اسباب کی بنا پر طلاق کی شرح بہت بڑھ چکی ہے، بلکہ طلاق کے اسباب میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے، ان میں سب سے اہم سبب طلاق کے شرعی احکام سے جہالت اور کتاب وسنت کی تعلیمات سے روگردانی ہے، حالانکہ شریعتِ اسلامیہ نے شادی کے بندھن کو مکمل تحفظ اور اہمیت دی ہے کہ مبادا یہ بندھن ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو، ہوس پرستی کی اندھیریوں سے متزلزل ہو۔

چونکہ طلاق کا سبب خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایک یا دونوں ہو سکتے ہیں یا ان میں سے کسی کے رشتہ دار طلاق کا باعث بنتے ہیں تو شریعت نے ہر صورت حال سے نمٹنے کا الگ حل تجویز کیا ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں خاوند کو اس بندھن کی قدر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا

البقرۃ–231

اور بیویوں کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم اور زیادتی کے لیے نہ روکو جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ

اور خاوند کو چاہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک، حسن معاشرت سے پیش آئے اور اگر کوئی بات بری بھی لگے تو صبر کرے عین ممکن ہے کہ حالات بہتر سے بہترین ہو جائیں، یا انہیں اللہ تعالی نیک اولاد سے نوازے اور خاوند کو صبر کرنے پر اللہ تعالی کی طرف سے اجر بھی ملے گا، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

النساء–19

اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناگوار ہو مگر اللہ نے اس میں بہت بھلائی رکھ دی ہو۔

میاں بیوی کو اپنے اختلافات شروع میں ہی ختم کر دینے چاہئیں چہ جائیکہ مزید بڑھیں، میاں بیوی ایک دوسرے کو سمجھیں اور پھر ایک دوسرے کی پسند اور ناپسند کا بھرپور خیال کریں، یہ کام بہت ہی آسان ہے اور سب اس سے واقف ہیں۔ صبر اور در گزر بھی ازدواجی زندگی کے دوام اور خوشحالی کا سبب ہے، چنانچہ ایسے میں صبر کا کڑوا گھونٹ لمبے عرصے کی مٹھاس کا باعث بنتا ہے، ویسے بھی مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے صبر جیسی کوئی چیز نہیں ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

الزمر–10

یقیناً صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

صرفِ نظر اور در گزر زندگی کے لیے لازمی عناصر ہیں، میاں بیوی کو ان کی خصوصی طور پر ضرورت ہوتی ہے، لہذا غیر ضروری یا قابل تاخیر امور سے صرفِ نظر میاں بیوی دونوں کے لیے بہتر ہے؛ کیونکہ دور حاضر میں بہت سے خاوند عیش پرستی پر مبنی مطالبات پورے کرتے کرتے تھک چکے

ہیں، پورے حقوق کا مطالبہ، کسی ایک حق سے بھی عدم دستبرداری اور صرف نظر نہ کرنے کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان نفرت اور بغض جنم لیتا ہے۔

ازدواجی زندگی دائمی بنانے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے اخلاق میں شگفتگی پیدا کرے، اور اس کے لیے شریعت کی روشنی میں جائز امور بروئے کار لائے۔

قاضی اور منصفیں کی ذمہ داری ہے کہ ان کے پاس آنے والے میاں بیوی کے جھگڑوں میں صلح صفائی کروائیں، تاکہ باہمی اتفاق قائم ہو اور طلاق کے خدشات زائل ہو جائیں۔

خاوند پر بیوی کا حق ہے کہ حسن معاشرت، بیوی کے لیے مناسب رہائش، نان و نفقہ اور لباس کا انتظام کرے، ہر وقت خیر خواہی چاہے، تکلیف مت دے، اور گزند نہ پہنچائے۔

طلاق کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیوی زبان دراز، بد اخلاق، اجڈ اور گنوار ہو، تو ایسی صورت میں بیوی اپنا اخلاق درست کرے، اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے، اور بچوں کی صحیح تربیت کے لیے خوب محنت کرے، اور خاوند کی صرف وہی بات مانے جو اللہ تعالی کی ناراضی کا باعث نہ ہو، چنانچہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب کوئی عورت پانچوں نمازیں پڑھے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اسے کہا جائے گا: جنت کے من چاہے دروازے سے داخل ہو جاؤ) احمد، یہ حدیث حسن ہے۔

طلاق کا یہ بھی سبب ہے کہ میاں بیوی کے دو طرفہ یا یک طرفہ رشتہ داران کے درمیان دخل اندازی کریں، اس لیے رشتہ داروں کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور صرف اچھی بات ہی کیا کریں۔ ایک حدیث میں ہے کہ: (اللہ تعالی کی ایسے شخص پر لعنت ہے جو کسی کی بیوی کو خاوند کے خلاف یا خاوند کو بیوی کے خلاف بھڑکائے)

بیوی کی ذمہ داری ہے کہ وہ خاوند کے رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کرے اور خصوصی طور پر ساس سسر کا خیال رکھے، اسی طرح خاوند بیوی کے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے، چنانچہ کئی بار کسی ایک کے رشتہ دار کی حق تلفی بھی طلاق کا سبب بن جاتی ہے۔

طلاق کا یہ بھی سبب ہے کہ: حیا باختہ ڈرامہ سیریل دیکھے جائیں یا فحاشی پھیلانے والا مواد دیکھا جائے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا بھی طلاق کا سبب ہے، چنانچہ بیوی کے لیے خاوند کی اجازت سے ہی باہر جانا جائز ہے؛ کیونکہ خاوند کو معاملات کا زیادہ علم ہوتا ہے۔

تاہم اگر شادی کا بندھن قائم رکھنا ناممکن ہو جائے تو اللہ تعالی نے طلاق دینا جائز قرار دیا ہے اگرچہ یہ ناپسندیدہ عمل ہے، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ: (اللہ تعالی کے ہاں ناپسندیدہ ترین حلال چیز طلاق ہے) چنانچہ خاوند مکمل سوچ وبچار کے بعد اللہ تعالی کے حکم کے مطابق شرعی طلاق دے، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ

الطلاق–1

اے نبی! جب بیویوں کو طلاق دو تو انہیں عدت گزارنے کے لیے طلاق دو، اور عدت شمار کرو۔

آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مفسرین کہتے ہیں کہ: ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہیں کیا، طلاق دینے کے بعد اگر چاہے تو دورانِ عدت رجوع کر لے، وگرنہ عدت ختم ہونے دے، جیسے ہی عدت ختم ہو گی زوجیت کا تعلق ختم ہو جائے گا۔

غور کریں کہ شادی کے بندھن کو تحفظ دینے کے لیے شریعت نے کتنی تاکید کی ہے جبکہ دوسری طرف آج کل طلاق کو اتنا ہی معمولی سمجھ لیا گیا ہے، حالانکہ طلاق کے اسباب سے دوری ضروری عمل ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

النور–21

اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دے گا۔

مسلمانوں!

کچھ نوجوانوں کی زبان پر طلاق کا لفظ اولاد، اقربا، اور کسی بھی دوسرے شخص کے حقوق کا خیال بالائے طاق رکھتے ہوئے پانی کی طرح جاری ہے، بسا اوقات مختلف مجالس میں تو کبھی ایک ہی مجلس میں کئی بار طلاق دے دیتا ہے، پھر اس کے بعد فتوے تلاش کرتا ہے، بسا اوقات حیلہ بازی بھی کرتا ہے اور کبھی کسی قسم کی گنجائش نہیں ملتی اور بلا سود ندامت اٹھانی پڑتی ہے؛ حالانکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (2) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

الطلاق–3/2
جو بھی اللہ سے ڈرے وہ اس کے لیے راستہ بنا دیتا ہے [2] اور اسے ایسی جگہ سے عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

لہذا شرعی طور پر طلاق دینے والے کے لیے اللہ تعالی آسانیوں کے راستے کھول دیتا ہے، نیز شادی کے بندھن کی قدر کرنے والے اور اس کی اہانت سے دور رہنے والے کے لیے اللہ تعالی برکتیں ڈال دیتا ہے، چنانچہ وہ شادی کے اچھے نتائج سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

یا اللہ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق بھی عطا فرما، نیز باطل کو ہمیں باطل دکھا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ! اپنی رحمت کے صدقے باطل کو ہمارے لیے پیچیدہ مت بنا کہ مبادا ہم گمراہ ہو جائیں، یا ارحم الراحمین!

یا اللہ! ہم تجھ سے اپنے نفسوں اور برے اعمال کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اللہ کے بندو!

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–90
اللہ تعالی تمہیں عدل و احسان اور قریبی رشتہ داروں کو (مال) دینے کا حکم دیتا ہے، اور تمہیں فحاشی، برائی، اور سرکشی سے روکتا ہے، اللہ تعالی تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

صاحب عظمت و جلالت کا تم ذکر کرو وہ تمہیں کبھی نہیں بھولے گا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرو وہ تمہیں اور زیادہ عنایت کرے گا، اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، اور جو تم کرتے ہو اللہ تعالی اسے جانتا ہے۔

(15) مسلمانوں کی تذلیل! ہم اور ہمارا میڈیا

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحمن بعیجان حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اس انسان کو پیدا کیا اور فضیلت سے نوازا، اللہ تعالی نے انسان کو عقل عطا کی جو کہ آلۂ ادراک اور مکلف بننے کا سبب ہے، نیز انسان کو آداب بھی سکھائے، بندے کو بولنے اور بیان کرنے کے لئے زبان دی اور علم عطا کیا، چنانچہ انسان کو کامل بنانے والی ذات پاکیزہ ہے، اور اللہ تعالی بہترین خالق ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالی نے آپ کو ہدایت اور دین حق دے کر شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا، آپ حق لے کر آئے اور حق کی تصدیق بھی فرمائی۔ اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر ڈھیروں درود و سلام نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد: سب سے سچا کلام قرآن مجید ہے، اعلی ترین طرزِ زندگی جناب محمد ﷺ کا ہے، بد ترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اللہ بندوں!

میں آپ سب کو تقوی الہی اپنانے کی نصیحت کرتا ہوں، یہ اللہ تعالی کی گزشتہ و پیوستہ سب لوگوں کو تاکیدی نصیحت ہے:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ

النساء–131

ہم نے یقینی طور پر ان لوگوں کو بھی تاکیدی نصیحت کی جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمہیں بھی کہ تقوی الہی اختیار کرو۔

مسلم اقوام!

اعضا اور جوارح کے زخم متنوع تاثیر رکھتے ہیں، لیکن دلوں پر ان کی چوٹ انتہائی دیر پا اور با اثر ہوتی ہے۔

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِئَامُ

وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

تیغ و تیر کے زخم تو بھر جاتے ہیں، لیکن زبان کے زخم کبھی نہیں بھرتے۔

زبان گفتگو اور بیان کا ذریعہ ہے، یہ مافی الضمیر کی ترجمان بھی ہے، زبان قد و قامت میں تو چھوٹی ہے لیکن اس کی اچھائی یا برائی بہت مؤثر ہوتی ہے، زبان سے ہی کفر اور ایمان واضح ہوتا ہے جو کہ گناہ یا اطاعت کے نتائج ہیں۔ جس طرح خیر کے کاموں میں زبان کا بہت وسیع میدان ہے اسی طرح برائی میں بھی اس کا بہت لمبا ہاتھ ہے: تو زبان ہی سے الزامات اور پاک دامن مومن خواتین پر تہمت لگائی جاتی ہے۔ لڑائیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ زبان سے پردوں میں چھپی باتیں عیاں ہوتی ہیں۔ چادر اور چار دیواری کی حرمت تار تار ہوتی ہے۔ اسی زبان سے سینوں میں کینے، دکھ اور پریشانیاں بوئی جاتی ہیں، زبان سے ہی دشنام، چغلی، طعنے اور عیب جوئی کی جاتی ہے۔ افواہیں، لعن طعن، غیبت، تہمت، فحش گوئی، بدکلامی اسی کے کام ہیں۔ زبان حرکت کرنے سے نہیں تھکتی، اس کی باتیں بھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتیں، اس کے باوجود یہ سب کچھ لکھا جا رہا ہے، روزِ قیامت ان سب باتوں کا حساب ہوگا۔ اللہ کا فرمان ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ

ق–18

جب بھی کوئی لفظ اس کی زبان سے نکلتا ہے اسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگراں موجود ہوتا ہے۔

ایک بار: (نبی ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑا اور کہا: معاذ! تم اسے روک کر رکھو!) تو اس پر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے تعجب سے کہا: "کیا ہماری باتوں کا بھی احتساب ہوگا؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (معاذ تیری ماں تجھے گم پائے! لوگوں کو آگ میں اوندھے منہ یا ناک کے بل یہی زبان کی کارستانیاں ہی تو گرائیں گی)۔

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (بندہ ایک بات کر کے بھی آگ میں اتنی دور جا گرتا ہے جتنا مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے)۔

ایک روایت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "احد کے دن ہمارا ایک نوجوان لڑکا اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گیا، بھوک کی وجہ سے اس کے پیٹ پر پتھر بھی بندھا ہوا پایا گیا، تو اس کی والدہ نے لڑکے کا چہرہ صاف کیا اور کہہ دیا: "میرے بیٹے! تمہیں جنت مبارک ہو" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تمہیں کیا معلوم ممکن ہے کہ یہ لایعنی باتوں میں مشغول رہتا رہا ہو؟!)"۔

ایک بار "سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پہاڑی پر چڑھے اپنی زبان کو پکڑا اور پھر کہا: زبان! تو اچھی بات کرے گی تو تیرا فائدہ ہے، بری باتوں سے خاموشی اپنائے گی سلامتی پائے گی، وگرنہ تمہیں ندامت ہی ملے گی، پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (اولاد آدم کے اکثر گناہ زبان سے صادر ہوتے ہیں۔)"۔

اللہ کے بندوں!

(کسی شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کی تمام مسلمانوں پر جان، مال اور آبرو حرام ہے)۔

مسلمان اپنے بھائی کو اس کی موجودگی یا عدم موجودگی میں دین، دنیا یا جسمانی اعتبار سے سب وشتم کا نشانہ بنائے تو اس کا ہر حال میں حکم یکساں ہے، کوئی مسلمان کسی مسلمان کے اخلاق، خِلقت، مال، اولاد، بیوی، لباس، یا حرکات وسکنات کو نشانہ بنائے، یا اس کے بارے میں بول کر، اشارے سے، کنایے سے، لکھ کر یا نقل اتار کر برائی بیان کرے تو یہ غیبت ہے، اور اگر وہ برائی سرے سے مسلمان میں موجود ہی نہ ہو تو پھر یہ غیبت بھی ہے، ظلم، بہتان اور افترا پردازی بھی ہے۔

اللہ کے بندو!

سود کے بہتر درجے ہیں، اور کم تر درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے غلط کاری کرے، سود کا ایک درہم بھی 36 بار زنا کرنے سے بد تر ہے، اور سب سے سنگین ترین ربا یہ ہے کہ انسان اپنے مسلمان بھائی کی ناحق ہتکِ عزت کرے۔

مسلم اقوام!

زبان کی تباہ اور سیاہ کاریوں میں سے شدید ترین یہ ہے کہ جھوٹی افواہیں پھیلائی جائیں، من گھڑت خبریں نشر کی جائیں اور من مانی باتیں بنا اور پھیلا کر مسلمانوں کا آپس میں اعتماد مخدوش کریں کہ سب ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگیں! باہمی اخوت اور وحدت گدلی ہو جائے، سب ایک دوسرے کا دست وبازو بننے کی بجائے دست وگریبان ہو جائیں۔

ان افواہوں نے کتنے معصوم لوگوں کو پریشان کیا!

کتنے بڑے بڑے حوصلوں کو پست کیا!

کتنے تعلقات میں دراڑیں ڈالیں!

کتنے جرائم ان افواہوں کی وجہ سے کیے گیے!

کتنی دوستیوں کو توڑ کر رکھ دیا!

کتنے معاشرے اور گھرانے ان افواہوں نے اجاڑ دیے!

کتنے پیاروں کو جدا کر دیا!

کتنا پیسہ ان کی وجہ سے ضائع ہوا!

کتنے دل ریزہ ریزہ ہوئے!

کتنے سینوں میں آگ بھڑکائی!

کتنے ہی لوگوں کو افسردہ کیا! اور یہ افواہیں کتنی ہی اقوام کی ترقی میں تاخیر کا سبب بنیں!

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

الحجرات–12

اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔

ایسے ہی فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

الحجرات–6

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم نادانستہ کسی قوم کا نقصان کر بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: (جو شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں ہے ہی نہیں تو اللہ تعالی اسے ردغۃ الخبال میں ٹھہرائے گا، [ردغۃ الخبال] جہنمیوں [کے خون پیپ] کا نچوڑ ہے)۔

سہل بن معاذ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (جس نے کسی مسلمان کی ہتک عزت کے لئے تہمت لگائی تو اللہ تعالی اسے جہنم کے پل پر روک لے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے پاک ہو جائے) [حسن، ابو داود]

مسلم اقوام!

اللہ تعالی نے مسلمانوں کی عزت آبرو کی حرمت بھی ویسی ہی قرار دی ہے جیسے ان کی جان اور مال کی حرمت ہے، بلکہ عزت نفس کا دفاع کرنے کے لئے مال و جان لگانے کو بھی شرعا جائز قرار دیا، اس لیے مسلمانوں کی عزت نفس کو افواہوں سے داغ دار کرنا اور اس کی بے عزتی پھیلانا، شکوک ، خدشات اور من گھڑت باتوں کے ذریعے اسے نشر کرنا، جھوٹ، افتراپردازی، بہتان بازی، اور مذاق اڑانا۔ ذرائع ابلاغ اور سماجی رابطے کے ذرائع کو زہر پھیلانے اور فتنہ بپا کرنے کے لئے استعمال کرنا یہ سب کچھ مسلمان کی ہتک عزت ہے، اور یہ مہلک گناہوں میں سے ایک ہے، اس لیے مسلمان کے لئے ایسے کسی بھی اقدام سے بچنا ضروری ہے۔

چنانچہ ابو درداء رضی اللہ عنہ مرفوعا بیان کرتے ہیں کہ: (جس نے کسی مسلمان کی ہتک عزت کے لئے اس کے خلاف کوئی غلط بات مشہور کی تو اللہ تعالی پر حق ہو گا کہ اسے اس بات کی وجہ سے جہنم میں اس وقت تک پگھلائے یہاں تک کہ وہ غلط بات ختم ہو جائے)۔

یہ بھی غور سے سن لیں کہ بری بات پھیلانے والا اور اس کا موجد دونوں برابر ہیں، یہ بھی غور سے سن لیں کہ بری بات پھیلانے والا اور اس کا موجد دونوں برابر ہیں، دونوں کے حکم میں کوئی فرق نہیں، بری بات کے موجد پر ان تمام لوگوں کا بھی بوجھ ہو گا جو اسے پھیلاتے رہیں گے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے) مسلم

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللهِ عَظِيمٌ

النور – 15

جب تم اس [افواہ] کو اپنی زبانوں سے بیان کر رہے تھے اور اپنے منہ سے وہ بات کہہ رہے تھے جس کا تمھیں کچھ علم نہیں اور تم اسے معمولی بھی سمجھتے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کے لئے قرآن کریم کو بابرکت بنائے، اللہ تعالی مجھے اور آپ سب کو اس کی حکمت بھری نصیحتوں سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، آپ سب بھی اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اسی نے اپنے دین کے ذریعے جان، مال اور عزت آبرو کو تحفظ بخشا، اور ان پر قولاً یا فعلاً حملہ کرنے والوں کو وعید سنائی، اللہ تعالی نے مومنوں کو بھائی بھائی بنایا اور ان میں مودت اور رحمت ودیعت فرمائی۔

مسلم اقوام!

کسی کی پگڑی اچھالنا اور عیب جوئی انتہائی سنگین مسئلہ اور بیماری ہے، اس عمل کا شمار بڑے گناہوں اور شدید فتنوں میں ہوتا ہے، اس کے نتائج ایمان میں کمزوری کی صورت میں برآمد ہوتے ہیں، جیسے کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے وہ لوگو! جو اپنی زبان سے تو ایمان لے آئے ہو لیکن ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت نہ کرو، نہ ہی ان کی عیب جوئی کرو؛ کیونکہ جو بھی مسلمانوں کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ تعالی اس کے عیوب تلاش کرتا ہے، اور جس کے عیوب اللہ تلاش کرے تو اُسے اس کے گھر میں بھی رسوا فرما دیتا ہے۔) اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

اس لیے اپنی عزت آبرو کی حفاظت کرو اور زبان کو لگام دو۔

اللہ کے بندوں!

مسلمان کا مقام اور مرتبہ بہت عظیم ہے، شریعت نے اسے مکمل تحفظ فراہم کیا ہے، مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے کو وعید بھی سنائی ہے، اس لیے کوئی بھی مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت پر زبان درازی نہ کرے، ہتک عزت میں ملوث نہ ہو۔ ایک بار ''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی جانب دیکھا اور کہا: کعبہ تیری کتنی عظمت ہے اور تیرا کتنا بلند مقام ہے، لیکن مومن کا مقام اللہ تعالی کے ہاں تجھ سے بھی زیادہ ہے''۔

مسلمان کا مقام اور مرتبہ بہت عظیم ہے، شریعت نے اسے مکمل تحفظ فراہم کیا ہے، مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے کو وعید بھی سنائی ہے، اس لیے کوئی بھی مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت پر زبان درازی نہ کرے، ہتک عزت میں ملوث نہ ہو۔ ایک بار ''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی جانب دیکھا اور کہا: کعبہ تیری کتنی عظمت ہے اور تیرا کتنا بلند مقام ہے، لیکن مومن کا مقام اللہ تعالی کے ہاں تجھ سے بھی زیادہ ہے''

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دسویں تاریخ کو منیٰ میں خطبہ دیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: (لوگو! تمہیں معلوم ہے آج یہ کون سا دن ہے؟) ہم نے عرض کی ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں'' آپ ﷺ اس پر خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس دن نام تبدیل کریں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: (کیا یہ قربانی کا دن نہیں) ہم بولے ''جی بالکل''، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: (یہ مہینہ کون سا ہے؟) ہم نے کہا: ''اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں'' آپ اس مرتبہ بھی خاموش ہو گئے اور ہمیں خیال ہوا کہ آپ ﷺ اس مہینے کا نام تبدیل کریں گے، لیکن آپ نے فرمایا: (کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟) ہم بولے: '' بالکل''، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: (یہ شہر کون سا ہے؟) ہم نے عرض کی: ''اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں''، اس مرتبہ بھی آپ ﷺ اس طرح خاموش ہو گئے کہ ہم نے سمجھا کہ آپ اس شہر کا نام تبدیل کریں گے، لیکن آپ نے فرمایا کہ: (یہ حرمت والا شہر نہیں ہے؟) ہم نے عرض کیا: بالکل، اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (بس تمہارا خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے، تاآنکہ تم اپنے رب سے جاملو۔ کہو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟) لوگوں نے کہا: ''ہاں''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یا اللہ! تو گواہ رہنا! یہاں موجود افراد غیر حاضر افراد کو یہ پیغام پہنچا دیں کیوں کہ بہت سے لوگ جن تک یہ پیغام پہنچے گا سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ثابت ہوں گے اور میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی [ناحق] گردنیں مارنے لگو) بخاری۔

اللہ کے بندو!

حرام اور گناہ کے کاموں سے بچاؤ نیکیوں اور اچھے اعمال سے زیادہ ضروری ہے؛ اس لیے کہ مفلس وہی ہے جو بڑی محنت اور تگ و دو کر کے عمل کرتا ہے اور نیکیوں کی جمع پونجی بناتا ہے لیکن اپنی بیوقوفی کی وجہ سے سب لٹوا لیتا ہے، جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟) صحابہ نے کہا: ''ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ کوئی مال و متاع''۔ آپ نے فرمایا: (میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ [دنیا میں] کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر بہتان لگایا ہو گا، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا، تو اس کی نیکیوں میں سے ان سب کو دیا جائے گا، اگر حساب چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اُن کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا)۔

مسلم اقوام!

مملکت سعودی عرب، بلاد حرمین شریفین ہے، اس کی دھرتی پر وحی نازل ہوتی رہی، یہ مسلمانوں کا قبلہ بھی ہے، مسلمانوں کے دل اس کے ساتھ دھڑکتے ہیں، اللہ تعالی نے اس دھرتی کو اپنے دین کی نشر و اشاعت اور دعوت کے لئے منتخب فرمایا، یہ ملک فرزندان توحید کی آماجگاہ ہے، یہاں سے اسلام کا نور پھیلا، یہاں پر اعتدال اور سلامتی کے اصول و ضوابط پختہ ہوئے، علم اور ایمان کی آبیاری ہوئی، اس دھرتی نے یہاں پر آنے والے تمام مسلمانوں کو ماں کی مامتا کی طرح سینے سے لگایا، اس لیے اللہ تعالی یہاں کے حکمرانوں کو بہترین بدلے سے نوازے۔

یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ اس ملک کے خلاف حاسدین اور کینہ پرور افراد کی جانب سے پھیلائی جانے والی افواہیں، بے بنیاد خبریں اور من گھڑت باتیں در حقیقت ہمارے دین دشمنوں اور اعدائے امت کی جانب سے بھڑکائی جانے والی آگ اور جنگ ہے، اس لیے ہم اللہ تعالی سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں اور دشمنوں کی چالوں کے سامنے اسی کے ذریعے قوت حاصل کرتے ہیں۔

یا اللہ! اس ملک کی حفاظت فرما، اس ملک کا خصوصی خیال فرما، یا اللہ! اس ملک کو اور دیگر تمام اسلامی ممالک کو پر امن اور مستحکم بنادے، یارب العالمین!

یا اللہ! جو بھی ہمارے بارے میں برے ارادے رکھے اسے اپنی جان کے لالے پڑ جائیں، اس کی مکاری اسی کی تباہی کا باعث بنادے، یا قوی! یا عزیز!

یا اللہ! ہمارے حکمران خادم حرمین شریفین کو خصوصی توفیق سے نواز، ان کی خصوصی مدد فرما، یا اللہ! انہیں اور ان کے ولی عہد کو تیری رضا کے حامل کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یا سمیع الدعاء!

یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، اپنے موحد بندوں کی مدد فرما، یا اللہ! پوری دنیا میں مسلمانوں کے حالات سنوار دے، یا اللہ! پوری دنیا میں مسلمانوں کے حالات سنوار دے، یارب العالمین!

یا اللہ! تونے ہمیں بھرپور بارشیں عطا کیں، اس پر ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں، یا اللہ! اب اس پانی کو ہمارے لیے قوت اور مفید بنادے۔

اللہ کے بندو!

اللہ تعالی نے تمہیں نبی ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

یااللہ! ہدایت یافتہ خلفائے راشدین: ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور دیگر تمام صحابہ سے راضی ہو جا؛ یااللہ! اپنے رحم و کرم کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یاارحم الراحمین!

(16) برکت کا مفہوم اور اسباب و ذرائع

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد الباری بن عواض ثبیتی حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اسی نے اپنے مخلص بندوں کو نعمتِ اخلاص اور برکت سے نوازا ہے۔ میں صدقہ خیرات کو فضیلت عطا کرنے پر اللہ کی حمد اور شکر بجالاتا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ تعالی نے مشرکوں اور کافروں کا ٹھکانا آگ بنایا، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی سیدنا محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ نے جادو گروں کا پردہ چاک فرمایا۔ اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، اور فضائل مہارت رکھنے والے صحابہ کرام پر رحمتیں نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

میں اپنے آپ اور تمام سامعین کو تقوی الہی کی نصیحت کرتا ہو؛ کیونکہ ہمہ قسم کی بھلائی تقوی کے زیر سایہ ہے، تقوی خوشحالی کی اساس ہے، ہمارے لیے جنت کا راستہ تقوی کے تقاضے پورے کرنے پر کھلتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

آل عمران–102

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے کماحقّہ ڈرو اور تمہیں موت آئے تو صرف اسلام کی حالت میں۔

اللہ تعالی نے اس دھرتی کو لوگوں کے لیے زندگی گزارنے کی جگہ بنایا، اس میں برکتیں ڈالیں اور اسے مال و دولت سے بھر دیا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا

فصلت–10

اللہ نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے، زمین میں برکت ڈالی اور اس کا صحیح تخمینہ لگایا۔

اللہ تعالی نے انبیائے کرام کو اپنی چنیدہ شخصیات بنایا، پھر ان کی زندگی اور کارکردگی دونوں میں برکت بھی ڈال دی، جیسے کہ اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

يَانُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ

ھود–48

اے نوح! اتر جا ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر اور تمہارے ہمراہ امتوں پر نازل ہوئی ہیں۔

ایسے ہی اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ

مریم–31

اور میں جہاں بھی ہوں اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی برکت بھی ثابت شدہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی آنکھوں سے اس برکت کا مشاہدہ کیا تھا۔

قرآن کریم میں بھی برکت ہے، جو کہ قرآن کریم پر عمل کرکے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر حاصل ہوتی ہے، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

الانعام–155

برکت اضافے اور خوشحالی کا نام ہے؛جب کسی تھوڑی سی چیز میں برکت ہو تو اسے زیادہ کر دیتی ہے،اگر برکت کسی جگہ ہو تو وہاں برکت کے اثرات واضح اور عیاں نظر آتے ہیں، جس چیز میں برکت ہو تو بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔مال و دولت، وقت، علم، اولاد، علم، کارکردگی اور اعضاہر چیز میں برکت کے اثرات رونما ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالی نے بیت اللہ اور مدینہ طیبہ کو بابرکت بنایا، مسجد اقصی اور اس کے آس پاس والے علاقے کو مبارک بنایا، فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ

آل عمران–96

بیشک سب سے پہلا گھر جو مکہ میں ہے وہ لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ بابرکت اور جہان والوں کے لیے ہدایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ

یا اللہ! مکہ میں جتنی برکت فرمائی ہے اس سے دگنی برکت مدینہ میں فرما۔

اللہ تعالی کا فرمان بھی ہے:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا

الاسراء–1

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد الحرام سے مسجد اقصی کی سیر کروائی اس کے ارد گرد ہم نے برکت فرمائی، تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔

اللہ تعالی نے نبی ﷺ کی امت کو بابرکت بنایا تو یہ امت تمام امتوں سے آگے نکل گئی، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (درختوں میں ایک ایسا درخت بھی ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے، اس کے اوصاف مسلمان جیسے ہیں، مجھے بتلاؤ وہ کون سا درخت ہے؟) راوی کہتے ہیں کہ لوگ جنگلوں

اور صحراؤں کے درختوں میں تلاش کرنے لگے، تو صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ آپ ہی بتلایئے وہ کون سا درخت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ کھجور کا درخت ہے) بخاری

مسلمان برکت کی جستجو میں رہتا ہے تاکہ وہ جہاں بھی ہو اس کے جسم، اولاد، زندگی اور آس پاس کی ہر چیز میں برکت ہو جائے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب موسمی پھل لایا جاتا تو آپ فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ.

یا اللہ! ہمارے مدینے میں برکت فرما، یا اللہ! ہمارے صاع میں برکت فرما، یا اللہ! ہمارے مد میں برکت فرما، یا اللہ! ہمارے مدینے میں برکت فرما، یا اللہ! ہر برکت کے ساتھ دہری برکت فرمادے۔ صحیح مسلم

مومن اپنے گھر کے لیے بھی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کیلیے مومن گھر میں اللہ کا ذکر کرنے کی پابندی کرتا ہے اور گھر میں سورت البقرہ کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہو اور گھر میں داخل ہوتے وقت، کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر بھی کرے، تو شیطان [اپنے چیلوں سے] کہتا ہے: تمہارے لیے یہاں نہ رات کے کھانے کا انتظام ہے نہ رات گزارنے کا) مسلم

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (سورت بقرہ کی تلاوت کیا کرو؛ کیونکہ سورت بقرہ کی تلاوت برکت ہے، اسے چھوڑنا باعث حسرت ہے، اور باطل لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے) مسلم، باطل لوگوں سے مراد جادوگر ہیں۔

استغفار کی پابندی سے بھی برکت حاصل ہوتی ہے، جیسے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا اللہ تعالی نے بتلاتے ہوئے فرمایا:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا (10) يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا (11) وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا

نوح– 12/10

تو میں [نوح علیہ السلام] نے کہا: تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو، بیشک وہی بخشنے والا ہے (10) وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا (12) وہ دولت اور نرینہ اولاد کے ذریعے تمہاری امداد فرمائے گا اور تمہارے لیے باغات بنا کر تمہارے لیے نہریں بہادے گا۔

مومن شخص نماز فجر باجماعت ادا کر کے بھی برکت تلاش کرتا ہے؛ کیونکہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے، صبح کے وقت میں برکت رکھ دی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (اللهمّ بارك لأمّتي في بكورها، [یااللہ! میری امت کیلیے صبح کے وقت میں برکت فرمادے])، اسی لیے جس وقت رسول اللہ ﷺ کسی لشکر یا سریہ کو روانہ فرماتے تو انہیں اول وقت میں روانہ کرتے تھے، نیز صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ تاجر تھے وہ اپنی تجارت کے قافلے صبح کے وقت بھیجتے تھے تو ان کی دولت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا، نیز ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔

برکت کی دعا سے بھلائی اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں، چنانچہ عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "انہوں نے بنو جشم کی ایک لڑکی سے شادی کی تو لوگوں نے انہیں دعا دیتے ہوئے کہا: "خوشحال رہو اور نرینہ اولاد پاؤ" یہ سن کر عقیل رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسے مت کہو، تو لوگوں نے کہا: ابو زید! تو پھر کیا کہیں؟، اس پر انہوں نے کہا: تم کہو: (بارك الله لكم وبارك عليكم، [اللہ تعالی تمہارے لیے اس شادی میں برکت فرمائے، اور تم پر برکت نازل فرمائے [یعنی بابرکت اولاد سے نوازے] ہمیں [شادی کے موقع پر] ایسی دعا دینے کا حکم دیا جاتا تھا)" مسند احمد، اس کی سند صحیح ہے۔

پابندی کے ساتھ ایک دوسرے کو سلام کرنے سے بھی برکت ملتی ہے، سلام کرنا اس بابرکت امت کا خاصہ ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً

النور–61
پس جب تم گھروں میں داخل ہو جاؤ تو اپنے آپ پر سلام کہو، یہ اللہ تعالی کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔

تجارت میں اگر سچ بولیں اور ہر چیز واضح کریں تو اس سے برکت پیدا ہوتی ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (دو خرید و فروخت کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں اس وقت تک بااختیار ہیں- یا آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں- چنانچہ اگر وہ سچ بولیں اور [عیوب] واضح کر دیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ڈال دی جاتی ہے، اور اگر جھوٹ بولیں اور [عیوب] چھپائیں تو ان کی بیع سے برکت مٹادی جاتی ہے) بخاری، مسلم

صلہ رحمی سے بھی عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور رزق میں برکت ہوتی ہے، چنانچہ بخاری اور مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جس شخص کو اچھا لگتا ہے کہ اس کے رزق میں اضافہ کر دیا جائے اور اس کی زندگی لمبی کر دی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے)۔

باہمی الفت اور اتحاد حصول برکت کا باعث ہیں، رسول اللہ ﷺ اسی لیے ہر حال میں اپنے صحابہ کرام کو باہمی اتحاد سے رہنے اور اختلافات سے بچنے کی تلقین کرتے تھے، چنانچہ ایک بار نبی ﷺ سے صحابہ کرام نے شکایت کی: "ہم کھانا تو کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (تم کھانا کھاتے ہوئے اکٹھے بیٹھتے ہو یا الگ الگ؟) انہوں نے کہا: "ہم الگ الگ بیٹھتے ہیں" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (تم کھانا کھاتے ہوئے اکٹھے ہو جاؤ اور اللہ کا نام لو، اللہ تعالی تمہارے لیے برکت فرمادے گا) ابن حبان نے اسے روایت کیا ہے۔

مسلم معاشرے کے کمزور افراد کی مدد در حقیقت متلاشیاں برکت کے لیے وسیع میدان ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (تمہارے کمزور افراد کی وجہ سے ہی تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے) بخاری

ایک روایت میں ہے کہ: (مجھے تم کمزور لوگوں میں تلاش کرو، بیشک تمہیں کمزور لوگوں کی وجہ سے روزی دی جاتی ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے) ترمذی نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

جب مسلمان کی زندگی میں برکت آجائے تو اللہ تعالی اسے پختہ عقل عطا فرما دیتا ہے، اسے سمجھ بھی دیتا ہے، اس کا دل علم اور ایمان سے منور ہوتا ہے، جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''ایک بار نبی ﷺ قضائے حاجت کیلیے گئے تو میں نے آپ کے وضو کا پانی رکھ دیا، آپ ﷺ واپس آئے تو پوچھا: (یہ وضو کیلیے پانی کس نے رکھا ہے؟) تو آپ کو میرا بتلا دیا گیا، اس پر نبی ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ

یا اللہ! اسے دین کا فقیہ بنادے۔ صحیح البخاری

اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دین کے فقیہ بن گئے۔ تو پھر کسی نے اپنا عینی مشاہدہ ذکر کرتے ہوئے کہا: ''میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا آپ سے ہزاروں طلبۂ حدیث علم حاصل کر رہے تھے''۔

مسلمان کی زندگی میں برکت کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ اسے بہت زیادہ کام کرنے اور کامیابیاں حاصل کرنے توفیق ملتی ہے، تھوڑے سے وقت میں اتنا زیادہ کام کر دکھاتا ہے کہ اس کے ساتھی اس سے پیچھے رہ جاتے ہیں، یہ خاص نوعیت کی برکت انسان کیلیے اطاعت گزاری اور مثبت عملی اقدامات کے لیے ممد اور معاون ثابت ہوتی ہے۔

لمبی زندگی کے ساتھ زبانی اور بدنی نیکیاں بھی ہو تو یہ اللہ تعالی کی طرف سے کامیاب لوگوں کو عطا کردہ برکت ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے) صحیح ابن حبان

مسلمان کی زندگی میں برکت کی صورت یہ بھی ہے کہ انسان کو نیک، ماں بننے والی اور محبت کرنے والی بیوی مل جائے، اور نیک صالح اولاد عطا ہو، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (عورت سے شادی چار چیزوں کی بنیاد پر کی جاتی ہے: عورت کے مال، حسب نسب، خوبصورتی اور دین۔ تم دین دار کو اپنا لو وہ تمہارے ہاتھ خاک آلود کر دے گی) بخاری، مسلم۔ دیندار بیوی گھر کی برکت میں اضافہ کر دیتی ہے؛ کیونکہ در حقیقت مٹی [جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے یہ] اضافے اور افزائش کی علامت ہے۔

اگر اللہ تعالی اپنے بندے پر مال کے دریا بہادے پھر اسے نیکی اور رفاہی کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دے تو یہ واضح برکت اور اللہ تعالی کی طرف سے احسان ہے۔

اللہ کی ناراضی کا باعث بننے والے کاموں میں دولت اڑا کر اللہ تعالی کا حق ادا نہ کیا جائے تو اس سے برکت مٹ جاتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ

البقرة–276

اللہ تعالی سود مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ کسی بھی گناہ گار کافر سے محبت نہیں کرتا۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلیے قرآن کریم کو بابرکت بنائے، اللہ تعالی مجھے اور آپ سب کو اس کی حکمت بھری نصیحتوں سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، آپ سب بھی اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:

لاتعداد اور بے پناہ حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے، اللہ پاک ہے وہ اپنے کسی ولی کو رسوا نہیں فرماتا، اور اللہ سے دشمنی روا رکھنے والا کبھی معزز نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے علاوہ ہمارا کوئی رب نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی اور سربراہ محمد اللہ کے بندے اور چنیدہ رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، تمام صحابہ کرام اور آپ کے پیروکاروں پر روزِ قیامت تک رحمتیں نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد: میں تمام سامعین اور اپنے آپ کو تقوی الہی کی نصیحت کرتا ہوں۔

تمام مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے ملکوں، سماج اور اقوام میں برکت تلاش کریں، برکت کے اسباب اور ذرائع پیدا کریں، اس کے لیے سب سے مؤثر ترین ذریعہ یہ ہے کہ اللہ کی دھرتی پر اللہ کا نظام رائج ہو، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

الاعراف–96

اگر بستی والے ایمان لاتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کی کارستانیوں کی وجہ سے پکڑ لیا۔

کوئی بھی عقل منداس بات کا انکار نہیں کرتا کہ منہجِ الٰہی سے اعراض برکت ختم ہونے کا سبب ہے، اس طرح خیر وبھلائی ختم ہوتی ہے، اللہ تعالی نے ہمارے لیے قوم سبا کا واقعہ بتلایا جنہیں عطا کردہ نعمتوں اور برکتوں کو جڑ سے نیست ونابود کر دیا گیا تھا، فرمانِ باری تعالی ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ (15) فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ

سبأ–16/15

قوم سبا کیلیے ان کے علاقے میں نشانی ہے، دو باغات دائیں اور بائیں [ان کے لیے تھے] تم اپنے پروردگار کا عطا کردہ رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، یہ [تمہاری رہائش کیلیے] پاکیزہ شہر ہے اور پروردگار بخشنے والا ہے۔ تو انہوں نے اعراض کیا، پھر ہم نے ان پر بہت بڑا سیلاب بھیج دیا، اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کو ایسے دو باغوں سے بدل دیا جو بدمزہ پھلوں، جھاؤ اور معمولی سی بیریوں پر مشتمل تھے۔

رسولِ ہدیٰ پر درود پڑھو، اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں تمہیں اسی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود وسلام بھیجو۔

اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

یا اللہ! چاروں خلفائے راشدین ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی سے راضی ہو جا، انکے ساتھ ساتھ اہل بیت، اور تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، نیز اپنے رحم، کرم، اور احسان کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یا ارحم الراحمین!

یا اللہ! چاروں خلفائے راشدین ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی سے راضی ہو جا، انکے ساتھ ساتھ اہل بیت، اور تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، نیز اپنے رحم، کرم، اور احسان کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یا ارحم الراحمین!

یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ! کافروں کے ساتھ کفر کو بھی ذلیل ورسوا فرما، یااللہ! تیرے اور دین دشمنوں کو نیست ونابود کردے، یااللہ! اس ملک کو اور تمام اسلامی ممالک کو امن کا گہوارہ بنا دے۔ یارب العالمین!

یااللہ! جو بھی ہمارے بارے میں یا اسلام اور مسلمانوں کے متعلق برے ارادے رکھے تو اسے اپنی جان کے لالے پڑ جائیں، اس کی مکاری اسی کی تباہی کا باعث بنا دے، یا سمیع الدعاء!

یااللہ! پوری دنیا میں کمزور مسلمانوں کی مدد فرما، یااللہ! ان کی مدد، نصرت اور حمایت فرما، یااللہ! کمزور مسلمان بھوکے ہیں ان کے کھانے پینے کا بندوبست فرما، ننگے پاؤں ہیں انہیں جوتے فراہم کر، یااللہ! ان پر ظلم ڈھایا جارہا ہے، ان کا بدلہ چکادے، یارب العالمین! یاقوی! یامتین!

یااللہ! ہم تجھ سے جنت مانگتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

یااللہ! ہم تجھ سے معلوم یا نامعلوم ہمہ قسم کی بھلائی مانگتے ہیں چاہے کوئی جلدی ملنے والی یا دیر سے، یااللہ! ہم تجھ سے معلوم یا نامعلوم ہمہ قسم کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں چاہے چاہتے وہ جلد آنے والی ہے یا دیر سے۔

یااللہ! ہمارے دینی معاملات کی اصلاح فرما، اسی میں ہماری نجات ہے۔ یااللہ! ہماری دنیا بھی درست فرما دے اسی میں ہمارا معاش ہے، اور ہماری آخرت بھی اچھی بنا دے ہم نے وہیں لوٹ کر جانا ہے، اور ہمارے لیے زندگی کو ہر خیر کا ذریعہ بنا، اور موت کو ہر شر سے بچنے کا وسیلہ بنا دے، یارب العالمین!

یااللہ 1 ہماری مدد فرما، ہمارے خلاف کسی کی مدد نہ فرما، یااللہ! ہماری مدد فرما، ہمارے خلاف کسی کی مدد نہ فرما، یااللہ! ہمارے حق میں تدبیر فرما، ہمارے خلاف نہ ہو، یااللہ! ہماری رہنمائی فرمائی اور ہمارے لیے راہ ہدایت پر چلنا بھی آسان فرما، یااللہ! ہم پر زیادتی کرنے والوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

یااللہ! ہمیں تیرا ذکر، شکر، تیرے لیے مر مٹنے والا، تیری طرف رجوع کرنے والا اور انابت کرنے والا بنا۔

یااللہ! ہماری توبہ قبول فرما، ہماری کوتاہیاں معاف فرما، ہماری حجت کو ٹھوس بنا، اور ہمارے سینوں کے میل کچیل نکال باہر فرما، یارب العالمین!

یااللہ ! ہم تجھ سے شروع سے لیکر آخر تک، ابتدا سے انتہا تک، اول تا آخر ہر قسم کی جامع بھلائی مانگتے ہیں، نیز تجھ سے جنتوں میں بلند درجات کے سوالی ہیں۔

یااللہ ! ہم تیری نعمتوں کے زوال، تیری طرف سے ملنے والی عافیت کے خاتمے، تیری اچانک پکڑ اور تیری ہمہ قسم کی ناراضی سے تیری پناہ چاہتے ہیں، یارب العالمین !

یااللہ ! ہم پر اپنی برکتوں، رحمتوں، فضل اور رزق کے دروازے کھول دے۔ یارب العالمین !

یااللہ ! ہماری زندگی، کارکردگی میں برکت فرما، ہماری بیویوں، اولاد اور دولت میں برکت فرما، یااللہ ! ہم جہاں بھی ہوں ہمیں برکت سے نہال رکھنا، یارب العالمین !

یااللہ ! ہم تجھ سے خاتمہ بالخیر اور ماضی میں ہونے والے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، یارب العالمین !

یااللہ ! تمام مسلمان فوت شدگان پر رحم فرما، تمام مریضوں کو شفایاب فرما، اور ہمارے معاملات سنوار دے، یارب العالمین ! یااللہ ! ہمارے حکمران کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یااللہ ! ان کی تیری رضا اور رہنمائی کے مطابق توفیق عطا فرما، یارب العالمین ! یااللہ ! ان کے ولی عہد کو ہر خیر کے کام کی توفیق عطا فرما، یاارحم الراحمین ! یااللہ ! تمام مسلمان حکمرانوں کو کتاب و سنت کے نفاذ کی توفیق عطا فرما، یارب العالمین !

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

الأعراف–23

ہمارے پروردگار ! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم بہت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

الحشر–10

اے ہمارے پروردگار ! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، ان کے لیے ہمارے دلوں میں کدورت نہ رہنے دے، اے ہمارے پروردگار ! تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

البقرة–201

ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–90

اللہ تعالی تمہیں عدل، احسان اور قرابت داروں کو (امداد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں اس لئے نصیحت کرتا ہے کہ تم اسے (قبول کرو) اور یاد رکھو۔

تم اللہ کا ذکر کرو وہ تمہیں یاد رکھے گا، اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو وہ تمہیں اور زیادہ عنایت کرے گا، اللہ کی یاد بہت ہی بڑی عبادت ہے، اور اللہ تعالی تمہارے تمام اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

ترجمہ: شفقت الرحمن مغل

(17) خیر خواہی، دین کا بنیادی حصہ

فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر علی بن عبد الرحمن الحذیفی حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں وہ عزت اور کرم والا اور تمام جانداروں کو پیدا کرنے والا ہے، اس کا فضل اور نعمتیں بہت وسیع ہیں، میں اپنے رب کی معلوم اور نامعلوم نعمتوں پر اسی کی حمد و شکر بجالاتا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہ معزز ترین اور نہایت کرم کرنے والا ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی جناب محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، آپ کو اللہ تعالی نے جوامع الکلم سے نوازا، یا اللہ! اپنے بندے، اور رسول محمد، ان کی آل اور راہ راست پر چلنے والے صحابہ کرام پر درود و سلام اور برکتیں نازل فرما۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

تقوی الہی اپناؤ اور اس کے لیے نیک اعمال کے ذریعے قرب الہی کی جستجو کرو، حرام کاموں سے بچو؛ کیونکہ متقی ہی کامیاب و کامران ہوں گے، جبکہ ہوس پرست اور کوتاہی برتنے والے نامراد ہوں گے۔

مسلمانوں!

اپنا محاسبہ خود ہی کرلو قبل ازیں کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، دلوں کو غفلت سے بیدار کرو، اپنے نفوس کو حرام کاموں اوران کی لذت سے روکو، گناہوں سے توبہ کرلیں اس سے قبل کہ موت آئے، امیدیں بکھر جائیں اور مزید عمل کرنا ممکن نہ رہے۔

آپ سالہا سال اور ایام تیزی کے ساتھ گزرتے دیکھ رہے ہیں، اس زندگی کے بعد موت ہی ہے، اور موت کے بعد یا تو نعمتوں والی جنت ہو گی یا دردناک عذاب۔

آپ جس طرح فانی دنیا کے لئے کدو کاوش کرتے ہیں اسی طرح دائمی آخرت کے لئے بھی محنت کریں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (16) وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى

الأعلى–17/16

بلکہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو [16] حالانکہ آخرت بہتر اور دائمی رہنے والی ہے۔

مسلمانوں!

قرآن کریم پر توجہ دیں اسی میں تمہاری عزت اور سعادت ہے، اسی سے تمہارے حالات سنور سکتے ہیں، اسی میں تمہاری موت کے بعد کامیابی ہے، فتنوں سے تحفظ بھی اسی سے ملے گا اور یہ فتنے قربِ قیامت تک بڑھتے چلے جائیں گے، یہ فتنے ایسے ہیں کہ ابتدائی طور پر واضح نہیں ہوتے، لیکن جب انتہا ہو جائے تو ان کے بارے میں آنکھیں کھل جاتی ہیں؛ چنانچہ ان فتنوں سے وہی محفوظ رہ سکے گا جو قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھام لے، اور ملت اسلامیہ کے ہم رکاب رہے، اس لیے کتاب اللہ پر غور و فکر کرو، اسی پر عمل پیرا رہو۔

رسول اللہ ﷺ کی احادیث یاد کرو تا کہ دین قائم رہے، عقیدہ صحیح رہے اور عبادات مکمل ہوں، خصوصاً ایسی احادیث پر توجہ دو جن میں فضیلت والے اسلامی اعمال کے احکام جمع ہیں، ان احادیث کا معنی اور مفہوم ان پر عمل کرنے کے لئے اچھی طرح سمجھیں، سلف صالحین کا یہی منہج ہے جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

التوبۃ–100

مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کی اور وہ لوگ جنہوں نے احسن طریق پر ان کی اتباع کی، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن میں نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

میں یہاں پر ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو کہ جوامع الکلم میں سے ہے، ہر حالت میں اس حدیث پر عمل ہر مسلمان مرد و زن کی ذمہ داری ہے، جسم میں جب تک روح باقی ہے اس وقت تک تمام آدمیوں اور عورتوں کے لئے اس پر عمل ضروری ہے، وہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: (دین خیر خواہی کا نام ہے) تو ہم نے کہا: "کن کی خیر خواہی؟" تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالی، کتاب اللہ، رسول اللہ، مسلم حکمرانوں اور عوام الناس کی) اس حدیث کو امام مسلم نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نیز اس حدیث کو امام مسلمؒ کے علاوہ دیگر بہت سے محدثین نے روایت کیا ہے، یہ حدیث بہت عظیم حدیث ہے۔ امام ابو داودؒ کہتے ہیں: "فقہ پانچ احادیث کا نچوڑ ہے، پہلی حدیث: (حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔۔۔) دوسری حدیث: (نہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی کسی اور کو نقصان دو) تیسری حدیث: (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) چوتھی حدیث: (دین خیر خواہی کا نام ہے) پانچویں حدیث: (جس چیز سے میں تمہیں روک دوں اس سے فوری رک جاؤ، اور جس چیز کے کرنے کا حکم دوں تو اس پر حسب استطاعت عمل کرو)"۔

محدث حافظ ابو نعیمؒ کہتے ہیں: "یہ بہت عظیم ہے"۔

محمد بن اسلم طوسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ: "حدیث (دین خیر خواہی کا نام ہے) دین کا ایک چوتھائی حصہ ہے"۔

اور اس بات کی دلیل کہ اس حدیث پر عمل ہر مسلمان مرد اور عورت پر ہر حالت میں واجب اور ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے کچھ عبادات کو بعض مکلف افراد مرد یا عورتوں سے کسی عذر یا دیگر کسی سبب کی بنا پر ساقط کر دیا لیکن خیر خواہی کو کسی حالت میں بھی ساقط نہیں فرمایا، فرمانِ باری تعالی ہے:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

التوبۃ–91

کمزور، مریض اور وہ لوگ جن کے پاس انفاق فی سبیل اللہ کے لئے کچھ نہیں توان پر کوئی حرج نہیں بشر طیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کریں۔ نیکی کرنے والوں پر [اعتراض] کا کوئی راستہ نہیں، اور اللہ در گزر کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

تو اس آیت میں اللہ تعالی نے واضح فرمادیا کہ کسی بھی مسلمان کا ایک لمحے کے لئے بھی خیر خواہی سے عاری ہونا قبول نہیں ہے۔

صحابہ کرام نے آیت میں مذکور خیر خواہی کا معنی نہیں پوچھا؛ کیونکہ انہیں دین میں خیر خواہی کے معانی کا دلالت مطابقت، دلالت تضمین والتزام ہر اعتبار سے علم تھا، تو اس خیر خواہی میں اسلام، ایمان اور احسان کے تینوں مراتب شامل ہیں، ہاں صحابہ کرام نے یہ ضرور پوچھا کہ یہ خیر خواہی کن کے لئے ہو گی ؟ اور کون اس خیر خواہی کے مستحق ہوں گے ؟

عربی زبان میں "النصیحۃ" [خیر خواہی] نصح سے ہے، جو کہ کسی بھی چیز کو ملاوٹ، مٹی اور غیر متعلقہ چیز سے صاف کرنے کو کہتے ہیں، چنانچہ : "نَصَحَ العَسَلُ" اس وقت کہا جاتا ہے جب شہد کو موم سے صاف ستھرا کر لیا جائے۔

اس حدیث میں اللہ تعالی کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ : اللہ سے محبت ہو، اللہ کے سامنے عاجزی اور انکساری ہو، شریعت الہی کے سامنے مکمل سر نگوں ہو کر تابعداری اس لیے ہو کہ اللہ کی رضا اور ثواب ملے، اللہ کے غضب اور عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کی اطاعت کریں، فرمان باری تعالی ہے:

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (15) تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ

السجدة–16/15

ہماری آیات پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں ان کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور ہم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ

البقرة–165

اور ایمان لانے والوں کی اللہ تعالی سے محبت شدید ترین ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ سے بھرپور دلی محبت کرو؛ کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں کھلاتا پلاتا ہے۔)

اللہ تعالی کی عظیم ترین خیر خواہی یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی اور عبادت کی جائے، اخلاص، سنت نبوی، اور طریقہ نبوی ﷺ کے مطابق عبادت کریں، ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالی کے لئے بجالائیں۔ دعا، مدد طلبی، استغاثہ اور توکل اللہ پر ہی کریں، فرمانِ باری تعالی ہے:

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا

الجن–20
آپ کہہ دیں: میں تو اپنے پروردگار کو ہی پکارتا ہوں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

اللہ تعالی کی بندگی اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ صفاتِ کمال اور جلال کا مالک ہے، وہ ہمہ قسم کے نقائص اور عیوب سے پاکیزہ اور منزہ ہے، ساری مخلوقات پر اسی کی نعمتیں ہیں، سب لوگ اسی کی رحمت کے سوالی ہیں، اس لیے اللہ کی عبادت اللہ تعالی سے خیرات ملنے کا باعث ہے۔ اللہ کی بندگی؛ زندگی میں اور زندگی کے بعد بلائیں ٹالنے کا باعث ہے۔ اللہ تعالی کی خیر خواہی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنے لیے ثابت کیا ہے اور جو کچھ اسماو صفات رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کے لئے ثابت قرار دی ہیں انہیں اسی انداز سے ثابت مانا جائے جیسے سلف صالحین نے مانا تھا۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا: (میری خیر خواہی؛ بندے کی میرے ہاں محبوب ترین عبادت ہے) اس حدیث کو امام احمد نے اور طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ: آپ سے محبت ہو، آپ کا احترام کیا جائے، آپ کی سنت کی تعظیم ہو اور آپ کے احکامات کی تعمیل کریں، آپ کے منع کردہ کاموں سے بچیں، آپ کی شریعت کے مطابق اللہ کی عبادت کریں، آپ کی سیرت کو اپنائیں، آپ کی احادیث کی تصدیق کریں، ان احادیث کو آگے پھیلائیں، دین محمدی کی جانب لوگوں کو دعوت دیں، فرمانِ باری تعالی ہے:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا

النور–54
کہہ دو: اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو، لیکن اگر تم پھر جاؤ تو رسول کے ذمے صرف وہ ہے جس کا وہ مکلف بنایا گیا ہے اور تمہارے ذمے وہ جس کے تم مکلف بنائے گئے اور اگر اس کا حکم مانو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

کتاب اللہ کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ: قرآن کریم کی تعظیم کریں، قرآن سے محبت کریں، اسے سیکھنے، سکھانے اور قرآنی احکام سمجھنے کی پوری کوشش کریں، قرآن کریم کی صحیح انداز سے تلاوت کریں، قرآن کے احکامات کی تعمیل کریں اور ممنوعہ امور سے اجتناب کریں، پابندی سے قرآن کریم کی تلاوت کریں، قرآن کے حروف اور حدود کو یاد رکھیں، قرآن کریم کی تفسیر، معنی اور مراد کی معرفت حاصل کریں، قرآن کریم پر تدبر کریں، اپنا اخلاق قرآن کے مطابق بنائیں، قرآن و سنت کے فہم میں غلطی کھانے والوں کو جواب دیں، ان کی باطل باتوں کا رد کریں اور ان سے خبر دار کریں۔ فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

الأسراء—9

بیشک یہ قرآن اسی کی رہنمائی کرتا ہے جو انتہائی مضبوط راستہ ہے۔

مسلم حکمرانوں کے لئے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ: حکمرانوں کے لئے خیر پسند کریں، ان کے عدل کو پسند کریں، ان کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کریں، انہیں دھوکا نہ دیں، ان کے ساتھ خیانت نہ کریں، ان کے خلاف بغاوت نہ کریں، ان کے خلاف مظاہرے نہ کریں۔ حق بات پر ان کے ساتھ تعاون کریں، گناہوں کے علاوہ ہر کام میں ان کی اطاعت کریں، ان کی کامیابی اور فیصلوں میں درستگی کی دعا کریں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (بیشک اللہ تعالی تم سے تین چیزوں کو پسند کرتا ہے کہ: تم اسی کی عبادت کرو، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور گروہوں میں مت بٹو، اور جس کو اللہ تعالی نے تم پر حاکم بنایا ہے اس کی خیر خواہی کرو) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''اجتماعیت میں جو چیز تمہیں ناگوار ہے، وہ اختلاف میں تمہاری چاہت سے بہتر ہے۔''

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خیف مقام پر اپنے خطاب میں فرمایا تھا: (تین چیزوں کے بارے میں کسی مسلمان کا دل کمی نہیں کرتا: عمل کرتے ہوئے اللہ کے لئے اخلاص، حکمرانوں کی خیر خواہی، اور ملت اسلامیہ کا التزام) اس حدیث کو امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (جس بندے کو اللہ تعالی رعایا کا حکمران بنائے اور وہ رعایا کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا) اس حدیث کو بخاری، مسلم، اور احمد نے روایت کیا ہے۔

مسلمان عامۃ الناس کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ : عوام الناس کو ان کے فائدے کی باتیں بتلائیں، انہیں دین سکھلائیں، ان کی عیب پوشی کریں، ان کی ضروریات پوری کریں، انہیں دھوکا مت دیں، خیانت سے کام مت لیں، ان سے حسد مت کریں، ان کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر صبر کریں۔

خیر خواہی انبیائے کرام اور رسولوں کی صفت ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے :

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

التوبۃ–128

بلاشبہ یقیناً تمہارے پاس تمہی سے ایک رسول آیا ہے، اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت گراں ہے، تمہارا بہت خیال رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

اسی طرح نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنْصَحُ لَكُمْ

الأعراف–62

میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔

ھود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ

الأعراف–68

میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارے لیے ایک امانت دار، خیر خواہ ہوں۔

ایسے ہی صالح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ

الأعراف–79
بلاشبہ یقیناً میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچادیااور تمہاری خیر خواہی کی۔

خیر خواہی مومنین کی صفات میں بھی شامل ہے، سورت یاسین میں مذکور مومن کی دعوت کاذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

يَاقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ

یٰس–20
میری قوم! تم رسولوں کی اتباع کرو۔

اور پھراس کی وفات کے بعد کاتذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَالَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ (26) بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ

یٰس–27/26
اسے کہا گیا جنت میں داخل ہو جا۔ اس نے کہااے کاش! میری قوم جان لے۔ [26] اس بات کو کہ میرے رب نے مجھے بخش دیااور مجھے معزز لوگوں میں سے بنادیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: "اس مومن شخص نے اپنی قوم کو اپنی زندگی میں بھی خیر خواہی پر مبنی دعوت دی، بلکہ وفات کے بعد بھی یہی دعوت دی"۔

فرمانِ باری تعالی ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

آل عمران–103
اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لواور گروہوں میں مت بٹو۔

اسی طرح فرمایا:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

الحجرات–10

بیشک مومن آپس میں بھائی بھائی ہی ہیں۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کے لئے قرآن کریم کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو اس کی آیات سے مستفید ہونے کی توفیق دے، اور ہمیں سید المرسلین ﷺ کی سیرت و ٹھوس احکامات پر چلنے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، وہ غیب جاننے والا، دلوں کو پھیرنے والا، مشکل کشا اور حاجت روا ہے، میں گزشتہ و پیوستہ تمام نعمتوں پر اپنے رب کی حمد خوانی کرتا ہوں اور اسی کا شکر بجالاتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی گناہوں کو بخشنے والا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی اور سربراہ محمد ﷺ اس کے بندے اور برگزیدہ رسول ہیں، یا اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد، انکی آل اور شریعت پر قائم تمام صحابہ کرام پر رحمت، سلامتی اور برکتیں نازل فرما۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

خلوت اور جلوت میں تقوی الٰہی اختیار کرو؛ تقوی کے ذریعے ہی بلند درجات حاصل کرو گے، اپنی زندگی میں اور موت کے بعد بھی کامیاب ہو جاؤ گے۔

اللہ کے بندوں!

اللہ تعالی کے اس فرمان پر غور و فکر کرو:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

التوبۃ–71

مومن مرد اور مومن عورتیں، ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکاۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا، بے شک اللہ سب پر غالب اور کمال حکمت والا ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کے باہمی تعاون، مدد، خیر خواہی، تکافل، اخوت، مودت اور شفقت کا ذکر ہے۔

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے نبی ﷺ کی بیعت کی کہ میں: نماز قائم کروں گا، زکاۃ دوں گا، اور ہر مسلمان کی خیر خواہی چاہوں گا'' اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

ابو بکر مزنیؒ کہتے ہیں: ''ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دیگر صحابہ کرام پر نماز اور روزے کی وجہ سے امتیازی مقام نہیں رکھتے تھے، بلکہ یہ ان کے دل میں کسی چیز کی وجہ سے تھا'' اس کی تفصیل میں ابن علیہؒ کہتے ہیں: ''سیدنا ابو بکر کے دل میں جو چیز تھی وہ اللہ کی محبت اور خلق خدا کی خیر خواہی تھی''۔

اور جناب حکیم بن ابو یزید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں وہ نبی ﷺ سے کہ: (جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اسے خیر خواہی پر مبنی مشورہ دے) اس حدیث کو احمد نے اور طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے۔

اللہ کے بندوں!

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام پڑھو۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: (جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا) اس لئے سید الاولین اور امام المرسلین پر درود و سلام پڑھو۔

اللھم صلِّ علی محمدٍ و علی آل محمدٍ، کما صلّیتَ علی إبراھیم و علی آل إبراھیم، إنک حمیدٌ مجید، اللھم بارِک علی محمدٍ و علی آل محمدٍ، کما بارکتَ علی إبراھیم و علی آل إبراھیم، إنک حمیدٌ مجیدٌ۔

یااللہ ! تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، یااللہ ! ہدایت یافتہ اور عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرنے والے خلفائے راشدین ابو بکر، عمر، عثمان، علی سے راضی ہو جا، یااللہ ! اپنی رحمت کے صدقے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے راضی ہو جا، یاارحم الراحمین ! یااللہ ! تابعین اور تبع تابعین سے راضی ہو جا، یااللہ ! ان کے ساتھ ساتھ ہم سے بھی اپنے رحم، کرم، اور فضل کے صدقے راضی ہو جا، یاارحم الراحمین !

یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کا بول بالا فرما، یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کا بول بالا فرما، یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کا بول بالا فرما، یااللہ ! کفر اور کافروں کو ذلیل ورسوا فرما، یااللہ ! شرک اور مشرکوں کو ذلیل ورسوا فرما، یارب العالمین ! یااللہ ! تیرے اور دین کے دشمنوں کو تباہ و برباد فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یااللہ ! یاذالجلال والاکرام ! ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اگلے، پچھلے، خفیہ، اعلانیہ سارے گناہ معاف فرمادے، وہ بھی معاف فرما جنہیں تو ہم سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی تہہ و بالا کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

یااللہ ! ہم تجھ سے جنت کے قریب کرنے والے قول اور فعل کا سوال کرتے ہیں، یااللہ ! ہم جہنم کے قریب کرنے والے ہر قول اور فعل سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

یااللہ ! ہم عذاب قبر اور جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتے ہیں، یارب العالمین !

یااللہ ! ہمارے سب معاملات کے نتائج بہتر فرمادے، اور ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرما۔

یااللہ ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ کسی پر ظلم کریں، یا کوئی ہم پر ظلم کرے، یااللہ ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ کسی پر ظلم کریں، یا کوئی ہم پر ظلم کرے، یا ذالجلال والاکرام !

یااللہ ! مسلمان مرد و خواتین کے معاملات سنوار دے، یااللہ ! اپنی رحمت کے صدقے مومن مرد و خواتین کے معاملات سنوار دے، یاارحم الراحمین !

یااللہ ! تمام مسلمانوں کے دلوں میں الفت ڈال دے، یااللہ ! تمام مسلمانوں کے دلوں میں الفت ڈال دے، یااللہ ! جو آپس میں جھگڑے ہوئے ہیں ان کی صلح فرمادے، اور انہیں راہ راست دکھا، یااللہ ! انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا فرما، یااللہ ! تمام مسلمانوں کی تیرے دشمنوں اور ان کے دشمنوں کے خلاف مدد فرما، یااللہ ! یاذالجلال والاکرام ! ہم تجھ سے دعا گو ہیں کہ انہیں کامیاب فرما، اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے، یا اللہ ! انہیں حق بات پر جمع فرمادے، یارب العالمین !

یااللہ ! ہمیں دین کی سمجھ عطافرما، یااللہ ! ہمیں دین کی سمجھ عطافرما، یااللہ ! ہمیں اور تمام مسلمانوں کو تیرے دین کی سمجھ عطافرما، یاذالجلال والاکرام !

یااللہ ! ہم تیری رضااور جنت کے سوالی ہیں، اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

یااللہ ! تمام مسلمان فوت شدگان کی مغفرت فرما، یااللہ ! اپنی رحمت کے صدقے تمام مسلمان فوت شدگان کی مغفرت فرما۔

یااللہ ! ہمیں مہنگائی، وبائی امراض، زنا، سود، زلزلوں، برے فتنوں، ظاہری اور باطنی آزمائشوں سے محفوظ فرما۔ یااللہ ! ہمیں اور مسلمانوں کو ہر قسم کی خباثت سے محفوظ فرما، یااللہ ! ہمیں اور مسلمانوں کو ہر قسم کی خباثت سے محفوظ فرما۔

یااللہ ! ہمیں اور ہماری اولاد کو ابلیس، شیاطین، شیطانی چیلوں اور لشکروں سے پناہ عطافرما، یارب العالمین ! بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یااللہ ! ہمارے نفوس اور گناہوں کے شر سے بھی ہمیں پناہ عطافرما، یارب العالمین ! یااللہ ! مسلمانوں کو اور ان کی اولاد کو ابلیس، شیاطین، شیطانی چیلوں اور لشکروں سے پناہ عطافرما، یارب العالمین ! یاارحم الراحمین ! بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یااللہ ! تمام مقروض مسلمانوں کے قرضے چکادے، یااللہ ! تمام مسلمان بیماروں کو شفایاب فرما، یااللہ ! اپنی رحمت کے صدقے تمام مسلمان بیماروں کو شفایاب فرما، یاارحم الراحمین !

یااللہ ! ہم تجھ سے دنیااور آخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کرتے ہیں، یاذالجلال والاکرام !

یااللہ ! ہمارے ملک کی ہمہ قسم کے شر اور خرابی سے حفاظت فرما، یارب العالمین ! بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یااللہ ! ہماری افواج کی حفاظت فرما، یااللہ ! ان کے اموال، گھر بار، اور ہر چیز کی حفاظت فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یااللہ ! اپنے بندے خادم حرمین شریفین کو اپنے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق دے، یااللہ ! تیری مرضی کے مطابق اس کی رہنمائی فرما، اور اس کے تمام اعمال اپنی رضا کے لیے قبول فرما، یااللہ ! انہیں صرف اچھے کام کرنے کی توفیق عطافرما، یااللہ ! انہیں صحت وعافیت عطافرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے، یااللہ ! انہیں صرف اچھے کام کرنے کی توفیق عطافرما، یاذالجلال والاکرام ! یااللہ ! ان کے ولی عہد کو اپنے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق دے، یااللہ ! تیری مرضی کے مطابق اس کی رہنمائی فرما، اور اس کے تمام اعمال اپنی رضا کے لیے قبول فرما، یارب العالمین ! یااللہ ! انہیں صرف اچھے کام کرنے کی توفیق عطافرمابیشک تو ہر چیز پر قادر ہے، یااللہ ! انہیں اسلام اور مسلمانوں کے حق میں اچھے اقدام کرنے کی توفیق عطافرما، یارب العالمین ! ہمارے پروردگار ! ہمیں دنیامیں بھی بھلائی عطافرما، اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز، اور ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

اللہ کے بندوں!

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–91/90

اللہ تعالی تمہیں عدل واحسان اور قریبی رشتہ داروں کو (مال) دینے کا حکم دیتا ہے، اور تمہیں فحاشی، برائی، اور سرکشی سے روکتا ہے، اللہ تعالی تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

صاحب عظمت وجلالت کا تم ذکر کرو وہ تمہیں کبھی نہیں بھولے گا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرو وہ تمہیں اور زیادہ عنایت کرے گا، اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، اور جو تم کرتے ہو اللہ تعالی اسے جانتا ہے۔

ترجمہ: شفقت الرحمٰن مغل

(18) باہمی رحمدلی کی فضیلت

فضیلۃ الشیخ جسٹس صلاح بن محمد البدیر حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، سب نعمتیں اور رحمتیں اسی کی ہیں، اسے ہر چیز کا مکمل طور پر علم ہے، اس کی رحمت اور حلم ہر چیز سے وسیع ہے، ہر مخلوق اس کے فیصلوں کے ماتحت ہے، وہ ہر مخلوق کے ماضی اور مستقبل سے مکمل طور پر واقف ہے، لیکن وہ اللہ کے بارے میں مکمل طور پر واقف نہیں ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک۔ اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی سیدنا محمد اللہ کے رسول، خاتم الانبیاء اور سراپا رحمت ہیں، آپ نے اللہ کی جانب حکمت کے ساتھ دعوت دی، آپ افضل ترین نبی ہیں اور آپ کو سب سے افضل امت کی جانب بھیجا گیا، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی اولاد اور صحابہ کرام پر رحمتیں، برکتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔

مسلمانوں!

تقوی الہی اپناؤ یہ بہترین نصیحت ہے، آج اس پر عمل کا وقت ہے، اور اسی پر کامیابی کی امید قائم ہے:

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا

المزمل–20

اور تم جو بھی بھلائی اپنے لیے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے ہاں پالو گے، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور عظیم اجر کا باعث بھی۔

مسلمانوں!

بابرکت افراد صلہ رحمی، نیکی اور رحمدلی کے ساتھ نرمی والا برتاؤ کرتے ہیں۔ درگزر اور معافی سے کام لیتے ہیں، دوسروں کو بھی شفقت کا درس دیتے ہیں۔ پیار محبت کا درس بہت بڑی نیکی اور عظیم عبادت ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (17) أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ

البلد–18/17

پھر ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے اور رحمدلی کی نصیحت کرتے رہے۔ یہی لوگ ہیں دائیں ہاتھ والے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ

کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو لوگوں کے ساتھ نرمی، تلطف، رحمدلی، رفق اور خداترسی کا درس دیتے ہیں۔ غریب، مساکین، چھوٹے بچوں، یتیموں مریضوں، اور آفت زدہ افراد پر مہربانی کی تلقین کرتے ہیں، انہیں لاعلم لوگوں اور گناہ گاروں کے متعلق خدشات لاحق رہتے ہیں کہ وہ اپنی کارستانیوں کی وجہ سے اللہ کو ناراض کر بیٹھیں گے؛ تو وہ انہیں وعظ و نصیحت کرتے ہیں، انہیں اللہ تعالی کے احکامات کی یاد دہانی کرواتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہوئے برائیوں سے رکنے کی تلقین بھی کرتے ہیں، انہی اقدامات کی بدولت انسانیت قائم ہے، اگر آپس میں رحمدلی کا معاملہ نہ کریں تو سب کے سب تباہ ہو جائیں۔

اللہ تعالی سے محبت کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ان کے پانچ اوصاف ذکر کیے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے:

أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

المائدة–54
وہ مومنوں کے لئے انتہائی نرم پہلو رکھتے ہیں۔

اس آیت میں مراد یہ ہے کہ: وہ مومنوں کے لیے اپنی پلکیں بچھا دیتے ہیں، ان کے ساتھ نرم خوئی، رحمدلی، شفقت، انس اور پیار کا برتاؤ کرتے ہیں، جیسے کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

الشعراء–215
اور مومنوں میں سے جو لوگ بھی آپ کے پیرو ہیں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آیئے۔

پھر اللہ تعالی نے آپ کے صحابہ کرام کی بھی یہی خوبی بیان فرمائی:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

الفتح–29
محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ہمراہ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نہایت رحم دل ہیں۔

صحابہ کرام آپس میں نہایت مشفق اور خیال رکھنے والے تھے، ان کے دل آپس میں بالکل نرم تھے، در حقیقت مومن ہمیشہ بھلا کرتا ہے، اپنے مومن بھائی سے ملتے ہوئے مسکراہٹ اور بشاشت اس کے چہرے پر کندہ رہتی ہے۔ اللہ تعالی نے ہمارے نبی اور سیدنا محمد ﷺ کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ

التوبۃ–128

آپ مومنوں کے ساتھ نہایت نرمی اور مہربانی کرنے والے ہیں۔

فَآمِنُوا بِنَبِيٍّ لَا أَبَا لَكُمْ

ذِي خَاتَمٍ صَاغَهُ الرَّحْمَنُ مَخْتُومِ

جس نبی کی مہر نبوت کو رحمن نے ڈھالا ہے تم اس پر ایمان لے آؤ کامیاب ہو جاؤ گے۔

رَأْفٌ رَحِيمٌ بِأَهْلِ الْبِرِّ يَرْحَمُهُمْ

مُقَرَّبٍ عِنْدَ ذِي الْكُرْسِيِّ مَرْحُومِ

وہ نہایت مشفق، مہربان، نیکوکاروں پر رحم کرنے والا ہے، اللہ کا مقرب اور رحم کیا ہوا ہے۔

مَا زَالَ بِالْمَعْرُوفِ فِينَا آمِرًا

يَهْدِي الْأَنَامَ بِنُورِهِ الْمُتَشَعْشِعِ

وہ ہمیشہ سے ہمیں نیکی کا حکم کرتا رہا، لوگوں کی اپنے پھیل جانے والے نور سے رہنمائی کرتا رہا۔

صَلَّى عَلَيْهِ اللهُ جَلَّ جَلَالُهُ

مَا لَاحَ نُورٌ فِي الْبُرُوقِ اللُّمَّعِ

اللہ جل جلالہ ان پر رحمتیں اس وقت تک نازل فرمائے جب تک چمکتی بجلی میں روشنی روشن رہے۔

آپ ﷺ توبہ اور باہمی رحمدلی کی تعلیمات لے کر آئے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: (میں توبہ اور رحمدلی کی تعلیم دینے والا نبی ہوں) آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: (رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے، تم اہل زمین پر رحم کرو، عرش پر موجود ذات تم پر رحم کرے گی) ایک اور حدیث میں فرمایا: (اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا) یہ بھی آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: (جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، اور بڑوں کا احترام نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں) ایک حدیث میں یہ فرمایا: (رحمدلی بد بخت سے ہی چھینی جاتی ہے۔)

اسی طرح سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: ''نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میرا لخت جگر قریب المرگ ہے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں، تو بچہ رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا اس وقت اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہنے لگیں، تو سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کی آنکھیں کیوں چھلک گئیں؟'' آپ نے فرمایا: ''(یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے۔ اور اللہ تعالی رحم کرنے والے بندوں ہی پر رحم کرتا ہے۔) بخاری

رسول اللہ ﷺ کو اپنی قوم کی طرف سے انتہا درجے کی اذیت، اور تکذیب کا سامنا کرنا پڑا تھا، جیسے کہ ایک بار سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا: ''کیا آپ پر اُحد کے دن سے سخت دن بھی کبھی آیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: (میں نے تمہاری قوم کی طرف سے سخت تکالیف کا سامنا کیا ہے، میں نے لوگوں کی طرف سے سخت ترین تکلیف عقبہ کے دن اٹھائی تھی۔ جب میں خود ابن عبد یا لیل بن عبد کلال کے پاس گیا اور اسلام کی دعوت دی تو اس نے میری توقع کے مطابق جواب نہ دیا۔ میں رنجیدہ منہ چلتا ہوا وہاں سے لوٹا۔ مجھے ہوش نہیں تھا کہ کدھر جا رہا ہوں؟ جب قرن ثعالب پہنچا تو ذرا ہوش آیا۔ میں نے اوپر سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کر دیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس میں جبریل موجود ہے۔ انہوں نے مجھے آواز دی کہ: ''آپ کی قوم نے آپ کو جو جواب دیا ہے اسے اللہ تعالی نے سن لیا ہے اور آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے۔ آپ اسے کافروں کے متعلق جو چاہیں حکم دیں!'' پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا۔ پھر اس نے کہا: ''اے محمد ﷺ! مجھے آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے، آپ جو چاہیں مجھے حکم کریں، تو آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ چاہیں تو دونوں اخشب پہاڑیوں میں انہیں پیس دوں؟'' تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: (نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔) متفق علیہ

اس حدیث کی شرح میں ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی اپنی قوم پر رحمدلی کا بیان ہے، کہ آپ نے کس قدر صبر اور حلم سے کام لیا! در حقیقت یہ اللہ تعالی کے فرمان:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ

آل عمران–159
اللہ کی رحمت کی بدولت ہی آپ ان کے لئے نرم ہوئے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ

الانبیاء–107
اور ہم نے آپ کو جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔

کی عملی صورت ہے۔"

تو یہ ہے ہمارے نبی جناب محمد ﷺ کا اخلاق، آپ کی سیرت اور دعوت، یہ ہے آپ کی رحمت اور شفقت، اور یہی اہل ایمان کا اخلاق ہوتا ہے، اس لیے رحم دل لوگوں کے لئے خوشخبری ہے۔

میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اور اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، تم بھی اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو، بیشک وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:
ہمہ قسم کی حمد اللہ کے لیے ہے، وہ بردبار اور کرم کرنے والا ہے، میں اللہ تعالی کی شایان شان حمد بیان کرتا ہوں، گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اس کا کوئی شریک، ہمسر اور مد مقابل نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالی اُن پر، ان کی آل، اور صحابہ کرام پر ڈھیروں رحمتیں، سلامتی، اور برکتیں نازل فرمائے۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

مسلمانو! تقوی الٰہی اختیار کرو، اور اللہ تعالی کو اپنا نگہبان جانو، اسی کی اطاعت کرو، اور نافرمانی مت کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

التوبۃ–119
اے ایمان والو! تقوی الٰہی اختیار کرو، اور ہمیشہ سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

پیارے بھائی!

اپنے آپ پر ترس کھائیں اور دوسروں پر بھی رحمت بنیں، اپنی خوبیوں پر قبضہ جما کر مت بیٹھیں بلکہ جاہل پر اپنے علم کے ذریعے، محتاج پر اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے، فقیر پر اپنے مال کے ذریعے، بڑوں پر احترام کے ذریعے، چھوٹوں پر شفقت کے ذریعے، گناہگاروں پر دعوت کے ذریعے، اور جانوروں پر ترس کے ذریعے رحم کریں؛ کیونکہ اللہ تعالی کی رحمت کے قریب ترین وہی ہو گا جو اللہ کی مخلوق پر رحم کرے گا، لہذا جس شخص کی خلق اللہ پر شفقت اور عباد اللہ پر رحمت زیادہ ہو گی اللہ تعالی اس پر خصوصی رحمت فرمائے گا، اسے عزت والے گھر یعنی جنت میں داخلہ دے گا، اسے عذاب قبر سے بچائے گا، حساب کتاب کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا اور اپنا سایہ بھی نصیب کرے گا۔

أُخَيَّ! عِندِی مِنَ الأَیَّامِ تجرِبة

فِیمَا أَظُنُّ وعِلْمٌ بارِعٌ شافِ

میرے بھیا! میرے مطابق میرے پاس طویل تجربہ، اور کافی شافی علم ہے۔

لَا تَمْشِ فِي النَّاسِ إِلَّا رَحْمَةً لَهُمُ

وَلَا تُعَامِلْهُمُ إِلَّا بِإِنْصَافِ

لوگوں کے ساتھ چلو تو رحمت بن کر، معاملات کرو تو سراپا انصاف بن کر۔

واقطعْ قُوَى كُلِّ حِقْدٍ أَنْتَ مضمِرُهُ

إِنْ زَلَّ ذُوْ زَلَّةٍ، أَوْ إِنْ هَفَا هَافِ

آپ نے جس قدر بھی کینہ چھپایا ہوا ہے اسے ختم کر دو چاہے کوئی غلط کار یا سیاہ کار تمہارے ساتھ کس قدر ہی بد سلوکی کرے۔

وَارْغَبْ بِنَفْسِكَ عَمَّا لَا صَلَاحَ لَهُ

وَأَوْسِعِ النَّاسَ مِنْ بِرٍّ، وَإِلْطَافِ

بے فائدہ چیز سے اپنے آپ کو دور رکھو،اور لوگوں کے ساتھ کھل کر نیکی اور بھلائی والا معاملہ کرو۔

وَلَا تُكَشِّفْ مُسِيْئاً عَنْ إِسَاءَتِهِ

وَصِلْ حِبَالَ أَخِيْكَ الْقَاطِعِ الْجَافِيْ

کسی غلط شخص کی غلطی کو مت عیاں کرو،اور قطع تعلقی کرنے والے اپنے سنگ دل بھائی سے صلہ رحمی کرو۔

فَتَسْتَحِقَّ مِنَ الدُّنْيَا سَلَامَتَهَا

وَتَسْتَقِلَّ بِعِرْضٍ وَافِرٍ وَافِ

تو تم دنیا میں سلامتی کے حق دار بن جاؤ گے،اور تم ڈھیروں فوائد سمیٹ لو گے۔

مَا أَحْسَنَ الشُّغْلَ فِيْ تَدْبِيْرِ مَنْفَعَةٍ

أَهْلُ الْفَرَاغِ ذُوُوْ خَوْضٍ وَإِرْجَافِ

فارغ رہنے والے اور فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے والے وقت سے مستفید ہونے کی منصوبہ بندی نہیں کرتے۔

احمد الہادی، شفیع الوری، نبی ﷺ پر بار بار درود و سلام بھیجو،(جس نے ایک بار درود پڑھا اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا)۔

یا اللہ ! اپنے بندے اور رسول محمد پر درود وسلام نازل فرما، یا اللہ ! چاروں خلفائے راشدین، تمام صحابہ کرام، اہل بیت اور تابعین و تبع تابعین سے راضی ہو جا،اور ان کے کیساتھ ساتھ ہم سے بھی راضی ہو جا، یا کریم ! یا وہاب !

یا اللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یا اللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یا اللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یا اللہ ! شرک اور مشرکوں کو ذلیل ورسوا فرما، یا اللہ ! دین دشمن قوتوں کو نیست ونابود فرما،اور تمام مسلم ممالک کو مستحکم، مضبوط اور امن وامان کا گہوارہ بنادے، یارب العالمین !

یااللہ ! ہمارے حکمران خادم حرمین شریفین کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطافرما، ان کی پیشانی سے پکڑ کر نیکی اور تقوی کے کاموں کے لیے رہنمائی فرما، یااللہ ! انہیں اور ان کے ولی عہد کو صرف وہی کام کرنے کی توفیق عطافرما جن سے اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ اور فائدہ ہو، یارب العالمین !

یااللہ ! سرحدوں پر مامور ہماری افواج اور مجاہدین کو غلبہ عطافرما، یارب العالمین ! یااللہ ! سیکورٹی فورس کے جوانوں کی حفاظت فرما، یااللہ ! سیکورٹی فورس کے جوانوں کی حفاظت فرما، یااللہ ! انہیں بہترین صلہ اور بدلہ عطافرما، یارب العالمین !

یااللہ ! تمام مسلمان بیماروں کو شفایاب فرما، یااللہ ! تمام پریشان مسلمانوں کی پریشانیاں ختم فرما، تمام مسلمان فوت شدگان پر رحم فرما، قیدیوں کو رہا فرما، اور ہم پر جارحیت کرنے والوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

یااللہ ! ہماری دعاؤں کو قبول فرما، یااللہ ! ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں بلند فرما، یا کریم ! یا رحیم ! یا عظیم !

ترجمہ: شفقت الرحمن مغل

(19)عبادات کا مہینہ ماہِ رمضان

فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر علی بن عبدالرحمن الحذیفی حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، وہی غالب اور بخشنے والا ہے، جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنا بناتا ہے، دن اور رات وہی چلا رہا ہے، ان میں دانشمندوں کے لئے نصیحتیں ہے، میں اسی کی حمد خوانی اور شکر بجالاتا ہوں، اسی کی جانب رجوع کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں وہ یکتا ہے، وہ تنہا اور زبردست ہے، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی سیدنا محمد اللہ کے بندے، چنیدہ و برگزیدہ رسول ہیں، یا اللہ! اپنے بندے، اور رسول، ان کی اولاد اور نیکوکار صحابہ کرام پر رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرما ۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

تقوی الہی اختیار کرو اور اسی کی اطاعت کرو؛ کیونکہ اطاعتِ الہی سے کوئی بدبخت نہیں ہوتا، اور اللہ تعالی کی نافرمانی سے کوئی نیک بخت نہیں بنتا۔

اللہ کے بندوں!

نیک اعمال کے بدلے میں اللہ تعالی کے وعدوں پر مکمل اعتماد رکھو، اور اپنے اچھے انجام کیلیے خوب محنت کرو، کیونکہ تمہارا رب قدر دان، جاننے والا، غنی، اور انتہائی سخی ہے، وہ اپنی پسندیدہ عبادات کے ذریعے اپنا قرب حاصل کرنے کی تمھیں دعوت دیتا ہے، اسے تمہاری نیکیوں کی ضرورت نہیں، نیز وہ تمھیں نافرمانی سے بھی خبردار کرتا ہے، تمہاری نافرمانی کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی، فرمانِ باری تعالی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ

فصلت–46

جو شخص بھی نیکی کرے اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو بدی کرے گا اس کا نقصان بھی اسی کو ہوگا، تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

اسی طرح فرمایا:

وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ

آل عمران–44

جو اپنی ایڑھیوں کے بل لوٹ جائے تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، جلد ہی اللہ تعالی شکر گزاروں کو بدلے سے نوازے گا۔

لوگوں! اللہ تعالی کی وعید سے ڈرو؛ کیونکہ اللہ تعالی کی وعید جس پر آن پڑے تو اسے تباہ کر کے رکھ دیتی ہے، اللہ تعالی کی وعید کسی بھی روگرداں اور غافل کو پکڑلے تو اسے عذاب میں مبتلا کر کے تباہ کر دیتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى

طٰہ–81

اور جس پر میرا غضب نازل ہو گیا تو وہ یقیناً ہلاک ہو گیا۔

ایسے شخص پر تعجب ہوتا ہے جو دنیا کیلیے تو محنت کرتا ہے لیکن آخرت کو بھول جاتا ہے؛ کیونکہ دنیا تو محنت سے یا عاجز شخص کو بغیر محنت کے بھی مل جاتی ہے، لیکن آخرت کی نعمتیں صرف محنت اور عمل کے بدلے میں ہی ملیں گی، فرمانِ باری تعالی ہے:

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

الزخرف–72
یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، ان اعمال کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔

مسلمانوں! تمہارے پاس نیکیوں کی بہار اور برکتوں والا مہینہ آرہا ہے، اس مہینے میں خیر و برکتیں نازل ہوتی ہیں، ان میں گناہ معاف کیے جاتے ہیں ماہِ رمضان کو اللہ تعالی نے فضیلتوں سے نوازا ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی ﷺ فرماتے ہیں: (مہینوں کا سربراہ رمضان ہے، جبکہ سب سے محترم مہینہ ذوالحجہ ہے) اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

اسی طرح فرمانِ باری تعالی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ

البقرۃ–185
رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے واضح دلائل موجود ہیں۔

ماہ رمضان اتنا بابرکت مہینہ ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے تمام عبادات یکجا فرما دی ہیں چنانچہ روزوں کے ساتھ نمازیں، اس مہینے میں زکاۃ ادا کرنے والے کیلیے زکاۃ، غریبوں مسکینوں پر صدقہ، ضرورت مندوں کی مدد اور تعاون، عمرہ کی شکل میں حج اصغر، تلاوت قرآن، ذکر و اذکار، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سمیت دیگر تمام کی تمام نیکیاں موجود ہیں، الغرض اس ماہ میں خیر و بھلائی کے ذرائع بہت زیادہ ہیں، رمضان میں بدی کے اسباب کم یا ناپید ہو جاتے ہیں، ماہ رمضان میں شیاطین کیلیے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور نیکیوں سے روکنے کے راستے بند کر دیئے جاتے ہیں، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (جس وقت ماہ رمضان شروع ہو تو جنت کے دروازے کھول دیئے ج جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے) بخاری، مسلم

جنت میں ثواب اور نعمتوں کی اتنی ہی انواع و اقسام ہوں گی جتنی قسم کی انسان کے پاس دنیا میں کی ہوئیں عبادات اور نیکیاں ہوں گی؛ کیونکہ ہر نیکی کے بدلے میں اس کا الگ ثواب اور نعمت ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ

الحاقة–24
گزشتہ ایام میں جو عمل تم کر چکے ہو ان کی وجہ سے اب مزے سے کھاؤ اور پیو۔

اسی طرح سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فرمایا: (جنت کے ایک دروازے کو ریان کہا جاتا ہے، اس دروازے سے داخلے کیلیے روزے داروں کو بلایا جائے گا، چنانچہ جو بھی روزے داروں میں شامل ہو گا وہ اس دروازے سے اندر جائے گا، اور جو شخص وہاں سے اندر چلا گیا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی) بخاری، مسلم

جنت میں داخلے کے بعد سب سے بڑی عزت افزائی اللہ تعالی کے بابرکت چہرے کا دیدار ہے، اور یہ حقیقت میں مسلمان کی عبادت کا بدلہ ہے کیونکہ مسلمان اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہے گویا کہ وہ اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہے، اس بارے میں فرمانِ باری تعالی ہے:

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ

یونس–26
جن لوگوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے ویسا ہی اچھا بدلہ ہو گا اور اس سے زیادہ بھی۔

اور نبی ﷺ نے اس آیت میں مذکور "زِيَادَةٌ" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس سے مراد اللہ تعالی کے بابرکت چہرے کا دیدار ہے، جیسے کہ سلمان رضی اللہ عنہ سے مسلم میں روایت موجود ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں کا دام ویسا ہی لگے گا جیسا کام ہو گا۔

بالکل اسی طرح عذاب کی انواع واقسام بھی گناہوں کے متنوع ہونے پر منحصر ہے، چنانچہ کھانے کیلیے تھوہر اور پینے کیلیے کھولتا ہوا پانی حرام اور سود خور سمیت شراب نوش اور منشیات کا استعمال کرنے پر دیا جائے گا، اسی طرح سر پر گرم پانی اس شخص کے سر پر ڈالا جائے گا جو اپنے آپ کو متکبر اور شرعی احکامات سے بالاتر سمجھتا تھا اور حکم عدولی کرتا، اس بارے میں فرمانِ باری تعالی ہے:

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ (43) طَعَامُ الْأَثِيمِ (44) كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ (45) كَغَلْيِ الْحَمِيمِ (46) خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ (47) ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ (48) ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ

الدخان–49/43

بلاشبہ تھوہر کا درخت[43] گنہگار کا کھانا ہے[44] جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارے گا[45] جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے [46] اسے پکڑ لو پھر گھسیٹتے ہوئے جہنم کے عین درمیان میں دھکا دے دو[47] پھر کھولتے پانی کا کچھ عذاب اس کے سر پر انڈیلو[48] چکھ، تو ہی بڑا معزز اور شریف تھا۔!

اس لیے دنیا اور آخرت میں اصول یہی ہے کہ جیسا کام ویسا دام۔

مسلمانوں!

آپ بھی خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو شعبان کے آخر میں رمضان کے آنے کی خوشخبری دیا کرتے تھے، اس کے لیے تیار ہو جاؤ اور اس مہینے کا ہر قسم کی نیکی کے ذریعے بھرپور استقبال کرو اس کیلیے تیاری کرو، اخلاص، ثواب کی امید اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خوشی کا اظہار کرو ؛اس لیے کہ اللہ تعالی نے تمہیں اک بار پھر رمضان نصیب فرمایا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ

یونس–58

آپ کہہ دیں: سب کچھ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہے، لہذا اسی پر تو انہیں خوش ہونا چاہیے، یہ ان کی جمع پونجی سے کہیں بہتر ہے۔

استقبالِ رمضان کے لیے تمام گناہوں سے توبہ کر لو، تاکہ اللہ تعالی تمہارے گزشتہ تمام گناہ معاف فرما دے، استقبالِ رمضان کیلیے لوٹا ہوا مال حقیقی مالکان تک پہنچا دو، حقداروں کو ان کے حقوق دے دو تاکہ اللہ تعالی تمہاری نیکیوں کو تحفظ بخشے اور تمہاری خطائیں مٹا دے، یہ بات ذہن نشین کر لو کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ آپ رمضان دوبارہ نہیں پا سکو گے اس لیے موت اور موت کے بعد کی سختیوں کیلیے تیاری رکھو، اپنے روزوں کو لغویات، بے ہودگی، غیبت و چغلی سے پاک صاف رکھو، گندی باتوں اور گناہوں سے دور رہو، حرام چیزوں کو دیکھنے سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کرو، اپنے دلوں کو برے خیالات سے بچاؤ تو تمہارے روزے اللہ تعالی کے ہاں تمہارے لیے سفارشی بن جائیں گے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بہت سے روزے داروں کے حصے میں صرف بھوک پیاس آتی ہے، اور بہت سے قیام گزاروں کے حصے میں صرف بے خوابی آتی ہے) طبرانی نے اسے معجم الکبیر میں نقل کیا ہے، منذری کہتے ہیں اس کی سند قابل قبول ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جو شخص غلط باتوں اور شریعت سے متصادم چیزوں پر عمل نہیں چھوڑتا اللہ تعالی کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے) بخاری، ابو داود، ترمذی

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ : (روزہ-جب تک توڑا نہ جائے-ڈھال ہے) نسائی، اور طبرانی نے اسے معجم الاوسط میں روایت کرتے ہوئے اضافہ کیا ہے کہ : (کہا گیا: اس ڈھال کو کس عمل سے توڑا جائے گا؟ فرمایا: جھوٹ یا غیبت کے ذریعے) اس حدیث میں یہ دو گناہ بطور مثال ذکر کئے گئے ہیں۔

مسلمان کو اپنے روزے کا ثواب بڑھانے کیلیے رمضان میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہییں لہذا تلاوت کرے، نبی ﷺ پر کثرت سے درود بھیجے، لوگوں کی مدد کرے، حصولِ رضائے الٰہی کیلیے صدقہ خیرات اور تحائف دے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (مجھے غریب لوگوں میں تلاش کرو) دیگر نیکیاں بھی بجالائے مثلاً: کسی کو کوئی ہنر یا علم سکھادیں، نیکی کا حکم کریں، نیکی کی ترغیب دیں، برائی سے روکیں اور بدی سے خبردار کریں؛ اس لیے کہ روزے کے ساتھ ڈھیروں نیکیاں کرنے سے روزوں کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے۔

افطاری کروانے پر اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا روزے دار کو روزے کا ملتا ہے اور روزے دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔

مسلم! نماز تراویح اور قیام کو معمولی مت سمجھنا خصوصاً آخری عشرے میں لیلۃ القدر کی تلاش کیلیے خوب محنت کرنا۔

ماہ رمضان کے روزے گناہوں کا کفارہ ہیں، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (جو شخص رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں ثواب کی امید سے رکھے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) بخاری

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (جو شخص رمضان میں قیام ایمان کی حالت میں ثواب کی امید سے کرے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) بخاری، مسلم

عبادہ رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی ﷺ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا: (اسے آخری عشرے میں تلاش کرو جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید کے ساتھ قیام کرے تو اس کے گزشتہ و پیوستہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) احمد، طبرانی

اس لیے مسلمان! نماز باجماعت کی پابندی کرو، نماز کے ذریعے اللہ تعالی بندے کی حفاظت فرماتا ہے، انسان کے معاملات کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیکر اس کے حالات درست فرمادیتا ہے؛ چنانچہ نمازیں ضائع کرنے والے کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہیں، اس کی دنیاوی زندگی جانوروں جیسی ہوتی ہے، پھر قیامت کے دن اسے کہا جائے گا: آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم واصل ہو جاؤ۔

ایک حدیث میں ہے کہ : (جو شخص عشا کی نماز باجماعت ادا کرے تو گویا اس نے آدھی رات کا قیام کیا اور جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے تو گویا اس نے پوری رات کا قیام کیا) اسے مسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

انسان کا اس وقت نقصان اور بھی زیادہ ہوتا ہے جب وہ روزے تو رکھے لیکن نماز بالکل نہ پڑھے یا گنتی کی نمازیں ادا کرے۔

زندگی ضائع کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ رات کو دیر تک لہو ولعب کیلیے جاگتے رہیں، غیر اخلاقی ویب سائٹس پر جائیں، گھٹیا ڈرامے دیکھیں، مزید برآں اس بابرکت مہینے میں اللہ کی عبادت چھوڑ کر ان چیزوں میں مصروف رہنا انتہا درجے کی رسوائی اور ذلت کا باعث ہے، حالانکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (133) الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

آل عمران–144/133

اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے [133] جو خوشحالی یا بدحالی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، ایسے ہی نیک لوگوں سے اللہ محبت رکھتا ہے۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلیے قرآن کریم کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو اسکی آیات سے مستفید ہونے کی توفیق دے، اور ہمیں سید المرسلین ﷺ کی سیرت و ٹھوس احکامات پر چلنے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، تم بھی اسی سے گناہوں کی بخشش مانگو۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں، وہی صراط مستقیم کی جانب رہنمائی کرتا ہے، عظیم فضل والا ہے، وہ جسے چاہے نوازے یہ اس کا فضل ہے اور جسے چاہے محروم رکھے یہ اس کا عدل ہے، وہی غالب اور حکمت والا ہے، میں اسی کی حمد خوانی اور شکر بجالاتا ہوں، اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور بخشش طلب کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اسکے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہی قدرت اور علم والا ہے، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی و سربراہ محمد اسکے بندے اور رسول ہیں، آپ ہی کی شریعت و سیرت روشن اور ٹھوس ہیں، یا اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد، ان کی آل، اور بلند اخلاقی اقدار کے پیکر صحابہ کرام پر اپنی رحمت، سلامتی اور برکتیں نازل فرما۔

حمد و صلاۃ کے بعد:

کماحقُّہ تقوی الہی اختیار کرو، اور اسلام کے مضبوط کڑے کو اچھی طرح تھام لو۔

اللہ کے بندوں!

ہر گناہ سے الگ الگ توبہ کرو؛ کیونکہ توبہ کرنے والے ہی کامیاب ہوں گے، جبکہ اپنے گناہوں پر اصرار کرنے والے تباہ و برباد ہوں گے، فرمانِ باری تعالی ہے:

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

النور–31
تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

یہ مہینہ توبہ کرنے کا مہینہ ہے اور جن گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے ان میں سگریٹ نوشی بھی شامل ہے، اس لیے مسلمان! اپنے منہ کو سگریٹ نوشی سے پاک رکھو، ذکر الٰہی و تلاوت قرآن کے ساتھ اپنی زبان تر رکھو، اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے نیک لوگوں اور کراماً کاتبین فرشتوں کیلیے منہ کو معطر رکھو، سگریٹ نوشی سے شیطان قریب ہوتے ہیں، خون گدلا ہوتا ہے اور مہلک بیماریاں لگتی ہیں، عمر کم ہو جاتی ہے، نیز شرعی قواعد و ضوابط سگریٹ نوشی حرام قرار دیتے ہیں۔

ذہن نشین رہے کہ روزے کی نیت رات کے کسی بھی لمحے میں کرنا ضروری ہے، چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (جو شخص فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا کوئی روزہ نہیں ہے) ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ

ایک حدیث میں ہے کہ: (جو شخص رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر کے چھوڑ دے تو پوری زندگی کے روزے اس کی قضا نہیں بن سکتے)

اللہ کے بندوں!

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56
یقیناً اللہ اور اسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام پڑھو۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: (جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا)۔ اس لیے سید الاولین والآخرین اور امام المرسلین پر درود پڑھو۔

اللھم صلِّ علی محمد و علی آل محمد، کما صلّیتَ علی اِبراھیم و علی آل اِبراھیم، اِنک حمیدٌ مجید، اللھم بارِک علی محمدٍ و علی آل محمدٍ، کما بارکتَ علی اِبراھیم و علی آل اِبراھیم، اِنکَ حمیدٌ مجید، وسلم تسلیما کثیرا۔

یااللہ ! تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، یااللہ ! ہدایت یافتہ ائمہ و خلفائے راشدین ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی سے راضی ہو جا، یااللہ ! تمام صحابہ کرام، عشرہ مبشرہ، بیعت رضوان میں شامل صحابہ کرام، اور دیگر تمام تابعین کرام اور قیامت تک انکے نقشِ قدم پر چلنے والے تمام لوگوں سے راضی ہو جا، یااللہ ! انکے ساتھ ساتھ اپنی رحمت، فضل اور کرم کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یاارحم الراحمین !

یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، یااللہ ! کفر اور کافروں کو ذلیل و رسوا فرما، یااللہ ! شرک، مشرکین اور بدعتی لوگوں کو ذلیل و رسوا فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو بدعات کا خاتمہ فرمادے، یااللہ ! روزِ قیامت تک کیلیے بدعات کا خاتمہ فرمادے، یااللہ ! تیرے دین اور نبی کی سنتوں سے متصادم بدعات کا خاتمہ فرمادے، یااللہ ! روزِ قیامت تک کیلیے بدعات کا خاتمہ فرمادے، یارب العالمین ! یاذوالجلال والاکرام ! یااللہ ! تیری کتاب اور سنت نبوی کا بول بالا فرما، یاارحم الراحمین !

یااللہ ! اپنے دین، قرآن، اور سنت نبوی کا ساری دنیا میں بول بالا فرما، یاقوی ! یامتین !

یااللہ ! اپنی رحمت کے صدقے تمام مومن اور مسلمان مرد و خواتین کے معاملات سنوار دے، یاارحم الراحمین !

یااللہ ! ہر جگہ اور ہر وقت مسلمانوں کے حالات سنوار دے، یارب العالمین !

یااللہ ! ہم سب مسلمانوں کو تیرے دین کی سمجھ عطا فرما، یااللہ ! ہم سب مسلمانوں کو تیرے دین کی سمجھ عطا فرما، یارب العالمین !

یااللہ ! مقروض مسلمانوں کے قرضے چکادے، یااللہ ! مقروض مسلمانوں کے قرضے چکادے، یارب العالمین

یااللہ ! تمام مسلمان بیماروں کو شفایاب فرما، یااللہ ! تمام مسلمان بیماروں کو شفایاب فرما، یااللہ ! اپنی رحمت کے صدقے تمام مسلمان بیماروں کو شفایاب فرما، یاارحم الراحمین ! یااللہ اپنی رحمت کے صدقے ! مسلمان قیدیوں کو رہا فرما، یاذوالجلال والاکرام ! یاارحم الراحمین !

یااللہ! ہمیں اور ہماری اولاد کو شیطان، شیطانی چیلوں، چالوں اور شیطانی لشکروں سے محفوظ فرما، یارب العالمین! یااللہ! تمام مسلمانوں کو شیطان مردود کے ہمہ قسم کے شر سے محفوظ فرما، یارب العالمین! یااللہ! تمام مسلمانوں کو اولاد کو شیطان مردود کے ہمہ قسم کے شر سے محفوظ فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یااللہ! ہمارے اگلے پچھلے، خفیہ اعلانیہ، اور جنہیں تو ہم سے بھی زیادہ جانتا ہے سب گناہ معاف فرمادے، تو ہی ہمیں تہ و بالا کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یااللہ! اپنی رحمت کے صدقے ہمیں بارش عطا فرما، یاارحم الراحمین! یااللہ! اپنی رحمت کے صدقے ہمیں بارش عطا فرما، یاارحم الراحمین! یااللہ! ہمیں موسلا دھار، تر و تازہ کرنے والی بارش عطا فرما، یااللہ! اپنی رحمت کے صدقے ہمیں رحمت والی بارش عطا فرما، عذاب، غرق اور تباہی والی بارش سے بچا، یاذوالجلال والاکرام!

یااللہ! تمام فوت شدگان کو بخش دے، یااللہ! تمام فوت شدگان کو بخش دے، یااللہ! اپنی رحمت کے صدقے ان کی قبروں کو منور فرما، یارب العالمین!

یااللہ! ہمارے ملک کی ہمہ قسم کے شر و نقصان سے حفاظت فرما، یااللہ! ہمارے فوجیوں اور سرحدوں کی حفاظت فرما، یااللہ! ان کے نشانے درست فرما، یارب العالمین! بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یااللہ! خادم حرمین شریفین کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یااللہ! اس کی تیری مرضی کے مطابق رہنمائی فرما، اور اس کے تمام اعمال اپنی رضا کیلیے قبول فرما، یارب العالمین! ہر نیکی کے کام میں انکی مدد فرما، یاذوالجلال والاکرام! یااللہ! انہیں صحیح فیصلوں کی توفیق عطا فرما، یااللہ! انہیں ہر اچھا کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یااللہ! انہیں صحت و عافیت عنایت فرما، یاذوالجلال والاکرام!

یااللہ! ان کے دونوں نائبوں کو تیرے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما، یااللہ! ان سے اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے کام لے۔

یااللہ! ہمارے ملک کی ہمہ قسم کے شر سے حفاظت فرما، یارب العالمین!

یااللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

اللہ کے بندوں!

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل–91/90

اللہ تعالی تمہیں عدل واحسان اور قریبی رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور تمہیں فحاشی، برائی، اور سرکشی سے روکتا ہے، اللہ تعالی تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو[90] اور اللہ تعالی سے کئے وعدوں کو پورا کرو، اور اللہ تعالی کو ضامن بنا کر اپنی قسموں کو مت توڑو، اللہ تعالی کو تمہارے اعمال کا بخوبی علم ہے۔

اللہ کا تم ذکر کرو وہ تمہیں کبھی نہیں بھولے گا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرو وہ تمہیں اور زیادہ عنایت کرے گا، اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(20) شرم وحیا شریعت کی روشنی میں

فضیلۃ الشیخ جسٹس ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم حفظہ اللہ

شرم وحیا
شریعت کی روشنی میں

پہلا خطبہ:

یقیناً تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اس کی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد کے طلب گار ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں، نفسانی اور بُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت عنایت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، اور صحابہ کرام پر ڈھیروں درود و سلامتی نازل فرمائے۔

حمد و صلاۃ کے بعد: اللہ کے بندو! اللہ سے کما حقّہ ڈرو اور اسلام کے کڑے کو مضبوطی سے تھام لو۔

مسلمانوں!

عبادتِ الہی کی کنجی اور راز اسما و صفاتِ الہی کی معرفت میں پنہاں ہے، اللہ تعالی کے تمام نام اچھے اور اس کی صفات اعلی ہیں، اللہ تعالی کے ہر نام اور صفت کی خاص عبادت بھی ہے جو کہ ان کی معرفت کا تقاضا ہے، اللہ تعالی کو اپنے اسما اور صفات پسند ہیں، اللہ تعالی اپنے اسما و صفات کے آثار اپنی مخلوق میں دیکھنا چاہتا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے ان کے واسطے سے دعا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا

الاعراف–180

اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں، اللہ کو ان کے ذریعے پکارو۔

اللہ تعالی کے ہاں وہ شخص سب سے پسندیدہ ہے جو اللہ کے ہاں محبوب صفات سے متصف ہو بشرطیکہ وہ صفات اللہ تعالی کیلیے مختص نہ ہوں، اللہ تعالی کی صفات کے ذریعے اللہ کی بندگی کرنے والا شخص اس کی رحمت کے قریب تر ہو جاتا ہے، اور اللہ کے ناموں کو یاد کرنے والے کو اللہ جنت میں داخل فرمائے گا۔

اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک "اَلْحَیِیُّ" ہے اور حیا اللہ تعالی کی صفت ہے، اللہ تعالی نے خود اپنی اس صفت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا

البقرة–26
اللہ تعالی قطعاً اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ کسی مچھر یا اس سے بھی کسی حقیر تر چیز کی مثال بیان کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالی کا یہ نام بتلاتے ہوئے فرمایا: (بیشک اللہ تعالی "اَلْحَیِیُّ" اور "اَلسِّتِّیْرُ" ہے، اور حیا سمیت پردہ پوشی کو بھی پسند فرماتا ہے) ابو داود

اللہ تعالی کو اٹھے ہوئے ہاتھ خالی لوٹانے سے بھی حیا آتی ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (بیشک تمہارا پروردگار حیا کرنے والا اور نہایت کرم کرنے والا ہے، وہ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ جب وہ اس کی جانب ہاتھ اٹھائے تو انہیں خالی واپس لوٹا دے) ابو داود

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اللہ تعالی کی اپنے بندے سے حیا کرنے کی کیفیت انسانی ذہن سے بالا تر ہے؛ عقل اس کی کیفیت بیان کرنے سے قاصر ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کی حیا میں سخاوت، احسان، جود اور جلال شامل ہے"

تمام اعلی اخلاقی اقدار کا سر چشمہ، بڑا اور عظیم اخلاق: حیا ہے، حیا انسان کو برے کام سے روکتی ہے، اور حقداروں کے حقوق سلب کرنے میں حائل بن جاتی ہے، حیا کا ماخذ حیات ہے تو جس قدر دل میں حیات ہو گی اسی مقدار میں حیا بھی ہو گی، تو جس قدر انسانی دل باحیات ہو گا تو انسانی دل بھی اتنا ہی باحیا ہو گا۔

حیا ایک ایسی اخلاقی قدر ہے جو اولین زمانۂ نبوت سے مطلوب اور اخلاقی فرائض میں شامل ہے، تمام کے تمام انبیائے کرام نے اپنی امتوں کو حیا کی ترغیب دلائی، نیز سابقہ انبیائے کرام کی شریعتوں کی تنسیخ کے دوران حیا کو منسوخ نہیں کیا گیا، نہ ہی اس کا کوئی متبادل لایا گیا؛ کیونکہ حیا سرتاپا اعلی اور افضل ترین خصلت ہے، عقل اس کی خوبیوں کی معترف ہے؛ چنانچہ جس چیز میں اتنی خوبیاں پائی جاتی ہوں اس کی تنسیخ یا اس میں تبدیلی روا نہیں ہو

سکتی؛آپ ﷺ کا فرمان ہے:(لوگوں نے ابتدائی نبوتوں کی تعلیمات میں سے جو چیز[آج تک] پائی وہ یہ ہے کہ:''جب حیانہ ہو تو جو مرضی کر'')بخاری

حیااشرف المخلوقات کی صفت ہے،اللہ تعالی نے حیاداروں کی مدح سرائی فرمائی،فرشتے بھی حیاسے متصف ہیں،آپ ﷺ نے سیدناعثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:(کیامیں اس شخص سے حیانہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاکرتے ہیں)مسلم

انبیائے کرام اپنی اقوام میں حیاداری میں مشہور ہوتے ہیں،روزِ قیامت جب لوگ(آدم،نوح اور موسی علیہم السلام سے شفاعت طلب کریں گے تو انہیں اپنی اپنی غلطی یادآجائے گی اور شفاعت کرنے سے شرماجائیں گے)بخاری

موسی علیہ السلام حیاکے پیکر تھے،آپ ﷺ کا فرمان ہے:(بیشک موسی علیہ السلام انتہائی حیادار اور پردے میں رہنے والے تھے،آپ کی حیاکی وجہ سے آپ کی جلد کا کوئی حصہ دِکھ نہیں سکتا تھا)بخاری

ہمارے نبی ﷺ سب سے زیادہ حیاکرتے تھے،آپ ﷺ کی حیاآپ کے چہرے سے عیاں ہو جاتی تھی،چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:(نبی ﷺ پردے میں چھپی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیاتھے،آپ کو کوئی چیز ناگوار گزرتی تو آپ کے چہرے سے ہم پہچان جاتے تھے)متفق علیہ

معراج کی رات نبی ﷺ موسی علیہ السلام اور اللہ تعالی کے درمیان بار بار چکر لگاتے رہے کہ نمازوں میں مزید تخفیف کر دی جائے،یہاں تک آپ نے فرمادیا:(اب مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے)متفق علیہ

(جس وقت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہاسے آپ کی شادی ہوئی تواسی مناسبت سے لوگوں کو کھانے کی دعوت دی گئی؛لوگوں نے کھاناکھایااور چل دیئے،لیکن گھر میں تین لوگ باتیں کرتے ہوئے بیٹھے رہے،تو نبی ﷺ انہیں چلے جانے سے متعلق کچھ کہنے سے شرمائے،یہاں تک کہ آپ انہیں تنہاگھر چھوڑ کر باہر چلے گئے اور پھر اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمادیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ

الاحزاب–53

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو؛الّا یہ کہ تمہیں اجازت دی جائے اور کھانے کی تیاری کا انتظار نہ کرنے لگو۔البتہ جب تمہیں (کھانے پر) بلایا جائے تو آؤاور جب کھا چکو تو چلے جاؤاور باتوں میں دل لگائے وہیں نہ بیٹھے رہو۔ تمہاری یہ بات نبی کے لئے تکلیف دہ تھی مگر تم سے شرم کی وجہ سے کچھ نہ کہتے تھے اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ متفق علیہ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے درمیان ضرب المثل تھے،(ایک بار عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اپنا لباس سیدھا کرلیا،توآپ ﷺ سے لباس سیدھا کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: عثمان بہت شرمیلے ہیں،مجھے خدشہ تھا کہ اگر عثمان میرے پاس اسی حالت میں آجاتے تو وہ اپنا مافی الضمیر بیان نہ کرپاتے) مسلم

خواتین کو پیدا ہی حیا پر کیا گیا ہے،درحقیقت حیا ہی عورت کا زیور اور زینت ہے،یہی حیا عورت کیلیے تحفظ اور امن کی ضامن ہے،چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا [شادی پر رضامندی کے متعلق] کہتی ہیں کہ:''اللہ کے رسول! کنواری تو شرمیلی ہوتی ہے''[وہ ہاں یا انکار نہیں کر پاتی] تو آپ ﷺ نے فرمایا:(اس کی خاموشی ہی شادی پر رضامندی ہوتی ہے) بخاری

[موسی علیہ السلام کے واقعے میں] مدین والے کی بیٹی جب چلتی ہوئی آئی تو مکمل طور پر حیا کی پیکر تھی،انہوں نے اپنا چہرہ کپڑے اور ہاتھ سے ڈھانپا ہوا تھا اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:
فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ

القصص–25
اتنے میں ان دونوں میں سے ایک ان کی طرف شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی۔

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیاداری کا یہ عالم تھا کہ اپنے حجرے میں عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد ان سے شرم کرتی تھیں،چنانچہ آپ کہتی ہیں:''میں اپنے اس گھر میں داخل ہو جاتی تھی جہاں آپ ﷺ اور میرے والد مدفون ہیں،میں وہاں لباس بھی اتار لیتی تھی اور یہ کہتی کہ میرے خاوند اور والد ہی مدفون ہیں! لیکن جب عمران کے ساتھ دفن ہوگئے تو اللہ کی قسم میں جب بھی داخل ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے مکمل لباس کے ساتھ داخل ہوتی ہوں۔'' احمد

ایک صحابیہ نے تکلیف تو برداشت کرلی لیکن حیا کا پردہ چاک ہونا منظور نہ کیا تو انہیں جنت کی بشارت دے دی گئی،چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عطاء بن ابو رباح رحمہ اللہ سے کہتے ہیں:''کیا میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ تو میں [عطاء] نے کہا: کیوں نہیں!۔ تو ابن عباس نے کہا: یہ کالی عورت جنتی ہے،وہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: مجھے بیہوشی [مرگی] کی شکایت ہے،جس کی وجہ سے پردہ کھل جاتا ہے،اللہ سے میرے لیے دعا کردیں'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(تم چاہو تو صبر کرلو اور تمہیں جنت ملے گی،لیکن اگر چاہو تو میں اللہ سے تمہارے

لیے عافیت کی دعا کر دیتاہوں)''تواس خاتون نے کہا: میں صبر کرتی ہو، لیکن بیہوشی میں پردہ کھل جاتاہے تواللہ سے دعا کر دیں میرا پردہ نہ کھلے توآپ ﷺ نے اس کیلیے دعافرمادی''متفق علیہ

حیاداری ان عظیم اخلاقیات میں سے ہے جن پر اہل جاہلیت بھی قائم دائم تھے، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:''جس وقت مجھ سے ہرقل نے نبی ﷺ کے بارے میں پوچھااور میں اس وقت ابھی مسلمان نہیں ہوا تھاتو: بخدا! اگر مجھے حیاداری کا خیال نہ ہوتا کہ میرے ساتھی میری جھوٹی بات آگے بتلائیں گے تو میں اس وقت جھوٹ بول دیتا، لیکن مجھے اس وقت ایسا کرنے سے حیانے روک دیا، اس لیے میں نے سچ بات کی''متفق علیہ

درحقیقت حیاہی خوشحالی اور ترقی کا سبب ہے، حیاساری کی ساری خیر ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (حیاخیر ہی خیر ہے) یا آپ ﷺ نے فرمایا تھا: (ساری کی ساری حیاخیر ہے) مسلم

باحیا شخص کیلیے حیاکا نتیجہ ہمیشہ خیر ہوتا ہے، حیا کی وجہ سے انسان کو کبھی ندامت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (حیاخیر کا باعث ہی بنتی ہے) مسلم

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:''حیا قلبی حیات کا جوہر ہے، حیاہمہ قسم کی بھلائی کا سرچشمہ ہے، اگر حیاختم ہو جائے تو پھر بہتری کی کوئی رمق باقی نہیں رہتی''۔

حیاکا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان اچھے اخلاق کا عادی بن جاتا ہے اور مذموم صفات سے دور رہتا ہے، پھر جب انسان کی حیاجوبن پر ہو تو اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے، اپنی کوتاہیوں کو چھپاتا ہے اور اپنا مثبت کردار سامنے لاتا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ: ایمان زبانی اقرار، عقیدے اور عمل کا نام ہے، پھر حیاایمان کا ایک درجہ ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (ایمان کے ساٹھ سے زائد درجے ہیں اور حیا بھی ایمان کا ایک درجہ ہے) متفق علیہ

ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں:''حیاایمان کا حصہ ہے، مومن جنت میں جائے گا، کسی سے حیااسی وقت چھینی جاتی ہے جب اس میں ایمان باقی نہ رہے''۔

ایک بار نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے بھائی کو حیا کی وجہ سے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہہ رہا تھا:''تم بہت زیادہ حیا کرتے ہو''اس نے یہاں تک بات کہنا چاہی کہ:''تمہاری حیانے تمہیں نقصان پہنچایا ہے''تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اسے چھوڑ دو، حیاتو ایمان کا حصہ ہے) متفق علیہ

اللہ تعالی کی طرف سے کسی بھی دل کو سب سے سنگین سزا یہ ہے کہ اس میں سے حیا چھین لے، ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "حیا اور ایمان دونوں کا آپس میں مضبوط رشتہ ہے، لہذا اگر ان میں سے ایک چیز بھی اٹھ گئی تو دوسری بھی اٹھ جائے گی"۔

حیا انسان کو اچھے کاموں پر ابھارتی ہے اور حیادار انسان کو تقوی کی جانب لے جاتی ہے، لیکن اگر کسی میں حیا باقی نہ رہے تو وہ پھر مخالف سمت میں چل پڑتا ہے۔

انسان اور گناہوں کے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ یہی حیا بنتی ہے، چنانچہ باحیا شخص اسی طرح گناہوں سے دور رہتا ہے جس طرح ایمان کی بنا پر گناہوں سے دور رہتا ہے۔

اور اگر انسان سے حیا ہی چھین لی جائے تو قبیح، مذموم اور گری ہوئی حرکتوں سے کوئی چیز مانع نہیں رہتی، جیسے کہ آپ ﷺ کا فرمان بھی ہے کہ: (جب تم حیا نہ کرو تو جو من میں آئے کرتے جاؤ) بخاری۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں: "اگر حیا کسی شخص کو حرام کاموں سے روک نہ پائے تو وہ صغیرہ گناہ کرے یا کبیرہ؛ اس کیلیے سب یکساں ہیں۔ یعنی اس حدیث میں حیا کی کمی پر سخت وعید اور ڈانٹ پلائی گئی ہے"۔

گناہوں سے انسان کی حیا متاثر ہوتی ہے، اور ممکن ہے کہ کلی طور پر حیا ختم ہو جائے، بلکہ اسے اس چیز کی پرواہ ہی نہ رہے کہ لوگوں کو میری اس حالت کا علم ہو گیا تو وہ کیا کہیں گے! یا اس سے بھی دو قدم آگے بڑھتے ہوئے اپنی کارستانیاں خود سے بیان کرنے لگ جائے۔

در حقیقت حیا کے ذریعے انسان آراستہ اور پیراستہ ہوتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (بے حیائی کسی بھی چیز میں پائی جائے تو اسے داغ دار کر دیتی ہے جبکہ حیا جس چیز میں بھی ہو اسے خوبصورت بنا دیتی ہے) ترمذی

حیا انسان کو عزتِ نفس کے تحفظ کی ترغیب دیتی ہے، اس لیے انسان ضرورت کے باوجود کسی سے کچھ نہیں مانگتا، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک، دو لقمے دے دیئے جائیں، مسکین تو وہ ہے جس کی آمدن کم ہو اور مانگنے سے حیا کرے یا لوگوں سے چمٹ کر سوال نہ کرے) متفق علیہ

حیا انسان کو باادب ہونے پر ابھارتی ہے، (ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کے بارے میں پوچھا کہ اس کی خوبیاں مسلمان جیسی ہوتی ہیں [وہ کون سا درخت ہے؟]) اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے کہ میرے ذہن میں آیا کہ وہ تو کھجور کا درخت ہے، لیکن میں نے ابو بکر و عمر کو دیکھا کہ وہ جواب نہیں دے رہے تو مجھے بھی اچھا نہیں لگا کہ میں ان کی موجودگی میں بولوں" ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ: "مجھے شرم آئی کہ میں بولوں" متفق علیہ

یہ اصول ہے کہ جیسا کام ویسا دام، تو حیا کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی بھی حیا کرنے والوں کو بہترین جزا سے نوازے گا، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
(اور دوسرا شخص حیا کر گیا تو اللہ تعالی نے بھی اس کی حیا کی لاج رکھی) متفق علیہ

اعلی ترین حیا وہ ہے جو اللہ تعالی سے ہو؛ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی آپ کو ایسی جگہ نہ پائے جہاں سے اس نے روکا ہے اور جس جگہ کا اس نے حکم دیا ہے وہاں تمہاری غیر حاضری نہ ہو، اللہ تعالی کا حق زیادہ بنتا ہے کہ اس سے حیا کی جائے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اللہ تعالی سے کما حقہ حیا کرو) ترمذی

حیا اللہ تعالی کی جانب سے ایک نور ہے جو دل میں پیدا ہوتا ہے، یہ نور انسان کو اس بات کا تصور دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہے اسی بنا پر انسان خلوت اور جلوت ہر حالت میں اللہ سے حیا کرتا ہے۔

انسان کے دل میں اللہ تعالی سے حیا اس وقت پختہ ہوتی ہے جب انسان اللہ تعالی کی نعمتوں اور احسانات پر نظر دوڑائے اور ان کے مقابلے میں اپنے کمی کوتاہی کو سامنے رکھے نیز یہ بھی تصور اجاگر کرے کہ اللہ تعالی ہر خفیہ اور اعلانیہ چیز سے واقف ہے؛ چنانچہ جس وقت انسان یہ بات اچھی طرح جانتا ہو کہ اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے اور اس کی ہر چیز اللہ تعالی کی نظروں اور سماعت کے زیر اثر ہے تو انسان اللہ تعالی سے بہت زیادہ حیا کرے گا اور اللہ تعالی کی ناراضی کا باعث بننے والے امور سے دور رہے گا۔

انسان کے ساتھ ہر وقت فرشتے ہوتے ہیں، ان فرشتوں کے احترام میں یہ شامل ہے کہ ان سے حیا کریں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ (10) كِرَامًا كَاتِبِينَ (11) يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ

الإنفطار–12/10
اور بیشک تم پر محافظ مقرر ہیں۔ وہ معزز کاتب ہیں۔ انہیں معلوم ہے جو تم کرتے ہو۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''ان معزز محافظوں سے حیا کرو، ان کا احترام کرو اور انہیں ایسی حرکت دکھانے سے شرم کرو جو تم انسانوں کو دکھانے سے شرماتے ہو''۔

لوگوں سے حیا اور شرم انسان کو اچھے کاموں پر ابھارتی ہے، اگر کسی انسان کو اپنے مسلمان بھائی سے صرف اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے شرماتے ہوئے گناہ نہیں کرتا تو یہی اس کیلیے کافی ہے، لوگوں سے حیا اللہ تعالی سے حیا کا ذریعہ ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص لوگوں سے حیا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالی سے بھی حیا نہیں کرتا، نیز اگر کوئی شخص باحیا لوگوں سے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے تو اس کی حیا تر و تازہ ہو جاتی ہے۔

سب سے اعلی بات تو یہ ہے کہ انسان خود اپنے آپ سے حیا کرے، چنانچہ اگر کوئی شخص تنہائی میں ایسا کام کرتا ہے جو لوگوں کے سامنے نہیں کرتا تو در حقیقت وہ شخص خود اپنا احترام نہیں کر رہا، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص لوگوں سے تو شرماتا ہے لیکن خود اپنے آپ سے نہیں شرماتا تو اس نے اپنے آپ کو لوگوں سے بھی حقیر اور ذلیل بنایا ہوا ہے، لیکن اگر اپنے آپ اور لوگوں سے شرماتا ہے لیکن اللہ تعالی سے حیا نہیں کرتا تو وہ معرفت الٰہی سے نابلد ہے۔

اگر کسی شخص کی پردہ پوشی حیا کے ذمے ہو تو لوگ اس کے عیب نہیں دیکھ پاتے۔

ان تمام تر تفصیلات کے بعد: مسلمانوں!

دین اسلام خوبیوں اور امتیازی صفات کا دین ہے، دین اسلام میں اعلی ترین اخلاقیات اور اوصافِ حمیدہ یکجا ہیں، دین اسلام میں ہر قسم کی بھلائی کا حکم موجود ہے، اسی طرح ہر قسم کے شر سے تنبیہ بھی ہے، اس لیے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم خود عملی طور پر اسلام کو تھامیں، لوگوں کو اس کی دعوت دیں، اللہ تعالی سے حیا کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احکامات کی تعمیل کریں اور نافرمانی سے بچیں۔

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ : {وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

النساء–125
اور اس شخص سے کس کا دین بہتر ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہو، وہ نیکو کار بھی ہو اور یکسو ہو جانے والے ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کر رہا ہو۔

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کیلیے قرآن مجید کو خیر و برکت والا بنائے، مجھے اور آپ سب کو ذکر حکیم کی آیات سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، تم بھی اسی سے بخشش مانگو، بیشک وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ
تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں کہ اس نے ہم پر احسان کیا، اسی کے شکر گزار بھی ہیں کہ اس نے ہمیں نیکی کی توفیق دی، میں اس کی عظمت اور شان کا اقرار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں وہ یکتا اور اکیلا ہے، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی ان پر، ان کی آل اور صحابہ کرام پر ڈھیروں رحمتیں، سلامتی اور برکتیں نازل فرمائے۔

مسلمانوں!

احادیث نبویہ کی روشنی میں قابل ستائش حیاایسی اخلاقی قدر ہے جو انسان کو اچھے کام کرنے پر ابھارے اور برے کاموں سے روکے، جبکہ ایسی سستی اور کاہلی جس کی وجہ سے حقوق اللہ یا حقوق العباد میں کمی واقع ہو تو اس کا حیا سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص حیا کے باعث خیر سے محروم ہو تو یہ بھی اچھی چیز نہیں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: ''بہترین خواتین انصاری خواتین ہیں، وہ دینی مسائل سمجھنے میں حیا کو رکاوٹ نہیں بناتیں'' مسلم

لہذا دینی مسائل سیکھنے میں حیااور شرم کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے، اگر کوئی شخص شرم کھاتے ہوئے حصولِ علم کیلیے آگے نہیں بڑھتا تو وہ ہمیشہ علم سے محروم رہتا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''حیااور تکبر کرنے والا کبھی علم حاصل نہیں کر سکتا''۔

یہ بات جان لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی پر درود وسلام پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الأحزاب–56
اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو۔

اللھم صل وسلم وبارک علی نبینا محمد

یا اللہ! حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے والے خلفائے راشدین: ابو بکر، عمر، عثمان، علی سمیت بقیہ تمام صحابہ سے راضی ہو جا؛ یا اللہ! اپنے رحم و کرم اور جود وسخا کے صدقے ہم سے بھی راضی ہو جا، یا اکرم الاکرمین!

یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، شرک اور مشرکوں کو ذلیل فرما، یا اللہ! دین کے دشمنوں کو نیست و نابود فرما، یا اللہ! اس ملک کو اور مسلمانوں کے تمام ممالک کو خوشحال اور امن کا گہوارہ بنادے۔

یا اللہ! پوری دنیا میں مسلمانوں کے حالات سنوار دے، یا اللہ! مسلمانوں کے تمام ممالک کو خوشحال اور امن کا گہوارہ بنادے۔

یا اللہ! ہماری فوج کی مدد فرما، ہماری سرحدوں کو محفوظ فرما، اور ہمارے ملک کو امن وامان والا بنا، یارب العالمین!

یااللہ ! تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو ہی غنی ہے اور ہم فقیر ہیں، ہم پر بارش نازل فرما، اور ہمیں مایوس مت فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یا اللہ ! ہمیں بارش عطا فرما، یااللہ ! ہمیں بارش عطا فرما۔

یااللہ ! ہم نے اپنی جانوں پر بہت ظلم کیا اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم خسارہ پانے والے بن جائیں گے۔

یااللہ ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔ یااللہ ! ہمارے حکمران کو تیری رہنمائی کے مطابق توفیق عطا فرما، اور ان کے سارے اعمال تیری رضا کیلیے مختص فرما، یااللہ ! تمام مسلم حکمرانوں کو تیری کتاب پر عمل کرنے اور نفاذِ شریعت کی توفیق عطا فرما، یا قوی ! یا عزیز !

اللہ کے بندوں !

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

النحل-90

اللہ تعالی تمہیں عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں وعظ کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

تم عظمت والے جلیل القدر اللہ کا ذکر کرو تو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا، اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرو تو وہ تمہیں اور زیادہ دے گا، یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے، تم جو بھی کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہے۔

ترجمہ: شفقت الرحمن مغل

فہرست

مقدمہ	1
مختصر تعارف	2
تالیفات	2
(1)رمضان تمام عبادتوں کا سنگم	4
(2)موسمیاتی تبدیلیاں اور بیت المقدس	12
(3)استغفار! اہمیت، آداب اور مسنون الفاظ	18
(4)دلی راحت اور سکون کے شرعی نسخے	35
(5)نیکیاں قبول اور مسترد ہونے کی علامات اور ہدایات	43
(6)بیت المقدس کی فضیلت اور مسئلے کا حل	61
(7)سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور ہمارے حالات	72
(8)نیکی پر استقامت اور اس کی حفاظت	83
(9)حیاء اسلام کا ضابطہ اخلاق اور خواتین	93
(10)زندگی کے رنگ امنگوں کے سنگ	101
(11)عرش الٰہی کا تعارف اور مسجد اقصیٰ کی حالت	111
(12)ہم خوشحال زندگی کیسے گزار سکتے ہیں؟	128
(13)کرپشن اور بدعنوانی کی مذمت اور دیارِ غیر میں مسلمان کی ذمہ داری	135
(14)طلاق کے اسباب اور حل	143
(15)مسلمانوں کی تذلیل! ہم اور ہمارا میڈیا	150
(16)برکت کا مفہوم اور اسباب وذرائع	159
(17)خیر خواہی، دین کا بنیادی حصہ	171
(18)باہمی رحمدلی کی فضیلت	183
(19)عبادات کا مہینہ ماہِ رمضان	192
(20)شرم وحیا شریعت کی روشنی میں	202

مؤلف کی مزید کتب کا مطالعہ بھی کریں۔

مکتبہ دارالرحیل کراچی 03172134743